فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ

دوسرا حصہ [illegible]

جو [illegible] ہین

بسبب اسسٹنٹ سرجن محمد وزیر خان صاحب بہادر قبلہ صاحب کے بذریعہ خطوط شہر اکبراباد مین واقع ہوا
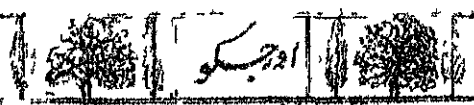
اور جسکو

سید عبداللہ صاحب اکبرآبادی نے جمع کیا

مطبع منعمیہ واقع شہر اکبراباد محلہ
[illegible] سنہ ۱۲۷۱ مین محمد امیر خان کے اہتمام سے چھپا

بشارت دیکر فرمایا تہا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک ہوئی اسیطرح اور انہیں
الفاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسکی بشارت دی پر افسوس کہ اسپر بہی شقیان ازلی صراط مستقیم پر
آنے سے وادی گمراہی و رنج سخت دلی کہ باوجودیکہ ہدایت اور رہنمائی کے نقارے ان کے سر و پیر بجے
اور صبح و شام اوس منادی صادق نے راہ راست پر بلایا اور فرمایا کہ تم شرہ درونا سابقون سے خدا کے کلام
میں خلط ملط کر دیا تاکہ ان آیات متشابہات پر مائل ہو کر گمراہی میں نہ پہنسو اور وہ کتاب کہ لاریب جسکی صفت ہے
اور لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ جسکی شان ہے ہوا اوس گمراہی آہنی سے بار آوے اور تم
خدا کے نور کو پہونک یہانتک سے نہ بجہا سکو گے کیونکہ وہ خود فرماتا ہے یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواہہم
واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون پر ہرگز نہ مانا اور تیرگی کو نہ چہوڑا اور جو کچہ اوستادی کرنی تہی خدا کے
کلام میں بہی کر گزرے ایسا ہزار ہزار شکر اوس خدائے تعالیٰ کا ہم پر واجب ہے کہ جسنے ہمکو اس تیرگی سے
بچا کر صراط مستقیم پر دایم رکہا اور مضمون اس آیہ کا خوب طرح پر دلمیں بٹہلایا ہو الذی ارسل رسولہ
بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون اور باوجودیکہ کسی نے ہزار ہا [illegible] انکے دین میں کبہی
کسیطرح کا شک یا شبہ کسی زمانہ میں ذرا سا بہی نہ آیا تہا مگر تہوڑے دنوں میں صدمین [illegible]
پہر اوس تیرگی اور گمراہی کو اوکسایا اور جہاں میں نقارہ علی الاعلان [illegible]
کا بجایا ہے یہی دیسی ہی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی برکت سے [illegible] علما
حقیقی نے مباحثہ تقریریں مجالسیں کو زک دی اور جن جن باتوں کو انکے تہمت [illegible] اگ
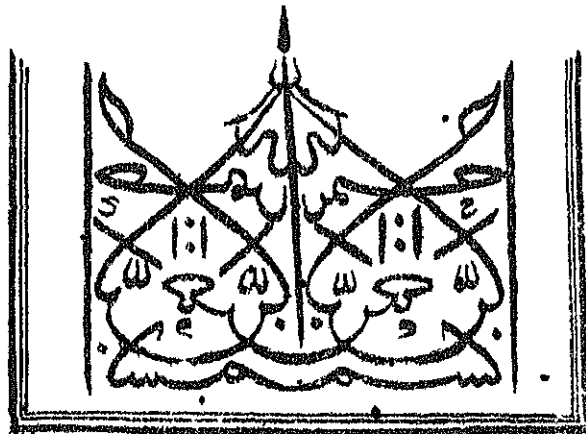
بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیان اسکے کہ وہ منہ لاؤن جس سے اپنے خدا صادق و عادل کی حمد و ستایش کرون اور کہان سے اپنی
عقل لاؤن جو اُس خدا واحد و لاشریک کی صفت و ثنا ادا کرون اسکے انعامات و کرامات عدد و احصا سے
باہر اور اسکے افضال و عنایات اندازہ و شمار سے خارج ہین ہان اس مقام مین تو یہہ ادعا ہی کرنا عین حماقت
ہے اور اسکے عہدہ برائی کا خیال بالکل محال ہے جہان متفق بر الہیتش فرو ماند در کنہ ماہیتش
ادراک در کنہہ ذاتش نرسد نہ فکر بہ کنہ صفاتش رسد کسان کزین راہ برگشتہ اند برفتند بسیار و سرگشتہ اند
بدان ای پسر کسی رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید یہہ کتنا بڑا احسان اُس خدا واحد مطلق کا ہم ناکردہ گنہگارون پر
ہے کہ حبیب نبی آخر الزمان کی بشارتین اگلے انبیا و مرسلین دیتے چلے آئے تھے اُسکو کمر زور و شور سے عرب
میں ظاہر کیا ہے یہی خاتم النبیین تھے جنکے خوف سے شیطان بھی گھبرایا ہوا ساری جہان کے کافرون مین تہلکہ
پڑ گیا اور کعبہ مین بت لات و عزی تھی مین زلزلہ ہو کسری کے قصر مین آیا عرب مین شور اٹھا
ماندگا وہ خاتم الانبیا والمرسلین کہ جسطرح حضرت یحیی نے حضرت عیسی علیہما السلام کے حق مین

پہلا خط ڈاکٹر صاحب کا

جناب بابو صاحب شفیق مخلصان گنیش فنڈہ صاحب سلامت

بعد ما وجب کے التماس یہہ ہے کہ میں جلدیں کتاب انگریزی آپ کی بھیجی ہوئی کہ ایک اونمیں سے ڈاکٹر اسپرنگر صاحب کی تصنیف ہے آپ کے نامہ کے ساتھ پہنچیں مجھے ممنون فرمایا لیکن اونکے بھیجنے کا مطلب معلوم نہوا آیا منظور احقر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مطاعن میں منظور ہے یا بلا غرض خاص صرف مطالعہ کے لئے بھیجی ہیں اگر دوسری بات ہے تو محض لا حاصل ہے کیونکہ یے کتابیں چند عرصے سے چھپ گئی ہیں اور اکثر میرے مطالعہ میں رہی ہیں اور جو کچھہ سیل صاحب نے قرآن شریف کے ترجمے کے مقدمہ میں لکھا ہے وہ بھی دیکھا ہے اور تاریخ محمدی ارونگ صاحب کی اور تالیفات مصنفان لائبریری اف یوسفل نالج بھی مطالعہ میں آئی ہے سوا اسکے وہ کتابیں علمائے مسیحیہ کی جو انجیل کے باب میں اور حضرت عیسیٰ عم کی شان میں لکھی گئی ہیں جیسے کتاب انکسی ہومو اور تاریخ یسوعی استراس صاحب کی اور کتاب نوٹیجی کی اور تصنیفات اسپائنی نوزا کی اور چھہ رسالے ولسن صاحب کے اور کتاب مورل فلاسفی کی اور کتاب تھیشس ہین کی اور کتاب موسوم

ایسی چالاکی سے چھپاتے اور مخفی کرتے چلے آتے تھے انکا اقرار کروایا اور پھر بعض بعض باتین خود اس

مباحثہ کے وقت تو نہیں رہ گئی تھین اور انکا ذکر نہ آنے پایا تھا اب ان خطوط کے ذریعہ انکا بھی

اقبال کرا دیا علی الخصوص مسئلہ تحریف جو عمدہ مسائل متنازعہ فیہ مین سے ہے مخالفین کی تحریر و تقریر

سے بخوبی تمام کالشمس فی رابعۃ النہار پایہ ثبوت کو پہنچا یا اب بفضلہ و عنایتہ ہر ادنی و اعلی پر

یہہ بات واضح و آشکار ہو جائیگی کہ یہہ اناجیل اربعہ جو آج کل عیسائیون مین مستعمل و [illegible] انکی

معتقد علیہ ٹھہر رہی ہین بیشک موضوعی و مصنوعی ہین اور ہرگز ہمارے خدا کا کلام نہین ہین

انکے معتقدین ثابت متفق ہین کہ آیتین کی آیتین اسمین سے نکالی گئین اور آیتین کی آیتین مخالفین

کے تصریحات سے اسمین بڑھا دی گئی ہین واضح ہو کہ اس حصہ مین فریقین کے خطوط

ترجمہ اردو مین کیا گیا ہے اور باقی خطوط بحسبہا بلفظہا منہج کئے گئے ہین خداوند

متعال بطفیل نبی آخر الزمان کے صدقہ سے انکا فایدہ خلائق کو پہنچاوے اور ہمکو اور مسلمانوکو

اسپر قایم رکھے آمین یا رب العالمین ہ   خاکسار محمد شفیق مخلصا ڈاکٹر محمد وزیر خان صاحب سلامت

سلام علیکم بعد التماس یہہ ہے کہ تین جلد انگریزی کتابین جنمین سے ایک جو [illegible] دونو کی [illegible]

[illegible] صاحب کی تصنیفات سے ہے اور شاید اختتام کے وقت اسکا ترجمہ اردو مین کیا جاوے

[illegible] ملاحظہ کے واسطے بھیجتا ہون جب آپ ان تینون کتابون کے [illegible] سے فراغت پاوین تو

میرے پاس بھیجدیجئے زیادہ والسلام   الراقم [illegible] حامد صاحب

مرقومہ ۱۵ مئی [illegible] عیسوی

ظہور سے زبور منسوخ ہوئی الخ) ما بہ عبارت (اسصورت مین دعوی
محمدی کا بیجا ہے جو کہتا ہے کہ زبور توریت کی ناسخ ہے الخ) حالانکہ
یہہ صریح بہتان ہے نہ کہین قرآن مین اور نہ کسی تفسیر مین یہہ مذکور
ہے اور نہ کوئی محمدی اسکا معتقد بلکہ اسکے خلاف کتب اسلامیہ مین مرقوم
ہی کہ مسیح محض اوامر و نواہی مین آیا ہے نہ اخبار و دعاؤن وغیرہ
مین اور زبور مین اسیطرحکے مضامین ہین سو کسطرح کوئی محمدی اسکے
منسوخ ہونیکا دعوی کرسکتا ہی اور اگر پہلی بات ہے تب ہی بے فائدہ
ہی کیونکہ ظاہر ہے کہ اس طرحکے مباحثہ سے کچھہ فائدہ حاصل نہین ہوتا
بلکہ مقصد کے بالعکس نتیجہ نکلتا ہے اور اسی جہت سے مباحثہ مذہبی مین
مین دل کم لگاتا ہون اور ایسی چیزونکا مجھکو شوق نہین ہے چنانچہ مولوی
رحمت اللہ صاحب کے بعض خطوط کے مضمون سے آپ کو واضح ہوا ہے اور
کار سرکاری سے بہی فرصت کم پاتا ہون علاوہ اسکے آپ کو معلوم ہے
کہ ان کتابون کے مطالب کچھہ اوسسے زیادہ نہین ہین جو آپ نے
میزان الحق مین لکھا ہے اور اوسکا جواب لفظا لفظا صاحب استفسار و
جناب مولوی رحمت اللہ صاحب نے دیا چنانچہ بعض تو آپ کے ملاحظہ مین

رچے ہوے الوہلڈ اور تصنیفات ٹومسن و وانڈر و بالفری وغیرہ مسیحیوں کی کہ
اسطرحکی کتابین بڑے اہتمام سے چھپتی ہین انمین سے اکثر میرے مطالعہ
مین رہی ہین لیکن مین تعجب جانتا ہون کہ آپ کو اِن کتابونکے ملاحظہ
کا اتفاق ہوا ہوگا کیونکہ اگر اس طرحکی بعض کتابین آپ کی نظر سے
گذرتین اور جناب اونکے مضامین کو ان کتب مرسلہ کے مضامین سے
مقابلہ کرکر انصاف فرماتے تو ہرگز یہ کتابین میرے پاس نہ بھیجے
اسلئے مین چاہتا ہون کہ مہربانی فرماکر بہ نسبت اثبات حق کے اولاً کتب
مرقومہ بالا کو مطالعہ کرین اسکے بعد بھی اگر طعن و تشنیع کا حوصلہ ہو او
مصنف دلی اجازت دیوے تو اِن کتب مرسلہ کی سیر و مطالعہ کی
درخواست مجھسے فرماوین اگر اس طرحکی کتابین جناب کے کتب خانہ
مین موجود ہووین تو مجھے فرمائیے کہ حتی المقدور بطور عاریت وغیرہ
کے اونکے بہم پہنچانے مین سعی کرون علاوہ برین اکثر مطالب ان
کتب مرسلہ کے محض بے اصل و بے بنیاد ہین جیسے وہ آپکا ادعا جو میزان الحق
کے باب اول کی فصل دوسری مین مندرج ہے یعنی قرآن اور اوسکے
مفسر دعویٰ کرتے ہین کہ جیسا زبور کے آنے سے توریت اور انجیل کے

وہی ہی بات نہین ہے بلکہ وہی ہے جو آپ نے الجمیع عام مین علی رؤس الاشہاد
اسکا اقرار کیا ہے لیکن واسطے رفع ایک ہیچ کے جو جناب کی بعض عبارات
مین واقع سے مستدعی ہوا ہون بالجملہ خلاصہ یہہ ہے کہ اگر باوجود
ان عذرون کے جو اوپر مذکور ہوئے مباحثہ کرنا امر ضروری
جانتے ہو تو اپنی کتب دینیہ سے ہاتہہ دہوکر اور اونکو موافق
اصطلاح اہل اسلام کے منسوخ و محرف مانکر تثلیث کے میدان
مین قدم رکہئے جب اس مسئلہ سے فراغت حاصل ہوگی تو حضرت
خاتم الرسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے باب مین گفتگو کیجاویگی
بہرحال جو آپ کی بہیجی ہوئی کتابونکا اپنے پاس رکہنا فضول
جانا اسواسطے تینون جلدین خدمت مین واپس بہیجدین امید کہ
انکی رسید سے مسرور فرماوین اور یہہ جو آپنے لکہا تہا کہ شاید وقت اختتام
اوسکا لیفے اسپرنگر صاحب کی کتاب کا ترجمہ اردو مین کیا جاوے
سو میری دانست مین اسکے ترجمہ مین مصروف ہونا تضیع اوقات
ہے کیونکہ اس کتاب کے مطالب کچہہ میزان الحق سے زیادہ نہین ہین
سو مین ازراہ خیرخواہی صلاح دیتا ہون کہ اگر تاریخ سوعی جناب

گذری ہیں اور بعض وقت گذر گئی اور آپ کی طرف سے اتنک جواب الجواب
لکھا نہیں گیا تو کیا ضرور کہ جدا مباحثہ قائم ہو اس صورت میں اگر مجھکو
معاف رکھئے تو اخلاق سے بعید نہیں ہے اور جو آپ بمقتضاے سرانجام کار
اپنے عہدہ کے خواہی نخواہی مباحثہ ہی کیا چاہیں تو اس ترتیب کو جو پہلے
سے خاطر شریف میں مرکوز تھی اور مباحثہ کے وقت مولوی رحمۃ اللہ صاحب
کے ساتھ ٹھہرا رہا سو تو ٹھہر گئی ہے کاہکو ہاتھ سے دیتے ہیں
اور جو آپ اپنی دانست میں نسخ و تحریف کے مباحثہ سے فارغ ہو چکے
ہیں اور حسب ادعائے محمدیوں کے منسوخیت و محرفیت کتب مقدسہ کے
مقر ہیں تو اجمال اور ابہام کو جو آپ کی اکثر عبارات میں ہے چھوڑ کر
صاف لکھئے کہ مباحثہ نسخ و تحریف کا کہ محمدیوں اور عیسائیوں میں
متنازعہ فیہ تھا طے ہو گیا اور ہم نے مانا کہ ہماری کتب مستعملہ حسب اصطلاح
اہل اسلام کے منسوخ و محرف ہو گئی ہیں فقط

پھر آپ کے خط بھیجے کے بعد جس میں اقرار نسخ و تحریف کا ہو تثلیث کے
مسئلہ میں جو موافق ترتیب مقررۂ سابق و حال کے نمبر ۳ مسئلہ
ہے گفتگو کیجاوے گی ہر چند یہہ اقرار جسکی میں استدعا کرتا ہوں

سے رد کی توک طبع ہین آئی ہین جو کچھ اسکی دلیل نہین کہ گویا وسے
کیا ت حق ناسخون کے نزدیک ناپسندیدہ ہین جیسا آپ کو بھی بخوبی
معلوم ہوگا صرف منکرین کی سمجھہ مین وسے معقول ہین اور بس اور
مسیحی علما سے اِن کتابون کے جواب ہرسون سے بخوبی ادا ہوسئے
ہین چنانچہ ان کتابون مین سے جو منکرین مذکورہ کے اعتراضات کے جواب
مین لکھی گئی ہین دو میرے پاس بھی موجود ہین ایک انگریزی اور ایک
جرمنی زبان مین اگر آپ چاہین کہ انکو ملاحظہ کرین تو وہ جو انگریزی زبان
مین ہی آپ کی خدمت مین بہیجدونگا اس مین تامس پائین اور گبن اور
ہوم کے اعتراضات کے جواب مسطور و مذکور ہین اور وہ جو جرمنی سے ہے
اُن کتابون مین سے ایک ہی جو ڈاکتر اسٹراس کی کتاب کے جواب مین
لکھی گئی ہین ثانیاً یہہ کہ آپ فرماتے ہین کہ تاریخ محمدی مصنفہ ڈاکتر اسپرنگر
صاحب محض بے اصل و بے بنیاد ہی پس التماس کرتا ہون کہ آپ
اُن مواضع کو جنہین آپ محض بے اصل بتاتے ہین نشان دیجئے
سعہ اپنے اعتراضات کے اور مین ڈاکتر اسپرنگر صاحب کے پاس
بہیجونگا شک نہین کہ صاحب موصوف جو عربی مین عالم کامل ہی

داکٹر دلودفر مدرک ابستراس صاحت کی اردو مین ترجمہ کی جاوے
تو بہت مفید ہوگی +

الراقم
بندہ داکٹر محمد وزیر خان صاحب ۱۲ شعبان سنہ ۱۲۷۰ ہجری مطابق ۳ مئی سنہ ۱۸۵۴ع

دوسرا خط پادری صاحب کا

جناب ڈاکٹر صاحب مشفق مہربان ڈاکٹر محمد وزیر خان صاحب سلامت
بعد از سلام عرض یہہ ہی کہ جناب کا خط معہ اون تین کتاب انگریزی کے جو
مین نے آپ کے مطالعہ کو بھیجی تھین پہنچا جواب مین ان دو بات پر اکتفا
کرتا ہون اولاً نصیحت کرتا ہون کہ تامس پائن اور ڈاکٹر اسٹراس
صاحب سے لوگون کی کتاب آپ کو پسند ہین یہہ تو مسیحی نہین بلکہ ملحد منکر ہین
مین سے ہین نہ نبی کو مانتے نہ وحی کے قائل ہین اور نہ موسی نہ عیسی کو
برحق جانتے اور معجزہ سے بھی انکار کرتے ہین وے تو وحدۃ الوجودی
اور دہریہ کی قسم سے ہین اور اس مرحلہ سے کہ انکی کتاب آپ کے
نزدیک معقول ہی یہہ شبہہ ہوتا ہے کہ شاید جناب بھی انکے زمرہ مین
سے ہین چنانچہ ملت اسلامیہ مین بھی ایسے لوگ ہین کہ ظاہر مین محمدی
اور باطن مین دہریہ ہین اور یہہ کہ ان صاحبون کی کتاب ولایت مین

دشمن اور برا کہنے والا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خیر البشر علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے دشمن اور برا کہنے والے کی برابر ہے پس اسی جہت سے عیسن
لگا ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اور حضرت سرور کائنات کا دونو
برابر ہیں جیسے مثل مشہور ہے سگِ زرد برادر شغال — پس اب صاف
ظاہر ہے کہ وے کتابیں بھلا ہمارے نزدیک کاہکو معقول ہونگی — اور تعجب ہے
کہ جناب مولوی رحمۃ اللہ صاحب نے آپکی نسبت ایک لفظ گربز کا لکھا تہا
وہ آپکو ایسا ناگوار گذرا کہ آپ نے مولوی صاحب موصوف کو لکھا کہ امر مباحثہ
میں ایسے لفظ کا لکہنا خلاف تحریر اہل تہذیب کے ہے حالانکہ وہی لفظ آپ
پہلے جناب مولوی آل حسن صاحب کو لکھہ چکے تہے — کیا آپ کا یہہ
لکھنا کہ اس مرحلہ سے کہ اونکی کتاب آپ کی نزدیک معقول ہے بہت شبہہ
ہوتا ہے کہ شاید جناب بھی انکے زمرہ میں سے ہیں کم خلاف تحریر اہل تہذیب
نہیں ہے اب کون امر مجہے مانع ہو سکتا ہے کہ میں بھی اسکے جواب میں
اس جہت سے کہ اون کتابون میں جو آپ نے میرے پاس بہیجی ہیں بہت
سی باتیں الحاد کی ہیں اور آپ اون کتابون کو معقول سمجہے ہیں
آپکو ملحد نہ کہون یا اس سبب سے کہ آپ نے مجمع عام میں احکام

اپنے جواب میں بتا دیگا کہ اسکا قول صحیح اور آپ کا قول محض بے
اصل ہی فقط

الراقم
بندہ کشنش فنڈر صاحب ۲۹ مئی سنہ ۱۸۵۴ء

جناب پادری صاحب مشفق مخلصان کشنش فنڈر صاحب سلامت

بعد ما وجب کے التماس یہہ ہے کہ جناب کا خط مرقومہ ۲۹ مئی سنہ حال کا
پہنچا اوسکے دیکھنے سے مجھے کمال تعجب ہوا کہ جناب نے یہہ کہا ہے کہ لا
کہ میں اونکی کتابونکو معقول سمجھتا ہون میں نے تو صرف یہی لکھا تھا
کہ وے کتابیں میرے مطالعہ میں رہی ہیں اور یہہ ظاہر ہے کہ کسی کتاب
کے مطالعہ میں رہنے سے یہہ لازم نہیں آتا کہ آدمی اونکا معتقد بھی
ہو جاوے ہرچند وے میرے مطالعہ میں رہیں لیکن وے میرے
معتقد علیہ اور میرے نزدیک معقول نہیں ہیں لیکن جناب نے ازبسکہ
بہہ فہم میں اپنی تیز فہمی کو کام فرما کے کچھہ اور ہی مطلب گڑھ لیا اور
طرہ اوسپر یہہ ہوا کہ زبان قلم سے کچھہ ان کہنی بھی کہہ ڈالی
اب اسجا سے جتنی آپکی تیز فہمی اور سخن شناسی کی توصیف بیان کرون
ہو سجا اور مناسب ہے کیا آپ یہہ نہیں جانتے کہ ہمارے نزدیک

خیال کرکے یہہ کہا تھا وسے کہ آپ خود دہریہ ہیں کس اس لئے اوروںکو
بھی آپ ایسا ہی سا سمجھتے ہیں اور آپ کی نسبت وہی مثل ہے
کہ ہاتھوں مہندی پیروں مہندی اپنے ٹھیں اوروں دیندی لیکن اسکے
یہہ باتیں مناسب نہیں ہیں اور خلاف واسے سچ مروت تہذیب ہیں تو
اسواسطے میں آپکی نسبت نہیں لکھتا اور یہہ جو آپ فرماتے ہیں کہ جیسا
ملک اسلامیہ میں ایسے لوگ ہیں کہ ظاہر میں محمدی اور باطن میں دہریہ
ہیں سو یہہ بھی آپکا حسن ظن ہے بھلا انکو کس بات کا ڈر ہے کہ جو کچھ
اونکے دلمیں ہے سو علانیہ ظاہر نکریں تا ان عیسائیوں میں البتہ ہزار ہا لوگ
ایسے ہوگئے ہیں چنانچہ جرمن اور فرانس اور امریکہ بلکہ خود انگلستان میں
بھی اس امر کا نڈر اخبار اور چھپے چھپائے تو ہندوستان میں بھی
پہنچتے ہیں ــــــ اور اسٹراس کی کتاب کے بابت جو آپ لکھتے
ہیں کہ میرے پاس اوسکے جواب میں ایک کتاب چھپی ہے سو معلوم
تعجب ہی کہ مجمع عام میں مباحثہ کے وقت میں نے اون بہت سے اعتراضوں
میں سے جو ڈاکٹر اسٹراس صاحب نے کئے ہیں صرف ایک ہی اعتراض
پیش کیا تھا جو ورس ١٢ باب اول متی پر تھا اور آپ نے

توریت کے منسوخ ہونیکا اقرار کیا اور عہد جدید میں سات ایسے جگہ تحریف کے
منسوب ہوئے اور تخمیناً چالیس ہزار جگہ نسخ متعددہ مین ایسے سہو کاتب
کیونکہ جنکے سبب سے درسوں کے درمیان جابجا بیچ میں داخل ہوگئے
اور بہتیرے درس جو اصل میں تھے خارج ہوگئے اور درسوں کے
درس بدل گئے اوس جلسہ میں آپ نے تسلیم کرلیا یہہ کہا جاوے کہ
آپ اپنے دل میں تو دین عیسوی کے باطل ہونیکے مقر ہین اور ابھی کتب
مقدسہ کو منسوخ و محرف بھی جانتے ہین اور ہرگز انکا آپ کو اعتبار نہیں
لیکن صرف بسبب خواہش و غرض دنیوی کے آپ اپنے دین کو ظاہرا
رکھتے ہین اور اسی لئے ان محرف کتابوں کے حامی بن رہے ہیں
یا اسباب کا لحاظ کرکے کہ عمر بھر تو آپ کلیسہ لوتھرین کے مرید رہیں
اور اب صرف کئی برس سے چرچ اف انگلنڈ میں داخل ہوگئے
ہین گمان کیا جاوے کہ اسمیں بھی وہی غرض دنیاوی سبب بڑی
ہوگی کیونکہ اب آپ کو انگلستان میں رہنے کا ارادہ ہے جیسا کہ مین نے
آپکے دیلی رفیق سے بھی سنا ہی یا اسکا سبب ایک ادنی امر خانگی ہو جیسا کہ
اور لوگ کہتے ہیں یا اس مشہور قول امرء القیس علیہ اللعنہ کے طرف

کہ کاتب کے سہو کا تو گمان نہین ہو سکتا اسلیئے کہ یہودیون نے بہی یہہ
اعتراض کیا تہا **دوسرا** یہہ کہ قسمت دوم مین جو حضرت سلیمان
سے شروع اور یکنیا پر ختم ہوتی ہے متی چودہ پشتین بتلاتا ہے
حالانکہ تواریخ کی اول کتاب کے باب تیسرے کو ملاحظہ کرنے سے
صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوسی زمانہ یعنے حضرت سلیمان سے یکنیا
تک ۱۸ پشتین ہوئی ہین اور اسی باب مین نیومن صاحب تاسف
کے راہ سے کہتا ہے کہ دین عیسوی مین ایک اور تین کو ایک ماننا پڑا تہا اب
۱۸ اور ۱۴ کو بہی ایک ہی کہنا پڑا کیونکہ کتب مقدسہ مین تو غلطی کا
احتمال ہو ہی نہین سکتا **تیسرا** یہہ کہ متی ورس ۸ مین
عوزیا کو یورام کا بیٹا لکہا ہے حالانکہ وہ اوسکے پڑپوتے کا بیٹا ہے اور
متی نے غلطی سے تین بادشاہون کو چہوڑ دیا ہے جیسا کہ ورس ۱۱ و ۱۲ باب
۳ کتاب اول تاریخ سے ظاہر ہے **چوتہا** یہہ کہ ورس ۱۱ مین متی
نے یکنیا کو یوشیا کا بیٹا لکہا ہے حالانکہ وہ اوسکا پوتا تہا اور بیچ ہی
مین سے ایک نام چہوٹ گیا **پانچوان** متی نے یکنیا کے بہائی لکہے ہین
حالانکہ عہد عتیق کی کتابون سے اوسکا کوئی بہائی ثابت نہین ہوتا

اوسکا کچھہ بھی جواب نہ بن پڑا آخر اسپر اقرار کے کہ غلطی کچھہ اور سے اور
تصنیف کچھہ اور لیکن شاید آپ یہہ عذر کرین کہ بسبب رعب مجمع کے میرے
مونہہ سے جواب اوسکا نہ نکل سکا تو خیر اب بھی مین چند اعتراض جو
ڈاکٹر اسٹراس صاحب نے فقط اول ہی باب متی پر کئیے ہین لکھتا ہون
آپ اونکا جواب جس کتاب سے مہربانی کرکے لکھہ بھیجئے اول
یہہ کہ درس ۱۷ باب اول متی مین یون لکھا ہے کہ سب پشتین ابراہام
سے داؤد تک چودہ پشتین ہین اور داؤد سے اوسوقت تک کہ
بابل کو اوٹھہ کر چلے گئے چودہ پشت ہین اور بابل کو اوٹھہ جانے سے
مسیح تک چودہ پشت ہین پس اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ
اس نسب نامہ مین چودہ چودہ پشتونکی تین قسمتین ہین حالانکہ
یہہ غلط ہے اس لئے کہ اگر سب نام گنے جاوین تو حضرت ابراہیم سے حضرت
داؤد تک تو البتہ چودہ ہوتے ہین کہ حضرت ابراہیم اور حضرت داؤد دونون
اس قسمت اول مین داخل ہون اور قسمت دوم مین یہکنیا کو لیکے پورے
ہوتے ہین لیکن قسمت سوم مین سب نام حضرت عیسیٰ سمیت صرف
تیرہ ہین پس متی نے سہو سے ایک نام چھوڑ دیا کس لئے

اور ایسا ہی میزان الحق کی وہ عبارتیں جو نسخ سے متعلق ہیں اور اول
حصہ میں اونکی نقل لکھی گئی ہے خلاف واقع ثابت کردی گئیں تو آپنے
اوسکے جواب میں سوا سے لفظ حذف کے کیا کہا پس اگر اسیطرح صاحب
بھی یہی نوع ہے ـــــ اب ہمارے آپکے ہی نوع ہو سکے صرف ہمکو اس
مرحلہ پر لاتے ہیں کہ ہم محبت دلی اور رحم کی راہ سے دو ایک باتیں آپ
سے کہیں اور امیدوار ہیں کہ آپ اونہیں مانیں اور وہ یہہ ہیں کہ آپ
جو اپنے دین کو حق اور سب ادیان کو ناحق جانکر ایک زمانہ کے ساتھ سر
پرخاش ہیں اور کسیکے رو برو آپ کی بات کو فروغ نہیں ہوتا اور نہ آپ
کے دلائل فروغ پانے کے لائق ہیں حتی کہ بت پرستون پر بھی آپکے
دلائل حجت نہیں ہو سکتے سو آپ کا یہہ قول و فعل محض لا یعنی اور غیر مفید ہے
اور یہہ بات صرف ہم ہی نہیں کہتے بلکہ بعض عیسائی بھی ایسا ہی کہتے
ہیں اور مسیحیون نے ... ہیں چنانچہ آپکو بھی معلوم ہوا ہوگا اور
یہہ بھی آپ خوب جانتے کہ مشنریوں نے جو دھوم اوٹھائی تھی اور
اہل اسلام اونکی طرف التفات نکرتے تھے تو یہہ بات محض ا...
اوسکے بیانات کو بیہودہ سمجھکر چپ ہو بیٹھے تھے اب جو صد...

بلکہ وہ اپنے باپ کا انکلو بیٹا بتاتا اللہ اور اسکے باپ کے تو تین بھائی تھے
چھٹا مسی روبن بابل کو شلتائیل کا بیٹا لکھا ہے حالانکہ وہ اوسکا
بھتیجا اور فداہا کا ہے ساتوان مسی نے اسود کو روبابل کا
بیٹا لکھا ہے حالانکہ اوسکے بیٹوں میں یہہ کسی کا بھی نام نہیں جب
ایک نسب نامہ میں جناب مسیح نے اتنی غلطیاں کی ہوں تو اونکی کتاب
میں تو خدا جانے کتنی غلطیاں ہونگی لہذا استراس صاحب کہتے ہیں کہ سب
یہہ ثابت ہوا کہ مورخ کی تحقیق میں قصور ہو تو اوسکا کلام قابل اعتبار
نہیں سوا اسکے استراس صاحب نے نسب نامہ پر اور بھی اعتراض
کئے ہیں مگر بسبب خوف طوالت اسی پر اکتفا کیا ہے آپ کے
اخلاق سے امیدوار ہوں کہ اسکے جواب سے مطلع فرمائیے ——
اور یہہ جو آپ نے لکھا کہ اسپرنگر صاحب کی کتاب پر جو اعتراض ہوں
اوسے بزبان دیکھے اونکے جواب و ثانیے طلب کئے جاویں گے
سو اسمیں بھی بندہ کے نزدیک کوئی فائدہ مقصود نہیں ہے
اسلئے کہ جب ہم لوگوں نے آپکی کتب مقدسہ کو بے سند ثابت کردیا
اور اوسمیں غلطیاں فاحش ظاہر کردیں کہ جنکو آپنے بھی مان لیا

جناب ڈاکٹر صاحب مشفق مخلصان محمد دبیر جان صاحب سلامت

بعد ما وجب عرض یہ ہے کہ نامہ نامی مورخہ یکم جون ملا اور مندرجہ اسکے مضمون سے آگاہ ہوا جناب کی اس بات سے کہ آپ نے پادری اسٹراس وغیرہ منکرین کی کتابوں کے حق میں فرمایا ہے کہ "وے میری معتقد علما اور میرے نزدیک معقول نہیں ہیں" ۔

میں بہت خوش ہوا اور آپ کے اس اقرار سے میرا وہ شبہ کہ انکی تصنیفات آپ کے نزدیک معقول ہیں دور ہوا مگر یہ ہے کہ میں اس شبہ میں پڑا تھا کچھ تعجب نہیں کیونکہ آپ کے خط سے مجھے ویسا ہی معلوم ہوا تھا اور کیوں نہ ہو آپ نے تو اول ان منکرین کو بھی علمائے مسیحیہ کہا پھر آپ لکھتے ہیں کہ اگر سامی جناب مطالب و مضامین مندرجہ کتب مذکورہ را با مطالب و مضامین کتب مرسلہ حال مقابلہ کردہ از عدل و انصاف نمی گذشتند الخ پھر آپ کہتے ہیں کہ میخواہم کہ براہ مہربانی بہ نیت احقاق حق سیر و مطالعہ کتب مرقومہ بالا بردارند الخ پھر خط کے آخر میں تھی کہ ـــ از روی خیرخواہی صلاح میدہم کہ اگر کتاب ڈاکٹر اسٹراس صاحب در اردو ترجمہ فرمایند

ہوا تو ان لوگون نے بہی کمر باندہی اور جواب کے لئے مستعد ہوئے چنانچہ
چند کتابین اپ کی نظر سے گذری ہین اور بعض ادر گذرنے والی ہین
لیکن مین تعجب کرتا ہون کہ آپ اپنی بہولی بہیڑون کو چہوڑکر دوسری
طرف کیلئے متوجہ ہوئے ہین آپکے وطن مین جنکا حق آپکے ذمہ
زیادہ ہے اور بموجب قول جناب مسیح علیہ السلام اونکی ہدایت آپکے
ذمہ پر ہے ہم بہت سے ایسے لوگ ہین جو خدا کو بہی نہین جانتے اور
نہ مسیح اور موسے علیہما السلام کو پس آپکو بموجب اپنی کتاب کے اونکی
ہدایت کی طرف مشغول ہونا چاہیئے اور بیچارے غریب مسلمانون سے ہات دہونا
محبت کی راہ سے عرض کرتا ہون کہ بحث کے بہانہ سے دوسرے لوگون کو
سخت باتین کہنی بہلے مانسون کا کام نہین ہے نہین تو بہکڑ لڑنے کے لئے
بازاری لوگ بہت ہین علمار کو خدا نے علم کے جہت سے فضیلت دی ہے
اونکو اپنی زبان سے حکمت اور مصلحت کی باتین نکالنی چاہین نہ بیہودہ
اور نالائق ورنہ بموجب مثل مشہور کے جواب ترکی بترکی اقتدا ہو جو کچہہ فرمائینگا
ویسا ہی عرض کیا جائیگا +

الراقم بندہ ڈاکٹر محمد وزیر خان صاحب — مرقومہ یکم جون سنہ ۱۸۵۴ء

پس آپ کا مسئلہ ہی اور ہمیں فتح نکلا — اور یہہ جو آپ نے ان اعتراضا
ت کے جواب مجھسے درخواست کئے جنکو ڈاکٹر استراس صاحب
نے متی کے نسب نامہ کے حق میں وارد کیا ہے اسکا جواب یہہ ہے
کہ ایسے سمجھ کے اعتراضات کے جواب جو آپ کے نزدیک بھی
معقول اور معتبر نہیں ہیں کیونکر اسطرے آپ کو لکھوں تاچیز نے کیا اونسے
نکال ڈالوں جب وہ معتبر و معتقد علیہ ہی نہیں تو اسکے اعتراضات کا
بھی یہی حال ہوگا اور اگر آپ تعصب کی راہ سے یا کسی اور سبب سے
کہیں کہ صاحب کی اور بات تو میری معتقد علیہ نہیں مگر یہہ میرے
نزدیک معقول ہے تو بات یہہ ہے کہ جناب اول ثابت کیجئے اور
بتائیے کہ مسیح کا نسب نامہ جسکا انجیل متی کے پہلے باب میں مرقوم
ہے اُسی طور پر اُس انجیل میں نہیں ہے جو محمدؐ کے وقت میں تھی
اور جسکو قرآن میں انزل من اللہ کہا ہے اگر اسمیں اور طرح کی تھے
تو بات تمام ہوئی پھر کیا جواب چاہیئے اور اگر اس انجیل میں بعینہ
ویسا ہی ہے جیسا آپ کی انجیل میں تو ہر محمدی کو بھی یقین ہوگا
کہ متی حواری نے کچھ خلاف نہیں لکھا بلکہ ڈاکٹر استراس صاحب

کیا مقصد خواہ شد شاید ان الفاظ خاص کو یاد نہ رہے لیکن میری دانست میں
ان الفاظ سے کہ آپ نے بے تعین اور بے تشخیص لکھے کوئی اور بات
صادر نہیں ہوتی مگر یہہ کہ ان سب مصنفین کی کتاب آپ کے نزدیک
معقول ہیں جواب تو معلوم ہوا کہ انکی کتب آپ کے نزدیک معتقد علیہ
نہیں پس میرا مطلب حاصل ہوا آپ خط مرقومہ حال میں لکھتے ہیں
کہ اب کون امر مجھے مانع ہو سکتا ہے کہ میں بھی اس جہت سے
کہ ان کتابوں میں جو آپ نے میرے پاس بھیجی نہیں بہت سی
باتیں الحاد کی نہیں اور آپ ان کتابوں کو معقول سمجھتے ہیں آپکو
ملحد نہ کہوں الخ آپکا یہہ مسئلہ صرف اسوقت درست ہوتا کہ میری
بھیجی ہوئی کتابوں میں ایسی باتیں ہوں کہ مسیحی اعتقاد سے برخلاف
ہوں لیکن جو وہ اکثر اسپر کہ صاحب محمدؐ اور قرآن کے ابطال
میں لکھا ہے اگرچہ آپکے نزدیک الحاد ہے اصل ہو مگر انجیل اور
مسیحی اعتقاد کے موافق اور مطابق ہے مگر ان منکرین کی کتابوں میں
جنکی نقل دہی آپنے کی بحث ایسی باتیں ہیں کہ دین محمدی سے
بھی برخلاف ہیں لہذا وہ شخص جسنے انکو معقول جانا پہر محمدی نرہا

معتقد ہوں اور ہر ذی التمیز خوب سمجھتا ہے کہ جواب الزامی کا مطلب یہی ہوتا ہے
کہ جس قاعدہ کی بنا پر تم ہم پر اعتراض کرتے ہو اُسی قاعدہ یا اُسکے
اصل الاصول کی بنا پر وہی اعتراض بالمثل اُسکے تم پر عاید ہو جاسکے
یہ سمجھ کر بعد اُس جواب کا عین ہمارا عقیدہ ہو اور میرا بھی یہی مطلب تھا
یعنی جیسا آپ لوگ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں
واہی تباہی اعتراض کرتے ہیں ویسا ہی بلکہ اُس سے زیادہ آپکے
ہم وطن بھائیوں نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام
کی نسبت لکھا ہے پس جب آپ اُنکی کتابوں کو دیکھینگے تو آپکی آنکھیں
کھل جائینگی اور آپکو معلوم ہوگا کہ جو جواب آپ اُن لوگوں کو دینگے
وہی جواب مسلمان لوگ بھی بدرجہ اولی آپکو دینگے اور یہہ جو آپ
فرماتے ہیں کہ کیوں ہنود آپ نے تو اول اُن منکرین کو بھی علما سمجھی کہا
سو یہہ بحث لفظی ہے اگر ہم ایسی بحث کیا چاہتے تو آپکے پہلے خط
میں بہتیرے لفظوں پر گرفت کرتے مثلاً کہتے کہ آپکو لفظ دہریہ کے
معنی بھی معلوم نہیں اسلیئے کہ آپ نے اُس لفظ کو ملحد کے معنی
میں استعمال کیا ہے حالانکہ ملحد اور دہریہ میں زمین آسمان کا

غلط سمجہا ہے ـــــ اور اور بات جو آپ نے خط مذکور مین مسطور کی ہین انکا جواب یہہ ہے کہ وہ باتین ایسی نہین ہین کہ ان کی کچھہ توجہ اور جواب چاہیئے فقط

الراقم کشش چندر صاحب ۴ جون سنہ ۱۸۵۴ ع

جناب بادر الصاحب شفیق مخلصان کشش چندر صاحب سلامت

بعد ما وجب کے التماس یہہ ہے آپ کا خط مورخہ ۲ جون سنہ حال پہنچا مجھے کمال حیرت ہے کہ آپ نے میرے دونون خطون کے جواب مین مضمون مثل مشہور سوال از آسمان جواب از ریسمان کو خوب ہی نبابا ہے یعنی آپ نے میری ایک بات کا بہی جواب نہ دیا بلکہ صرف اپنی ذکاوت کے اظہار کے لئے میرے خط اول کے دو تین جملہ نقل کر کے یہہ لکہا کہ آپ اُنکے سبب سے دہوکا کہا کے یہہ سمجھہ گئے تہے کہ مین اُن کتابون کو اپنا معتقد علیہ جانتا ہون حالانکہ یہہ مطلب کسی طور پر اُسسے نہین نکلتا آپ نے اپنی خوش فہمی سے جو کچھہ چاہا سمجھہ لیا کیونکہ جو کچھہ مین نے اُنکے باب مین لکہا تہا سو محض آپ کے الزام دینے کے لئے لکہا تہا نہ یہہ کہ العیاذ باللہ مین اُن کتابون کا

اور اونہوں نے سوچی تو وہ سمجھ نہ سکا لیکن ان لوگوں کو آپ باوجود ان
باتوں کے درد مسیحی نہیں جانتے بلکہ ہنود کا بت پرست سمجھتے ہیں
اسی تمہید سے معلوم ہوا کہ اگر ہم نے ان لوگوں کو مسیحی لکھا تو کیا
عجب کیا اور یہہ جواب دیتے ہیں کہ جو جو ڈاکٹر اسپرنگر صاحب
نے محمدی اور قرآن کے ابطال میں لکھا ہے اگرچہ آپ کے نزدیک الحاد
اور بے اصل ہو لیکن انجیل اور مسیحی علماؤں کے موافق و مطابق ہے
مگر ان مسکرین کی کتابوں میں جتنی [illegible] آپ نے کی ہے سب
ایسی باتیں ہیں کہ دین محمدی سے بھی برخلاف ہیں لہذا وہ شخص
جسنے انکو منقول کیا یہہ محمدی ہے ایسی آپ کا مسئلہ تھا اور یہہ جواب
کلا سو یہہ بھی آپ کی سمجھ کی خوبی سے یہہ جواب آپکا اسوقت
پذیرائی کے قابل ہوتا کہ جب پہلے آپ یہہ ثابت کرلیتے کہ جواب الزامی
میں یہہ بھی لازم آتا ہے کہ مضامین جواب کا لکھنے والے کا عین عقیدہ
ہوتا ہے حالانکہ یہہ بات ہم نے جسا میں اور [illegible] کرچکا ہوں
لہذا جواب آپ کا مختص تھا اور مسئلہ میرا سچا ٹھہرا قطع نظر اسکے
تاہم پوچھتے ہیں کہ اگر اسی قاعدہ کی بنا پر آپ سے کوئی پوچھے

فرق ہے سوا اس صورت میں آپ کا اعتراض قابل التفات نہیں تاہم
آپ کی تسلی خاطر کے لئے اتنا لکھتا ہوں کہ جن باتوں کے سبب سے
آپ اُن لوگوں کو مسیحی نہیں کہا چاہتے ہیں وہی باتیں یا مثل اُنکے
اور لوگوں میں بھی تہیں حالانکہ اُنکو فرق مسیحیہ میں گنا ہے مثلاً
فرقہ ایبکشن یہہ عقیدہ رکھتا تھا کہ موسیٰ اور تمام پیغمبران یہہ
عشق کا معبود شیطان تھا فرقہ ابیونیہ پولوس مقدس کو
مرتد بتلاتا اور اسکے تمام خطوں سے انکار کرتا تھا باوجود اسکے یہہ
دونوں فرقہ فرق مسیحیہ سے گنے جاتے تھے غایت الامر یہہ ہے کہ
آپ ان لوگوں کو بھی مبتدع کہیں گے یا مصلح دین عیسوی آپ کے
پیشوا جناب ڈاکٹر مارٹن لوتھر صاحب حضرت موسیٰ کے حق میں
فرماتے تھے کہ وہ تو جلادوں کا سردار ہے ہم اُسکی نہ سنینگے وہ
تو دشمن عیسیٰ ہے اور احکام عشرہ سب بدعات کی جڑہ ہیں اور
نامہ یعقوب گھاس پھوس ہے یا جان کالوین صاحب آپ کے
دوسرے پیشوا پطرس حواری کے حق میں فرماتے تھے کہ اُسنے
کلیسیا میں بدعت بڑھائی اور آزادی عیسوی کو خوف میں ڈالا

ڈاکٹر اسٹراس صاحب کی کتاب کے کل سات اعتراض جو متی کے پہلے ہی باب میں
سے نقل کئے تھے آپ لاجواب لا کر اس سے طرح دے گئے اور جب
کچھہ بہی جواب نہ بن پڑا تو لاچار ہو کر یون آئے کہ ایسے شخص کے
اعتراضات کا جواب جو آپ کے نزدیک ہی معقول اور معتقد نہیں ہے
کس واسطے آپ کو لکہوں ناحق اپنی کتاب سے نکال ڈالوں سو میں کہتا ہوں
کہ یہہ مغالطہ آپ اونکو دیجئے جنہوں نے آپ کی کتابیں نہ دیکہی ہوں یہہ
دہوکے میزان الحق ہی تک ہو چکے اب سنبہل کر بات کیجئے ورنہ قلعی
کہل جاوے گی کیونکہ آج تک آپ کے جواب کے لئے ہماری طرف سے کوئی متوجہ
نہوا تہا اسلئے جو چاہتے کہا کرتے تہے لیکن اب ایسا نہوگا آپکو
لازم ہے کہ پہلے اون سات اعتراضوں کا جواب دیجئے نہیں تو اس
انجیل محرفہ و موضوعہ کی حمایت نہ کیجئے کیونکہ اعتراض مذکور کے
جواب دینے میں آپ کا یہہ عذر کہ جب وہ معتقد اور معتقد علیہ ہی نہیں
تو اوسکے اعتراض کا بہی یہی حال ہوگا ہرگز چل نہیں سکتا کیونکہ ان
اعتراضوں کو اوسکے عقیدہ سے کچھہ علاقہ نہیں ہے بلکہ یہہ سب تو تاریخی
غلطیاں ہیں یعنی اسٹراس صاحب ثابت کرتا ہے کہ جو اس متی کی تاریخ

کہیے کہ جو جو ہم حضرت عیسیٰ کی شان میں کہتے ہیں گو وہ تمہارے
نزدیک الحاد اور بے اصل ہو لیکن ہمارے دلوں کے عقیدہ کے موافق
ہے یا ایک آریہ آپ سے یوں کہے کہ جو ہم آپ کے دین اور
کتب مقدسہ کے ابطال میں کہتے ہیں گو وہ آپ کے نزدیک بے
اصل اور الحاد ہو لیکن ہماری کتاب اور عقیدہ میں ایسا ہی ہے
یا ہندو اگر کہے کہ جو کچھ ہم آپ کے خلاف کہتے ہیں گو وہ آپ کے
نزدیک بے اصل اور آپ کو برا معلوم ہو لیکن ہماری کتاب کی تعلیم
کے موافق ہے پس ان سب کا آپ سے کچھ بھی جواب نہ ہو سکیگا
کیونکہ اس قاعدہ کی بنا آپ ہی نے ڈالی ہے اگر آپ سے کچھ جواب
ہو سکے تو لکھیے اور مجھے کمال تعجب ہے کہ آپ میرے ہی سامنے انجیل
محرف سے جسکی تحریف کا اقبال مجمع عام میں کئی روز گذرے کہ آپ
کر چکے ہیں دلیل لاتے ہیں اگر ایسا ہی ہے تو خدا حافظ بھلا انصاف
کیجئے کہ کہیں جعلی دستاویز بھی معتبر شمار ہوئی ہے اور بڑی حیرت کا
مقام ہے کہ پہلے تو آپ نے جا بجا یوں لکھا اور مسیحی علما سے ان کتابوں
کے جواب برسوں سے بخوبی ادا ہوتے ہیں لیکن جب میں نے

اول ثابت کیجئے کہ مسیح کا نسب نامہ جیسا کہ آپ متی کے پہلے باب میں
مرقوم ہے اُسی طور پر اُس انجیل میں نہیں ہے جو محمد صاحب کے وقت
میں بھی اور جسکو قرآن میں انزل من اللہ کہا ہے سوا اسکے میں او
تو آپ کی بڑی راست بازی یہہ ہے کہ آپ اس جملہ یعنی انزلنا من اللہ
کو قرآن کی طرف نسبت فرماتے ہیں حالانکہ یہہ لفظ کسی جگہہ قرآن
شریف میں نہیں آیا یہہ بڑے غضب کی بات ہے کہ آپ انجیل اور
توریت میں تصریف و تحریف کرنے کرتے قرآن کی طرف بھی متوجہ
ہوگئے سو یہہ آپ کی محض خام خیالی ہے اور اگر لفظ انزل من اللہ سے
یہہ بات مقصود ہے کہ یہہ کتاب اللہ کی اُتاری ہوئی ہے تو خط اُردو
میں عربی کی کاہکو ٹانگ توڑی دوسرے یہہ اعتراض وہی پرانا
اعتراض ہے جو آپ بار بار مجمع عام میں پیش کرکے اُسکا جواب پاچکے
ہیں اور اسی باعث سے ہرچند یہہ اعتراض جواب کے قابل نہ تھا
پر آپ کی پاس خاطر سے کچھہ تھوڑا سا لکھا جاتا ہے ذرا کان دہر کر سنئے
اور تعصب کو چھوڑ کے اپنے دل منصف سے پوچھئے میں کہتا ہوں کہ
آپ جو اس مجموعہ کو انزل من اللہ بتلاتے ہیں اُسکی دلیل کیا ہے

لکھنے مین غلطی فاش کی ہے لہذا اُنکا لکھنا حیات سے خالی نہین ہمنے دیکہ
لیا کہ اسٹراس ملحد اور مردود ہی سہی لیکن اُسکے اعتراض کے
جواب تو ادا کیجئے اور یہہ کہہ دینا کہ وہ نامعقول ہے تو اسکے اعتراض
بہی نامعقول ہوگئے جواب نہین ہے شاید آپ کی جرمنی کتابون
بہی جواب لکہا ہے سبحان اللہ خوب جواب ہے ایسا تو ہر شخص کہہ
سکتا ہے اور اب سے جو کچہ آپ ہندؤن کے حق مین کہینگے وہ بہی
بہی جواب دینگے کہ آپ کے اعتراض قابل التفات کے نہین کیلئے کہ آپ
ہمارے دین کے خلاف ہین اور ہم آپ کو بُرا سمجہتے ہین پس اس
صورت مین اسے کچہ جواب نہوسکیگا اور اگر آپ ؟ سے بہی کچہہ
فرمائینگے تو وے لوگ اسٹراس صاحب کے اعتراضات کو پیش
کرینگے پس وہ قول مبارکہ آپ کے دلائل بت پرستون پر بہی حجت
نہین ہوسکتے کیسا درست ہے اور جو آپ اسٹراس صاحب کے
اعتراضات کے جواب ادا کرنے سے عاری ہین اور مین خوب جانتا ہون
کہ آپ اُن اعتراضون مین سے ایک کا بہی جواب نہ دے سکینگے
اسلئے آپ عمداً اُس سے اغماض کرکے یون تقریر کرتے ہین کہ جناب

تصنیف نہیں جانتا اور پروفسر اچی بالڈ نے بہی خوب تحقیق سے
ثابت کیا کہ وہ یوحنا کی تصنیف نہیں ہے آسمی انزل من اللہ
میں داخل ہو سبحان اللہ کیسی کیسی کتابیں آپ حضرت
عیسیٰ عم کی سند ہوئے رکھتے ہیں اور طرفہ تر یہہ ہے کہ آپ
یہہ چاہتے ہیں کہ ہم اُن لوگوں کی تصنیفات کو جنمیں سے ایکٹو
بہی پیغمبر نہ صاحب الہام جانتے ہیں خدا کا کلام کہہ دیں اور یہہ
بات بہی اون لوگوں کو غیر الہامی صرف ہمہی نہیں کہتے بلکہ عیسائی
لوگ بہی ایسا ہی جانتے ہیں چنانچہ باسوبر اور لیافان لکہے ہیں کہ
روح القدس نے جنکی تعلیم اور مدد سے انجیل نویسوں اور حواریوں نے
لکہا ہے اُنکے لیے کوئی زبان نہیں ٹہرا دی ہتی بلکہ اوسنے اونکے
دلونمیں صرف مطلب سمجہا دیا اور غلطی میں پڑنے سے بچا لیا اور
ہر ایک کو اختیار دیا کہ اپنے اپنے محاورہ اور عبارت میں اسکو ادا
کرے اور جیسے ہم اُن پاک لوگونکی لیاقت اور مزاج کی موافق اُنکی
کتابوں میں محاورہ کا فرق پاتے ہیں ویسا ہی وہ شخص جو اصل
زبان سے ماہر ہوگا متی اور لوقا اور پولوس اور یوحنا کے محاورہ

اسلیئے کہ قران مین صرف اتنا ہی ذکر آیا ہی کہ کلام جو حضرت عیسی ع
پر نازل ہوا اسکا نام انجیل تہا نہ وہ تواریخ کی موضوعی کتابین جسمین
حضرت عیسی کی موت اور صلیب وغیرہ کا قصہ لکہا انزل من اللہ
مین داخل ہو یا وہ کتاب جسکو آپ نے انجیل چار مین نام رکہا ہے
اور اسمین حواریون اور اسکے مریدون کے سفر و وعظ کا قصہ
مندرج ہے انزل من اللہ مین داخل ہو یا پولوس کے جو بعد
حضرت عیسی علیہ السلام کے ایمان لایا ہے اور حواری بہی نہین
اور اپنے نامون مین خانگی باتین لکہتا ہے آسی انزل من اللہ مین داخل
ہون جو حضرت عیسے پر نازل ہوا تہا یا نامہ یعقوب کہ جسے تین سو
برس بلکہ قریب چار سو برس تک بہت سے علما مسیحیہ نہین
مانتے تہے اور جناب مصلح دین عیسوی بہی اسے گہاس پہوس
فرماتے تہے آسی انزل من اللہ مین داخل ہو جو حضرت
عیسے پر نازل ہوا تہا یا مشاہدات یوحنا کہ جو چار سو برس تک
کلام الہی نہ مانا گیا بلکہ بعض قدمائے عیسائی تو اسے سرنتہس ملحد کی
تصنیف بتلاتے تہے اور دیونیسیوس بہی اسکو یوحنا حواری کی

اور واٹسن کی چوتھی جلد مین رسالہ الہام کے اندر جو ڈاکٹر ...سن صاحب بارڈ
لیٹنے بعد ... سے لیا گیا ہے یون لکھا ہے کہ لوقا کا الہام ایسے نہ لکھنا
اوس سے جو وہ خود دیباچہ مین لکھا ہے ظاہر ہے یعنی جیسا کہ اونہون
نے جو پہلے سے دیکھنے والے اور کلام کے وعظ کرنیوالے تھے ہمسے بیان
کیا ویسا ہی شہرت سے اون باتون کو جو ہمارے نزدیک یقینی ہین لکھنے
مین مشغول ہوئے اسلئے مناسب جانا گیا کہ مین بھی ابتدا سے اون سب
باتون کو اچھی طرح دریافت کرکے تیرے لئے لکھون اور اسی بیان
کی موافق قدیم علماء کا بھی قول ہے ارینوس لکھتا ہے کہ وہ خبرین جو لوقا
نے حواریون سے سنکی تھین ہمین پہنچائین اور جیروم لکھتا ہے کہ لوقا
نے نہ صرف پولوس سے جسنے گوشت مین خداوند سے صحبت نہین پائی
بلکہ اور حواریون سے بھی انجیل کی تعلیم پائی ہے انتہی ــــ پس دیکھئے کہ
یہ لوگ مطلقاً لوقا کے الہام کے منکر ہین اور جس حال مین لوقا کو
الہام نہ تہا تو اسی قاعدے کے بنا پر مرقس کی انجیل بھی بدرجہ اولی غیر
الہامی ہو گئی پس اب باقی رہین دو انجیلین کہ جنکو آپ اپنے زعم مین حواریون
تصنیف جانتے ہین سو اونکا بھی حال سن لیجئے کہ اونمین بھی سبب الہامی

مین فرق پاویگا اور اگر روح القدس حواریون کو عبارت مثلاً و مثالو
یہہ بات ہرگز ہوتی بلکہ اسی الہامی کتب مقدسہ مین سے ہر کتاب کا
محاورہ یکسان ہوتا علاوہ اسکے بعضے ایسے معاملے ہین جسمین الہام
کی حاجت بہی نہین مثلاً جسے اون لوگون نے بچشم خود دیدہ یا معتبر گواہون
سے سنکر لکہا ہے جیسا لوقا نے انجیل کا لکہنا اختیار کیا وہ کہتا ہے کہ اوسنے
اون چیزونکا حال اون لوگون سے جو آنکہہ سے دیکہنے والے تہے سنکر
لکہا ہے اور اسلیئے کہ وہ سب چیزون سے واقف تہا اوسنے مناسب
جانا کہ وہ باتین پہلی ابتدا الی یشوع کو پہنچا دے حالانکہ مصنف جیسے
ایسی باتون کی خبر روح القدس سے ہوتی تو عادتاً یون کہتا کہ
جیسا مجہے روح القدس نے بتلایا ہے مین نے اون چیزون کا حال
بیان کیا پولوس مقدس کا ایمان لانا گو عجب امر اور خدا کی طرف سے
تہا لیکن یہہ بہی اوس حال کے بیان کرنے کے لئے لوقا کو پولوس
مقدس یا اسکے ہمراہیون کی گواہی کے سوا کچہہ ضرور نہ تہا اور اسی سبب لئے
جسمین فی الجملہ فرق ہے لیکن کسیطرح کا تناقض نہین ———

باب ۷ نامہ دوم تمتھیس میں ہے اور البتہ یہہ احوال معاملات کا میرا نہین
بلکہ پولوس مقدس کا ہے ورس ۱۰ باب ۷ نامہ اول کرنتھون میں لکھا ہے
پر اونکو جنکا بیاہ ہوا ہے مین نہین بلکہ خداوند حکم کرتا ہے اور ورس ۱۲
میں کہتا ہے پر باقیون کو خداوند نہین بلکہ مین کہتا ہون اور ورس ۲۵
میں اسطرح کہتا ہے پر کنوارلون کے حق مین کوئی حکم خداوند کا مجھہ پاس
نہیں لیکن مین اپنی صلاح دیتا ہون الخ اور ورس ۶ باب ۱۶ اعمال مین
ہم دیکھتے ہین کہ جب اونہون نے ایشیا مین وعظ کرنے کا ارادہ کیا اونسے
روح القدس نے منع کیا اور ورس ۷ مین یون ہے کہ اونہون نے بتھنیہ
مین جانے کا قصد کیا لیکن روح القدس نے منع کیا پس حواریون مین
کامون کے لئے دو اصول تھے ایک عقل دوسرا الہام ایک کی رو سے تو
عام کامون مین حکم کرتے تھے اور دوسرے کی رو سے دین عیسوی کے
باب مین اسیلئے یہہ واقع ہوا کہ حواری لوگ مثل اور لوگون کے اپنی
خانگی کامون اور ارادون مین غلطی کرتے تھے جیسا ورس ۳ و ۵ باب ۲۳
اعمال مین اور ورس ۲۴ و ۲۸ باب ۱۵ رومیہ مین اور ورس ۵ و
۶ و ۸ باب ۱۶ نامہ اول کرنتھون مین اور ورس ۱۵ سے ۱۸ باب ۱

نہیں سے چنانچہ وہ بھی مولف رسالہ الہام کا کہ جسکا ذکر ابھی ہوا ہے
یوں لکھتا ہے کہ خود حواری لوگ جب وے دین کی باتیں اوتنے تا لکھنے بیٹھے ہوں تو
خزانہ الہام جو انکو حاصل تھا اوسہی درست رکھتا تھا لیکن وے انسان
اور ذوی العقول بھی تھے اور اوسہی الہام بھی ہوتا تھا اور جس طرح اور
آدمی معاملات میں الہام بغیر عقل سے بولتے اور لکھتے ہیں ویسا ہی وے
بھی عام معاملوں میں بولا اور لکھا کرتے تھے اور پولوس مقدس
اسی لئے بے الہام نے تمطیئی کو یہہ حکم دے سکتا تھا کہ پانی میں تھوڑی
شراب ملالیا کر تا اپنی صحت بدن کی حفاظت کر جیسا ورس ۲۳ باب ۵
نامہ اول تمطیئی میں ہے یا تمطیئی کو یوں کہے کہ تو وہ لبادہ جسے میں نے تراوس
میں کرپس کے یہاں چھوڑا اور کتابیں خاص کر چمڑے کے ورق
لیتا آئیو جیسا ورس ۱۳ باب ۴ نامہ دوم تمطیئی میں ہے یا فلیمان کو
یوں کہے کہ تو میں اسکے سوائے ایک کوٹھری میرے لئے طیار کر جیسا کہ
ورس ۲۲ نامہ فلیمان میں ہے یا تمطیئی کو یوں لکھے کہ اراستس قرنت میں
رہا اور طروفیمس کو میں نے ملیطس میں بیمار چھوڑا جیسا ورس ۲۰ باب ۴

ارینیوس پولی کارپ کا شاگرد ہے اور پولی کارپ یوحنا حواری کا
مرید پس اگر یوحنا کی تصنیف ہوتی تو پولی کارپ کو ضرور معلوم ہوتا اور وہ
ارینیوس کو بتلا دیتا کیونکہ مقام تعجب ہے کہ ارینیوس ذرہ ذرہ سی بات پولی
کارپ سے بار بار سنتا اور اس امر میں اتنا بھی مذکور نہ ہو اوسنے پس ظاہر
ہوا اس کلام سے کہ پولی کارپ کو ہرگز معلوم نہ تھا کہ یہ انجیل یوحنا کی ہے اور نہ
اوسنے ارینیوس کو اسکی خبر دی ورنہ ارینیوس منکرین کے مقابلہ میں
یہ سند ضرور پیش کیا جاتا اگر ایسا نہیں ہوا تو اب ثابت ہوا کہ یہ انجیل
یوحنا کی تصنیف نہیں ہے اور حق وہ ہے جو برٹشنیڈر اور استادلن
کہتے ہیں لہذا یہ انجیل بھی غیر الہامی ہے علاوہ اسکے اگر بفرض محال آپکی
خاطر سے یہ مان بھی لیا جاوے کہ یہ حواریوں ہی کی لکھی ہوئی ہیں تاہم
بھی انکے لکھنے میں الہام کی حاجت نہ تھی کیونکہ اوسکے مولفوں نے اپنی
آنکھ کا دیکھا یا سنا ہوا معاملہ لکھا ہے اور باب دوسرا [illegible] کا قول
گذر چکا ہے کہ جب حواری بچشم خود دیدہ یا معتبر گواہوں سے سنکر
لکھتے تھے تو وہ ہمیں الہام کی حاجت نہ تھی پس جب یہ چاروں انجیلیں
مروجہ حال غیر الہامی ٹھہر چکیں تو رسالہ اعمال حواریین بھی بدرجہ اولی [illegible]

نامہ دوم کرنتھیوں میں انتہی — اور یہی عقیدہ اور عیسائیونکا بھی ہے
چنانچہ جمع کرنے والے تفسیر ہنری اور اسکاٹ کے آخیر جلد میں
اوسی تفسیر کے یوں لکھتے ہیں کہ ضرور نہیں کہ ہر لکھا
ہیمہ کا الہامی یا قانونی ہو اور اسلئے کہ حضرت سلیمان نے بعض الہامی
کتابیں لکھیں یہہ ضرور نہیں کہ جو انہوں نے بطور تاریخ کے لکھا وہ بھی
الہامی ہو اور یاد رکھا چاہیے کہ پیغمبر اور حواری خاص خاص مطلب اور
موقع پر الہام کئے جاتے تھے انتہی — قطع نظر اسکے انجیل متی کا تو اس
صرف ترجمہ ہی باقی ہے اور موافق قول جمہور کے اوسکے مترجم کا نام
بھی معلوم نہیں پس یہہ تو کسی صورت سے الہامی نہیں ہو سکتی رہی
انجیل یوحنا کی سو اوسپر ادلّہ بھی گفتگو ہے کہ وہ اوسکی تصنیف ہے یا
نہیں محقق برٹشنیڈر اور استاڈلن اور فرقہ الوجین جو دوسری صدی
میں تھا اس انجیل کو یوحنا حواری کی نہیں بتلاتے اور قرین قیاس
بھی یہی ہے کیونکہ جب دوسری صدی میں لوگوں نے اس انجیل سے
انکار کیا تھا تو اونکے جواب میں کہیں ارینیوس نے یہہ نہیں کہا کہ پولی کارپ
سے سنے یہہ خبر بھی سنے کہ یہہ انجیل یوحنا حواری کی تصنیف ہے حالانکہ

اور نہ وسے لوگ کبھی اسکا دعوی کرتے ہیں تو اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ یہہ
کل مجموعہ موضوعی جسکا نام آپنے عہد جدید رکہا ہے اور مسلمانوں کے دہوکا
دینے کے لیئے اوسے انجیل کہا کرتے ہیں غیر الہامی ہے تو پہر کیونکر
ہو سکتا ہے کہ یہہ وہی انجیل ہو کہ جسکا کلام اللہ میں ذکر آتا ہے کیونکہ وہ
تو حضرت عیسی علیہ السلام کو وحی کی گئی تہی پس اب بخوبی ظاہر ہوا ہوگا
کہ اس مجموعہ کے حق میں انکو کلام اللہ سے استدلال کرنا محض بیجا ہے
اور آپ کا دعوی ہرگز قابل التفات کے نہیں لیکن اگر اسپر بہی آپ بتعصب
یا کسی اور وجہ سے کہیں کہ ہمنے یہہ تو مانا کہ یہہ سب مجموعہ غیر الہامی ہے
لیکن پہر وہ انجیل جسکا کلام اللہ میں ذکر آتا ہے کیا ہو گئی اگر ہو تو پیش کرو
سو اسکا جواب یہہ ہے کہ آپ ہی کے مورخوں اور قدما کی کتابوں سے بلکہ
ان اناجیل اربعہ موضوعہ سے بہی یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عیسے
علیہ السلام تو کوئی کتاب آپ نہیں لکہوا گئے اور وہ جو ویسی لکہا ہے کہ لوگوں کی
یہہ عادت تہی کہ حضرت عیسے کی وعظ باتیں اور مشہور باتیں کچہہ لکہہ لیا
کرتے تہے لہذا حواریوں ہی کے وقت میں بہت سے ملفوظ یا شیع جا شدہ تہا
جو لیکلرک اور کوپ اور میکیلس اور لیسنگ اور نیمیر اور اکہورن اور مارش

غیر الہامی ہو گیا اسلیئے کہ وہ بہی لوقا کی تصنیف سے ہے اور لوقا مرد غیر
الہامی تہا سوائے اُنکے اس رسالہ کو پولوس اور یوحنا کا دیکہنا بہی
نہین سے ثابت نہین اور عہد جدید کی باقی کتابوں مین سے نامہ عبرانیہ
اور نامہ یعقوب اور نامہ یہودا اور دوم نامہ پطرس اور دوم و
سوم نامہ یوحنا اور مشاہدات یوحنا کو تو کچہہ پوچہنا ہی نہین اس جہت
سے کہ یہہ سب کونسلی حکم سے الہامی اور حواریوں کی تصنیف ٹہرے ہین
اور وہ حکم کچہہ سندی نہین کیونکہ اوسی کونسل کا رتبہ ہے کہ جسنے ۳۹۷ء
مین مشاہدات یوحنا کو الہامی ٹہرا کے داخل قانون کیا کتاب جوڈتہ
اور کتاب توبیاس اور کتاب وزڈم اور کتاب ایکلیزیاسٹکس
اور دو کتابوں مکابیس وغیرہا کو بہی الہامی ٹہرا یا تہا حالانکہ یہہ سب کتابین
کافہ علماء پروٹسٹنٹ کے نزدیک جہوٹی ہین قطع نظر اس سے ایک
بہت سے علماء پروٹسٹنٹ بہی اون کتابوں کو حواریوں کی تصنیف نہین
مانتے ہین چنانچہ اونکے قول اعجاز عیسوی کے مقدمہ کی تیسری فصل مین گذر چکے
ہین تو باقی رہے ۱۳ نامہ پولوس مقدس کے اور ایک نامہ پطرس
کا اور ایک نامہ یوحنا کا سوا اونکے لکہنے مین بہی کچہہ حاجت الہام کی نہتی

حضرت عیسی کی طرف منسوب ہین چونکہ بروایات احاد آئے ہین تو انکا حکم
ایسا ہی ہوگا جیسا کہ حدیث مین احاد حدیث کا حکم ہوتا ہے یعنی جب
وہ دلیل عقلی قطعی یا دلیل نقلی قطعی کے خلاف ہونگے تو ماندہ جائینگے ورنہ
راویون کے وہم اور غلطی کے اوپر محمول ہوکر متروک ہونگے اور انجیل کے
مولفون کا غلطی کرنا تو اظہر من الشمس ہے اور اسی حال پر کہ شاید آپکو یہہ
لفظ یعنی جناب مولفین کی طرف غلطی کا نسبت کرنا ناگوار خاطر ہووے
اور آپ یہہ سمجہین کہ یہہ اسباب صرف میری ہی جانب سے وقوع مین آئی
مناسب معلوم ہوا کہ آپ کے علما اور پیشواؤن کے اقوال کچھہ نقل کرون
زونگلیس اور اور لوگ فرقہ پروٹسٹنٹ کے کہتے ہین کہ پولوس کے نامون مین
سب کلام پاک نہین ہے اور چند جگہون مین اُسنے غلطی کی ہے مستر
فلک پطرس مین حواری پر الزام غلطی اور جہالت انجیل کا لگاتا تہا ڈاکٹر گودای
کتاب مباحثہ مین جو فادر کیپین سے ہوا تہا کہتا ہے کہ پطرس نے بعد
نزول روح القدس کے ایمان مین غلطی کی ہے ہرنبشس جسکو جوبل جسنے
فاضل اور مرشد سنجیدہ کہا ہے کہتا ہے کہ حواریون کے سردار پطرس نے اور
برناباس نے بہی بعد نزول روح القدس کے معہ کلیسیا یروشلم کے غلطی

کہتے ہین کہ اصل ایک عبری نسخہ تہا اور اوسکے کئی ترجمہ ہی ہئے سو یہہ
سب بہی آپکی کافہ علما کے نزدیک یقینی ثابت ہے کہ مفقود ہین پس
اب موافق قول آپہی کے علمار کے معلوم ہوتا ہے کہ انجیل لکہی نہین گئی اور
اگر لکہی ہی گئی ہو تو مفقود ہے رہین یہہ کتابین کہ جنکا آپ نے انجیل نام
رکہا ہے اور جو حضرت عیسےٰ کی تواریخ کے طور پر بہت دنون کے بعد لکہی گئی
ہیں پس احتمال ہے کہ وے پیچلے جو حضرت عیسےٰ کے اقوال ہین شاید اوسی
اصل انجیل سے ہون اور اسیواسطے ہمارے ہان یہہ حکم ہی کہ لا تصدقوا اہل الکتاب
ولا تکذبوہم اور چونکہ یہہ نہ فقط انجیلین صرف چار ہی ہین بلکہ اور بہی کئی ہی تہین
جیسکہ برتولما کی انجیل تومای کی انجیل مصریون کی انجیل عبرانی انجیل پطرس
کی انجیل یوحنا کی دوسری انجیل اندریا کی انجیل فلپ کی انجیل مسیح کی طفولیت
کی انجیل یعقوب کی انجیل متیا کی انجیل برنباہ کی انجیل اور خدا جانے اور
کسقدر تہین کہ اونمین سے بہتیری تو کہو گئین اور جو باقی ہین سو اعمال اور
مشاہدات وغیرہ سمیت انجیہم کے قریب ہین جیساکہ قدمار کے قول سے معلوم
ہوتا ہے تو اس صورت مین ہرگز یہہ بات معلوم نہین ہوتی کہ اصل انجیل
کے اقوال کتنے کتنے ان اناجیل مذکورہ مین نقل ہو آگئے ہونگے پس جو اقوال

کہا ہی مسٹر ... نی ہر چند سب حواریون خصوصاً پولوس پر الزام غلطی کا لگاتے ہین
ہین وائی تنگ کہا ہی کہ بعد عروج مسیح کے آسمان پر اور نزول روح القدس
کے سب کلیسیا نے غلطی کی نہ صرف عوام بلکہ خواص نے بھی بلکہ حواریون نے
جو غیر اہلیون کو ملت مسیحی کی طرف دعوت کی اور پطرس نے رسوم
مین اور بھی غلطی کی ہی اور بہت بڑی غلطیاں حواریون سے بعد نزول
روح القدس کے ہوئی ہین انتہی سو آپ کے بہت علما اور پیشوا اقرار کیا کرتے ہین
آپ کی بہت وصی کتابین خود پکار رہی ہین کہ حواری لوگ غلطیان کرتے تھے اور حضرت عیسی کی باتون کو نہ
سمجھتے تھے مبتلا یہہ سمجھ گئے تھے کہ قیامت انہی کے زمانہ مین آ جاویگی یا یہہ چاہتے تھے کہ یوحنا حواری قیامت تک نہ مرے

اور کہان تک لکھون ایسی ایسی باتون سے تو آپ کی کتابین مالا مال ہین
اگر آپ چاہین گے تو آئندہ زیادہ شرح و بسط سے عرض کرونگا اسی طرح
اگر آپ اپنے دعوی بلا دلیل پر اصرار کئے جاوین اور یونہین فرماتے رہین
کرتے رہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین انجیل موجود تھی تو ہم
کہتے ہین کہ بالفرض محال اگر یہہ بات تسلیم بھی کیجاوے کہ اوسوقت مین
کوئی انجیل موجود تھی اور اُسی کی طرف کلام اللہ مین اشارہ ہے تو بھی
صرف اتنی بات ثابت ہوگی کہ وہ انجیل جو اوسوقت کے فرق مقابلین کے

ایک ایک بات کا جواب دیا ہے ویسا ہی آپ بھی میرے اس خط اور
پہلے خط کی ساری باتوں کا جواب دیجئیگا مدعا یہہ ہے کہ جب تک ہمارے اور
آپکے درمیان کسی بات پر گفتگو رہے اب ان کتب منسوخہ و محرفہ
سے جنکی نسخ و تحریف کا اقبال آپنے مجمع عام میں کیا ہے ہرگز استدلال
نہ کیجئیگا غالباً یہہ کہ اگر آپ جواب نہ دے سکیں اور لفظون کا ملمع
کرا دے جواب سے قاصر ہونگے تو جس صورت میں ایسی بے
اصل باتیں جب آپ نے اپنے اس خط کے اتمام پر لکھا ہے کہ وہ باتیں
ایسی ہیں کہ نہ تو کچھ توجہ اور جواب چاہئے ہرگز زبان قلم پر
نہ لائیگا اور اگر جواب میں آپ کو ایسا ہی آئیں بائیں شائیں
لکھنا منظور ہو جیسا اس خط میں لکھا ہے تو اس سے تو یہی بہتر ہے
کہ جواب نہ لکھیگا کیونکہ مجھکو اتنی فرصت نہیں کہ ایسی بے اصل باتوں
میں اپنی اوقات ضایع کروں جیسا میں نے پہلے خط میں بھی عرض کیا ہے

الراقم

بنام ڈاکٹر محمد وزیر خان صاحب

مورخہ ۹ جون سنہ ۱۸۵۴ء

سوا اسکے کلام اللہ میں جو کچھہ حضرت عیسےٰ کے حالات بیان ہوئے
وہ انہیں انجیلون سے جنکو آپنے جہوٹا ٹھہرا رکہا ہے پس آپکی
موضوعہ انجیلون سے زیادہ بڑھکر رتبہ رکھتے ہیں لہذا ہمارے عندیہ میں
انہیں اناجیل میں ان وضعی انجیلون کی نسبت زیادہ ٹھیک ٹھیک احوال
بیان ہوا ہے پس حسب الرائی طور پر آپکے علماء اور پیشواؤن کے
اقوال سے یہہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ یہہ انجیلیں جو آپکے نزدیک معتبر
اور خدا کا کلام ٹھہری ہیں ہرگز الہامی نہیں ہیں ویسا ہی تحقیقی طور پر
یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ انجیلیں ہرگز الہامی نہیں ہیں اس صورت
میں آپکو ہمارے مقابلہ میں ان اناجیل کی نسبت کلام اللہ سے استدلال
کرنا اور ان وضعی انجیلون کا الہامی ٹھہرانا ہرگز نہیں پہنچتا ہے اب تفصلہ تعالےٰ
ہمارے نزدیک آپکے خط مورخہ ۲ جون سنہ ۱۸۷۴ع کا جواب کافی
ادا ہوچکا خداوند تعالےٰ آپکو ایسی توفیق عنایت فرماوے کہ آپ تعصب
اور طرفداری کو چہوڑکے میرے اس خط کو انصاف کی نظر سے پڑھیں
اب وہ اب مناظرہ اس مرحلہ پر لاتا ہے کہ اس خط کا جواب دینے
میں کئی ایک باتیں ملحوظ رکھیگا اولا یہہ کہ جتنا میں نے آپکے خط کی

لکھا ہی (یوحنا کے ۳ باب کی ۳۶ آیت مین) کہ جو بیٹے پر ایمان لاتا ہی ہمیشہ
کی زندگی اُسکی ہے اور جو بیٹے پر ایمان نہین لاتا حیات کو نہ دیکھیگا بلکہ خدا کا
غضب اُسپر رہتا ہے اور پھر مرقوم ہی دوسرے تسلونیقیون کے ۱ با
مین کہ یسوع مسیح اپنے زورآور فرشتون کے ساتھہ بھڑکتی آگ مین ظاہر
ہوگا اور اُن سے جو انجیل کو نہین مانتے بدلا لیگا فقط اور یہہ بھی جان
لیجئے کہ جو باتین آپ نے راست ناراست انگریزی کتابون سے نکالی ہین وے
کچھہ نئی باتین نہین ہین کہ گویا صرف آپ ہی کی نظر مین آئی ہون وے
کتاب بوہر سونے ولایت مین چھپ گئی ہین اور جو بات و اعتراض جواب کے
لائق ہتے دیندار علما نے مسیحیہ اسکے جواب مدت سے خوبی و درستی دیتے گئے
ہین دوم رہی آپ کی وہ باتین جو جواب کے لائق ہین بس اُنکا
جواب انشاءاللہ تعالے اُس وقت دیا جاویگا جب وے کتابین جنکے چھپنے
کا ذکر مولوی رحمت اللہ صاحب نے کیا ہی چھپ جاینگی اور وہ کتابین جو
اُنکی طرف سے چھپ چکی ہین میرے مطالعہ مین آوینگی سیوم انجیل
کے مضمون پر جو آپکے اعتراض ہین اُنکا اب بھی وہی جواب ہے
جو میرے خط گذشتہ مین ہوا گیا آپ میرے جواب مین فرمائیگا اور

جناب ڈاکٹر صاحب مشفق مخادیم ان محمد وزیر خان اللہ احسنہ سلامت

بعد ما وجب عرض یہہ ہی کہ جناب نے اس دفعہ بہت محنت کرکے تراحط لکھا اگرچہ آپ نے عمر حق اور بیجا امین بہت سی باتیں لکھی ہیں تو بہی آپ کی ایسی محنت کا ممنون ہوں کسو اسطے کہ ناظر ساجی آئندہ کے لئے مفید ہوگا اور کام آویگا فی الحال آپ کے خط طویل کا جواب دو تین بات میں ادا کرونگا

اول تو آپ نے آگے سے بڑھکر و زیادہ ایسی باتیں لکھی ہیں کہ توجہ اور جواب کے لائق نہیں ہیں شاید کہ جناب ایسے جواب سے ناراض ہونگے مگر کیا کروں حق تو یہی ہی جو میں نے کہا اور ایک جگہہ میں آپ نے اب بھی لکھا کہ گویا ہم لوگونکو آپ کی انگریزی دانی سے بڑا مس اور ہمیں آنا چاہئے مگر مقام شکر ہی کہ اتنک جناب کے علم اور قول سے ہمکو کچہہ تکلیف نہیں آئی اور نہ کچھ خوف ہی کہ آپ کے یا مثل آپ کے اشخاصوں کے اعتراضات سے انجیل کو کچہہ نقصان یا خلل آویگا بلکہ آپ کو حضرت مسیح کے اس قول سے ڈرنا چاہئے کہ اُس نے متی کے ۲۱ باب کے ۴۴ آیت میں اپنے حق میں یوں فرمایا ہے کہ جو اس پتھر پر گریگا (یعنی میری اور انجیل کی مخالفت کریگا) چور ہو جاویگا اور جس پر وہ گریگا اسے پیس ڈالیگا اور پھر

میں اہل کتاب کہلاتے گئے پس محمد کے وقت میں نہ صرف کلام مسیح صاحب
آپ ہی لیتے تھیں بلکہ وہ ساری کتاب جس میں کلام مسیح مسطور اور مرقوم ہے انکے
پاس موجود تھی اور وہ کتاب انجیل ہی اور وہ انجیل اسوقت صحیح تھی ہی بقول
قرآن کیونکہ سورہ یونس میں مرقوم ہی فان کنت فی شك مما انزلنا الیك
فسئل الذین یقرؤن الکتاب من قبلك اور سورہ انبیا میں ہی
فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون اب وہ کتاب انجیل جو اس وقت
سب عیسائیوں کے درمیان مستعمل تھی آپ یا کوئی اور محمدی ہی بیان کرسکے
اور بتاوے کہ وہ اور مضمون اور اور مطلب پر تھی نسبت اس کتاب انجیل
کے جو اب مسیحیوں کے پاس انجیل کے اسلے نسخے اب ہی موجود ہیں جو
زمانہ محمد صاحب سے آگے بدست و قلم لکھے گئے ہیں اور وے سب حال کی
انجیل سے موافق و مطابق ہیں چنانچہ میزان الحق میں اسکی تفصیل آئی ہے
اور اگر محمدی اس امر میں لاچار رہیں تو تعصب بیجا سے کنارہ کرکے مقر ہوں
کہ باوجود مسیحیوں کا بتانے کے انکی انجیل اسی مضمون و مطالب پر تھی جو ہمیشہ
تھی اور دعوا ایسے بے دلیل سے ہاتھ اوٹھاکر اور انصاف پر اگر انجیل کی
صحت پر قائل ہوں اور حسب ملک کہ آپ ان دونوں باتوں میں سے ایک کو

ایوسبیوس وغیرہ اسطرف اشارہ کرتے اور کہتے ہین کہ فرقہ ابیونیہ کے پاس
ایک نسخہ انجیل تہا جسمین متی کا نسب نامہ نتہا تو یہہ مین بہی جانتا ہون
مگر ایسی بات کا بارے دعوی سے کیا علاقہ وے ورقے تو سب بدعتی ہے
اور معلوم ہارکیون بدعتی کی مانند اصل انجیل کم و بیش کرکے اپنے واسطے کتاب
بناتے اور انکو انجیل بہی کہتے تہے مگر انکی کتاب جمہور علماء عیسائیون مین کبہی
مقبول اور منظور نہین ہوئین بلکہ انکو اول ہی سے جعلی جانکر رد کرتے تہے
چنانچہ آپکو انہین کتاب انگریزی سے خوب معلوم ہوا ہوگا اور میرا قول تو
یہہ تہا کہ آپ ایسی انجیل پیش کیجئے جو محمد ص کے زمانہ کے عیسائیون مین مستعمل
تہی نہ اہل بدعت کے بیچ مین انکی کتابون سے خواہ وہ انکو انجیل کہین خواہ
کچہہ اور نام رکہین ہمین کیا کام ہے کیا اگر بالفرض آپ مجہسے قرآن کی دلیل
مانگے اور مین کسی بدعتی کتاب سے گو اُسے قرآن بہی کہا ہوا ور قرآن کے
سورہ بہی اُسمین ہون آپکا جواب دون بس کیا آپ ایسے جواب
کو کچہ سچی ہین کہینگے ایسی جوابدہی سے آپ باز آئیے اور یا تو ثابت
کیجئے کہ وہ انجیل جسکا ذکر آپ کے قرآن بیچ ہے اور اُسکو من اللہ کیا ہے
اُس انجیل سے جو عیسائیون کے بیچ مستعمل ہے اور بہی [illegible]

اب کہ نامہ سابق کا جواب ہو چکا جناب کی تشفی خاطر کے لیے اختصار کی راہ سے دو
ایک بات اُن اعتراضوں کے جواب میں مذکور کرونگا جنکو آپ نے متی کے نسب نامہ کی
بابت مسطور کیے ہیں اولاً جان لیجیے کہ نسب نامہ تفصیلاً بھی لکھا جاتا ہے اور اختصاراً
بھی چنانچہ توریت میں مثلاً عزرا کی کتاب کے آخر باب کی آخر آیتوں میں بھی ایک
نسب نامہ اختصار سے مرقوم ہے اب متی حواری نے اختصاراً لکھ کر کئی ایک نام قصداً
چھوڑ دیئے مثلاً وے نام جنکا ذکر آپ نے کیا اور اسی ہی پانچویں آیت میں بھی سلمون کے
بعد کتنے نام چھوڑ دیئے گئے ہیں کہ آپ نے ذکر نہیں کیا اور آپ کی دریافت
میں نہیں آئے اب اختصاراً ذکر کرنے کا سبب متی حواری نے نہیں بتایا ہے مگر
ناورا سے اور سنگے ایک بہیہ معلوم دیتا ہے کہ وہ تین قسم کے سبب چودہ چودہ
پشت پر انہوں نے السبہی کیا ہے ثانیاً لفظ بیٹا عبرانی میں بن اور لفظ بھائی
عبری میں اخ دونوں زبان عبرانی میں اور توریت کی بہت سی آیات میں
خاص و عام دونوں معنی سے آتا ہے پس بن بیٹا اور پوتا اور پڑپوتا اور آل
اور نسل کے معنی اور اخ بھائی اور خویش اور اقربا بھی معنی رکھتا ہے اور اہل زبان
اور انجیل دانان کو معلوم ہے کہ الفاظ بیٹا اور بھائی انجیل کے اکثر مقاموں میں
عبرانی محاورہ پر آئے ہیں اور لفظ پیدا ہوا بھی ایسی عام معنی سے آتا ہے

اور نہیں کرلیں عیسائیوں پر کچھہ وہ حجت اور لازم نہیں سمجھے کہ کسی اعتراض
پر جیسے آپ یا کوئی اور محمدی انجیل کی کسی آیت یا کسی بات کے مضمون پر
یا انجیل کے صحیفوں کے ایک ہی جلد میں جمع ہونیکے طور اور وقت پر یا حواریوں
کے رسالت اور الہام پر پیش کریں کچھہ متوجہ ہوں یا جواب دیوین اور مین
یہی جناب کے حق مین بھی قاعدہ مرعی رکھونگا آپ تو محمدی ہین اور قرآ
کو مانتے ہیں پس قرآن کی روسے آیات ضمن کتاب انجیل کا ذکر ہے اور
اسکو حق و صحیح کہا ہے آپکے لیئے کافی و وافی دلیل ہین اگر آپ ہندو
یا اور دین والے دین ہوتے تو آپ کے ساتھہ اور طریقہ سے مباحثہ کرتے اور
قرآن بیچ میں نہیں لاتے فقط اور فرض کیا کہ جیتے آپ کے سب اعتراضوں کے
جواب بخوبی و درستی و بالفصل تمام ادا کئے تو بھی کیا آپ اور محمدیوں کے مانند
یہہ عذر پیش کرکے نہیں کہو گے کہ تمہاری انجیل محرف ہی ہین اسکو نہین مانتا
پس ظاہر ہے کہ مضمون پر مباحثہ کرنا جب تک محمدی انجیل کی صحت پر قائل
نہین ہوتے محنت بے فائدہ اور تحصیل لاحاصل ہے لہذا جب تک آپنے مذکورہ
بالا دونوں باتوں مین سے ایک کو قبول نہین کیا آپ کے سب اعتراضات
انجیل کے مضمون پر بےموقع اور بیجا ہین ॰

ویسے ہی اون اعتراضوں کو جنکو آپنے مکرر ذکر کیا ہے اسمین اس صاحب کے قول پر جسنے ظاہر
سے بحث کی ہے سب سچا اور بے اصل نکلے اور نہ حواری کا قول سچا تھا
اور آپ کے حق میں وہ مثل درست آئی کہ کوہ کندن و کاہ برآوردن شک نہیں
کہ ڈاکٹر اسٹراس صحیح تھا اور جب معلوم ہوا کہ اسکے اعتراض بے اصل ہیں مگر جسنے کہ
منکرین میں شامل ہو کر اپنے حصص تعصب دشمنی کی اور سے ایسے ایسے دعووں کو
ایمان سا مانا اور آپ نے تحقیق دوست آپ کی پیروی کر کے اسکے قول مان لئے
امید کہ آئندہ جناب منکرین اور بدعتیوں کے قول اپنی دلیل نہ بناوینگے کیونکہ اسواسطے
کہ اسسے کچھ فائدہ نہ نکلیگا فقط

المتکلف

پادری فنڈر صاحب مورخہ بست و دوم جون ۱۸۵۴ع

جناب پادری صاحب مشفق مہربان پادری فنڈر صاحب سلامت

بعد ما وجب کے یہ التماس ہے آپ کا خط مورخہ ۲۰ جون کا جواب میرے خط مرقومہ
۔۔ جون کے جواب میں لکھا تھا مجھے پہونچا آپ کے اس لکھنے سے اول تو آپنے
آگے سے بڑھکر اور زیادہ ایسی باتیں لکھی ہیں کہ توجہ اور جواب کے لائق نہیں الخ
دوم یہ کہ وہ باتیں جو جواب کے لائق ہیں بس اونکا جواب انشاءاللہ تعالی
اسوقت دیا جائیگا جب وہ کتابیں جنکے چھپنے کا ذکر مولوی رحمت اللہ صاحب نے

یعنی کہ اصلی نسل سے ہی نسبت ہے اُن اعتراضوں کا جواب ہے جنکو آپ الفاظ متناقض
سچائی کی نسبت بیچ میں لائے تھے البتہ یہہ کہ آپ کہتے ہیں کہ اِن تین تقسیم پر ہر ایک کے
واسطے جو چودہ پشت درست نہیں آتی ہیں اور اِس بات کو ایک بڑی غلطی جانتے ہو
تو ظاہر ہے کہ متی حواری کا بھی کچھ عدد جاننا تھا اور پشتوں کا عدد اسطرح سے ہی کہ
داؤد کا نام پہلی تقسیم کے اخیر اور پھر دوسری تقسیم کے شروع میں گنا جاتا ہے
اور پہلے سبب سے ہی کہ وہ یہودیوں کا بڑا بادشاہ تھا اور اُسکو یہہ خاص وعدہ
بھی دیا گیا تھا کہ مسیح اُسکی اولاد سے پیدا ہوگا اور پشت اصل یونانی میں گنیا
نہ صرف ایک شخص یا ایک نسل سے بلکہ دو اور تین شخص سے بھی مراد ہی رہا
رہی آپ کی ساتویں بات اور وہ یہہ ہے کہ متی نے ابیہود کو زروبابل کا بیٹا
لکھا ہی حالانکہ اُسکے بیٹوں میں یہہ کسی کا بھی نام تھا تو آپ کی اِس بات میں
صرف اتنا ہی صحیح ہے کہ اسکا ذکر توریت میں نہیں آتا ہی نہ یہہ کہ اُسکا کچھ
انکے بیٹا یا پوتا یا رشتہ دار نہ تھا آدم کے اور شیت اور انوس وغیرہ کے بھی
سب پشتوں کے نام مسطور نہوئے ہیں دیکھئے پیدائش کے پانچ باب اور پھر وے
سب نام جو زروبابل کے بعد مذکور ہیں وے بھی توریت میں کہیں نہیں پائے
جاتے ہیں تو توریت کے قول کے موافق متی حواری نے انکو بھی غلط لکھا ہوگا خلاصہ

کیجیے بلکہ میں نے تو یہی لکھا تھا کہ آپکے دھوکے دینے سے میزان الحق ہی تاب ہو چکی اب آگے
نہ چل سکیں گے اور وجہ یہی اوسکی بتلا دی ہے کہ آگے ہماری طرف سے کوئی آپکے
جواب دینے پر متوجہ ہوا تھا اس نے سبب سے جو آپ چاہتے تھے ویسا کرتے تھے چنانچہ
میزان الحق میں بھی آپنے چالاکی سے ویسی باتیں درج کیں جنکے سبب سے مسلمان لوگ
معاذ اللہ کہا دیں ازانجملہ وہ عبارتیں جو مسئلہ نسخ سے متعلق اور جنکے باب میں آپکو مجمع
عام میں اقرار کرنا پڑا کہ غلط لکھا ہے یا وہ دھوکا آپکا جو اوسی کتاب کے صفحہ ۲۹ میں لکھا ہوا ہے
اسمیں لیئے کہ یہہ تو نہیں کہہ سکتے کہ آپکو یہہ بات ہسٹری سے معلوم نہیں کہ کتب عہد جدید
میں ڈیڑھ لاکھہ اختلافات عبارت کے کہ جن میں سے ۳۰ ہزار تو آپنے بھی تسلیم کر لیئے ہیں موجود
ہیں کہ اونمیں سے ایک کو بھی بالجزم نہیں کہہ سکتے کہ یہی اصل مصنف کی عبارت ہے اور
باقی تحریف بلکہ ہر ایک پر صدق اور کذب کا احتمال ہے یا آپ یہہ نہیں جانتے تھے کہ کتب مقدسہ
صحیحہ ہیں کہ جنمیں شاء اللہ جگہہ تو آپنے بھی اقبال کیا ہے یا آپکو یہہ نہ معلوم تھا کہ ورس
ساتواں اور آٹھواں باب پانچویں نامہ اول یوحنا کا کسی ملیتہ ار کا الحاق کیا ہوا ہے
لیکن باوجود اسکے سب جانتے کے آپ محض چالاکی کو کام فرما کے مسلمانوں کو دھوکا دیتے
ہیں کہ اگر محمدی بیچاروں کی مشہور و معتبر کتابوں سے ایسی باتیں (یعنی اختلافات تحریفات)
توریت و انجیل کی بابت نکال لا سکتے تو البتہ اونکا یہہ دعویٰ کہ کتب مقدسہ تحریف ہو گئیں

کیا ہے مصحب حاسلی اور وہ کیا ہیں جو انکی طرف سے چھپ چکی ہیں فہرست مطالع
میں آونگی انہی پر معلوم ہوا کہ آپنے مباحثہ کو موقوف کیا لہذا ہم بھی چند باتیں
لکھکر جو فی الجملہ آپکے خط کا جواب بھی ہو جاوے اس مباحثہ کو حسب ارشاد آپکے
ختم کرتے ہیں گو ہمکو آپکا اس مباحثہ کے شروع کرنے کی کوئی وجہ معلوم ہوئی
اور نہ موقوف کرنے کی معلوم ہوئی ہے لیکن جیسے ہمنے آپکے شروع کرنے سے مباحثہ میں
شروع کیا تھا ویسا ہی آپکے موقوف کرنے سے موقوف کرتے ہیں لہذا اُن چند باتو
سے اول یہہ ہے کہ قول آپکا اور اگرچہ اپنے عمر حق اور سچا ہیں بہت سی ملائین
اُسوقت درست ہوتا کہ جب آپ مدعی کسی بات کو ثابت کر دیتے حالانکہ یہہ تو آپ سے
نہو سکا بلکہ آپ صرف تحکم کے راہ سے عوام کو مغالطہ دینے کے لئے ایسا لکھتے ہیں دوم
یہہ کہ قول آپکا اور ایک جگہہ میں ایسا ہی لکھا ہے کہ گو ہم لوگونکو آپکی انگریزی دانی
سے ہراس اور ترس آنا چاہئے مگر مقام شکر ہے کہ اتنلک جنات کے علم اور قول سے ہمکو
کچھہ کبھی نہیں آتی جب سچا ہوتا کہ کبھی سے ایسا دعوا کیا ہوتا یہہ آپکی سمجھہ کی خوبی ہے
سبحان اللہ آپکی طبیعت کیا ہی موزون ہے کہ ہر دفعہ ایک نئی اوپج لکہ یہ ساری اگ گاتے
ہیں بھلا مینے یہہ کب دعوا کیا تھا کہ آپ مدعی انگریزی دانی سے خوف کیجئے یا یہہ کب
لکھا تھا کہ مجھے انگریزی میں بڑا دخل ہے کہ اوسکے خوف سے آپ ایسا دیر لگر بکو مسلط

ثابت ہو گئیں کہ نہ تو یہہ حواریوں کی تصنیف ہیں اور نہ وحی سے لکھی گئیں اور مصنف
انکی غلطیاں بھی کرتے ہیں اور تسلیم کل یہہ کہلا کر محرف ہیں، پس جواب وہ گویا
خلل اور نقصان ہے جو باقی رہیگا چہارم یہہ کہ قول آپکا کہ انکو حضرت مسیح کے

اوس قول سے ڈرا چاہئے جو اوسنے متی کے ۲۴ باب کے ۲۴ آیت
میں اپنے حق میں یوں فرمایا ہے الخ سب نہ برائی کے قائل ہوتا اور اوسے
کچھ التفات کی حاجت کہ پہلے آپ یہہ ثابت کرلیجئے کہ حقیقت میں یہہ قول حضرت
مسیح کے ہیں اور میری اون دلائل کو جو مینے آپکے علماء کی سند سے اس خط
میں اسباب لکھی ہیں کہ یہہ اناجیل موضوعہ وہ انجیل نہیں ہیں جسکا ذکر کلام اللہ
میں آیا ہے اونہیں دفع اور ثابت کریئے کہ یہی اناجیل اربعہ حضرت عیسیٰ کی خود
لکھی ہوئی یا لکھوائی ہوئی ہیں یا متی اور یوحنا کی تصنیف ہیں اور اونکا تواتر
بھی ثابت ہو اور اونمیں الحاق بھی نہیں ہوا لیکن آپ سے ان باتوں میں سے
ایک بھی ثابت نہوئی اور نہ ہو سکیگی پس اس صورت میں ان اناجیل سے ہمیں دلیل
لانا محض بیجا قطع نظر اسکے اگر ہم فرض کریں کہ یہہ مسیح علیہ السلام کے قول ہیں
تو یہہ کب یہہ تو آپ اوسکو ڈراویں کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت یا اون
انجیل کا جو اونکو وحی کی گئی تھی منکر ہو بلکہ یہہ بات ہمیں ہملوگ جیسے آنحضرت

ہین بجا ہنو بالکل مقام تعجب ہے کہ حضرت سلامت نے اختلاف عبارت سے کہ اختلاف
قراءت ہے کہیں ترمیم نہیں ثابت کر دیئے اور تحریف کو ایک آسان چیز بنا دیا ہے کہ جسکا
ثابت ہونا اوسکو بڑا فخر ہے اقبال کروالیا اور دوسری وجہ بات یہ ہے کہ اول تو بنا کو الحاقی ثابت
کر دیا آپ نے انصاف کی آنکھیں بند کر کے یہاں تک الحاقی ہونے [illegible] کی کہ با وجود اپنے
ثابت ہوسکنے پر بہی متن مین نقصان ہے پر اب صاحب مقتضا انصاف تو یہہ تہا کہ جب
مسلمانوں نے اون وجوہ ثبوت سے جو آپ طلب کرتے ہے زیادہ تر قوی دلائل پیش
کر دیئے اور اوسپر آپکے سلف کی گواہی بہی گذرا دی اور اونسے معاد مسیحی
اونکی گواہی مان کے ساتھہ انہہ جا تحریف کو قبول کر لیا تو آپ کو لازم تہا کہ پہر مسلمانوں
سے تحریف کی بات کچھہ کہتے اور نہ اون کتب موضوعہ محرفہ کے حامی بنتے سوم
یہہ کہ قرآن انکا اور یہہ کچھہ خوف ہے کہ انکے باطل انکے اشخاصون کے اعتراضات
سے انجیل کو کچھہ نقصان یا خلل اوے ماشاء اللہ یہہ تو آپ کو خوب سوجھی اے صاحب
خلل کا خوف تو جب اتا کہ آپکو انصاف بہی منظور ہو لیکن جب آپ نے انصاف کی آنکھیں
بند کر لیں اور یہہ سمجھہ لیا کہ جو کوئی حق کہیگا ہم اوسکو خواہ مخواہ جہوٹہلائے جاینگے
اور اوسکی ایک نہ سنینگے بلکہ اپنی گائے جاینگے تو پہر بہلا کیا خوف سو مجھے تعجب ہے
کہ آپ نقصان اور خلل سے کیا سمجہتے ہین مین پوچھتا ہون کہ جب یہہ اصل موضوعہ

وغیرہ کے کیونکہ جو کچھ پہلے اور اناجیل موجودہ وغیرہ کے باب میں آپ نے کہا ہے
سو انہیں لوگوں کی کتابوں سے لیں ہم پوچھتا ہوں کہ اگر ان لوگوں نے راست
باتیں لکھیں تو پہر راست کون لکھتا ہے کیا مثنے یہی لوگ جو حامی مسلمانوں کا
ہیں دوں کے بہکانے کے لئے نوکر رکھے گئے ہیں ششم یہہ کہ قول انکا انجیل
کے مضمون پر جو آپکے اعتراض ہیں انکا سب بہی وہی جواب ہے جو میرے خط کے
متن پر انکا جواب ہوا کہ حقیقت میں آپنے جواب دیا ہو یا نہ کہ اون اعتراضات
کا آپنے ایک کا بہی جواب نہیں دیا پہر یہہ کیا سمجہہ کے آپ لکھتے ہیں کہ انکا سب بہی وہی
جواب ہے ہشتم آپکے اس قول سے آپ میرے جواب میں ترجمہ ناسخ اور
منسوخ وغیرہ کی طرف اشارہ کرتے اور لکھتے ہیں الخ معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہہ بہی
نہیں جانتے ہیں کہ جواب تحقیقی کا کیا مطلب ہوتا ہے اور جواب الزامی کسکو کہتے ہیں
اور جواب تنزلی کیا ہے اگر آپکو نہ معلوم تہا تو کسی سے پوچھ ہی لیتے اسے صاحب
میں نے تو پہلے جواب تحقیقی دیا تہا کہ کلام اللہ سے کہیں نہیں ثابت ہوتا کہ یہہ اناجیل
اربعہ وہی انجیل ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی کی گئی تہی اور پہر الزاماً آپکے
علما کے قول سے یہہ بات ثابت کی کہ یہہ مجموعہ عہد جدید کا ہر گز وہ انجیل نہیں ہو سکتا
میں بعد بطور جواب تنزلی کے یہہ کہا تہا کہ اگر بعد تسلیم قبل آپکی پاس خاطر سے یہہ بات

صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتے ہیں ویسا ہی حضرت مسیح علیہ السلام
کو بھی نبی برحق جانتے ہیں اور جس طرح سے قران شریف کو خدا کا کلام جانتے
ہیں ویسا ہی اوس انجیل کو جو حضرت عیسے علیہ السلام کو وحی کی گئی تھی برحق
مانتے ہیں ہان اب اناجیل موضوعہ محرفہ کی سب عبارت کو تو البتہ خدا کا کلام
نہیں جانتے ہیں ۔ یہہ کہ قول آپکا اور یہہ بہی جان لیجئے کہ جو باتیں آپ نے
راست ناراست اگر میری کتابوں سے نکالی ہین وہ کچھہ کی ناچھی بات نہیں ہے
کہ گویا صرف آپ ہی کے نظر میں آئی ہون وہ کتابیں تو بہت سوں نے پڑھی ہیں ملک گئی
ہین اور جو بات واعتراض جواب کے لائق تھے دیندار علماء مسیحی اسکے جواب
مدت سے بخوبی و درستی دے گئے ہین ان ہی مغالطون اور چالاکی کے باتون
مین سے ہی کہ جسکی مشنریون کو عادت پڑ گئی ہے آپ جو کہتے ہین راست
ناراست باتین بہلا آپکے کوئی بات ناراست ثابت بہی کی یا اون باتون کا کوئی
جواب ایسا دیا کہ جو التفات کے قابل ہوتا بلکہ بخلاف اسکے ہر خط میں آپ نے باتیں
شائقین نا کہنے کی اور آپ جو یہہ کہتے ہیں کہ علماء مسیح اوسکے جواب مدت سے بخوبی
و درستی دے گئے ہین آپ کے کہنے پر جب تک صاحب کے بابا سوبر البانی کے پاچا معین
مشری و اسکاٹ کے ماڈ آگہ بیسے ... و ... کے بانو ... کے بال ...

اوسوقت صحیح تھی یہی قول قران کیونکہ سورہ یونس میں مرقوم ہے یہہ محض آپکا
دعوی بلا دلیل ہے لہذا اہل کتاب سے [illegible] ہرگز نہیں لازم آتا کہ اونکی کتاب محرف ہو
اور قران سے یہہ بات ہرگز نہیں ثابت ہوتی ہے کہ انجیل اوسوقت میں صحیح تھی بلکہ
قران میں جابجا اونکے محرف ہونے کا ذکر آیا ہے اور ان دونوں آیتوں کو آپکے دعوے
سے کچھہ بھی تعلق نہیں اسلیئے کہ پہلی آیت کا تو صرف اتنا ہی مطلب ہے کہ اسکے مخاطب اگر کچھہ
شک ہو کہ کلام الہی اسطرح کا نہیں ہوا جیسا تجھپر اترا ہے اور جسطرح
کی باتیں یعنی قیامت میں مردوں کا جی اوٹھنا اور اعمال کے موافق جزا سزا کا ہونا وغیرہ
نہیں کرتا پس پوچھہ لے اہل کتاب سے اور دوسری آیت کا یہہ مطلب ہے کہ کفار مکہ
کہا کرتے تہے کہ یہہ رسول تو آدمی ہے چاہیئے تھا کہ پیغمبر جن ہوتا یا فرشتہ پس اسکے
جواب میں اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اہل کتاب سے پوچھہ لو کہ آیا اگلے پیغمبر آدمی ہوتے تہے
یا نہیں [illegible] حسرت ہے کہ آپ آیتوں کے بھی معنی جانتے ہیں گھڑ لیتے ہیں اگر کوئی کہے کہ حضرت
عیسی نے یوحنا کے دسویں باب کے آٹھویں ورس میں جو کہا ہے کہ جو مجھسے پہلے آئے
ہیں وہ چور اور بٹمار ہیں اس سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جتنے اگلے پیغمبر آئے
ہیں موسی داود یرمیا و اشعیا وغیرہم سب ایسے ہی تہے چنانچہ فرقہ مانیکیا اس
ورس کے یہی معنی سمجھتے تہے اور یہی ظاہر لفظوں کے معنی ہوسکتے ہیں پس کیا آپ یہہ

ماننی چاہئے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین کوئی انجیل نہی تہی تو انہین
فرقوں کی انجیل کا وجود ثابت ہوگا اسلئے کہ یہی فرقے اوس وقت عرب مین موجود تہے
نہ یہہ کہ فرقہ پروٹسٹنٹ کہ جسکا وجود سولہوین صدی مین ہوا ہے ہشتم آپکے
اس قول سے اور میرا قول تو یہہ تہا کہ آپ ایسی انجیل ثابت کیجئے کہ جو محمد صلے اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ مین عیسائیون مین مستعمل تہی نہم اہل حدیث کے بیچ صحیح حضرت سے
کہ لفظ عیسائیون سے یہان کیا مراد ہے اور وہ کون لوگ ہین اگر کہئے کہ وہ رومن
کیتہلک اگریا تہے سو وہ تو آپکے نزدیک بت پرست ہین اور جو کہئے کہ نسطوری
و یعقوبی وغیرہ سو وہ بدعتی ہے اور فرقہ پروٹسٹنٹ کا تو کچہہ نشان و گمان
بہی نہ تہا پس یہہ عیسائی ایک خیالی لوگ کون ہین دہم یہہ کہ آپکے اس قول کا
ایسی جواب ہی سلئیے یا ز [illegible] اور یا تو ثابت کیجئے کہ وہ انجیل جسکا ذکر آپکے قران مین آیا ہے
اور اوسکو من اللہ کہا ہے اوس انجیل سے جو عیسائیونکے بیچ مستعمل ہے اور یہہ جواب مین
پہلے خط مین مفصلا ذکر چکا ہون اور کچہہ مجملا اس خط مین بہی کہا گیا ہے لہذا کیا ضرور ہے
کہ اوس بات کو پہر بار بار لکہون یازدہم یہہ کہ قول آپکا مسیحی تو قران مین اہل کتاب کہلائے
گئے ہین محمد کے وقت مین نہ صرف کلام مسیح صاحب کہے ہین بلکہ وہ ساری کتاب جسمین
کلام مسیح مسطور اور مرقوم ہے اونکے پاس موجود تہی اور وہ کتاب انجیل تہی اور وہ انجیل

کھڑے ہوئے ہیں دوازدہم قول ۱۹ آیت کا مسیحیوں کے پاس انجیل سے اور بہت سے
اب بھی موجود ہیں جو زمانہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بدستور قبل لکھے گئے ہیں
اور وے سب حال کی انجیل سے موافق و مطابق ہیں چنانچہ میزان الحق میں اسکی
تفصیل آئی ہے سو یہ ایکے زعم میں ہے حقیقت میں کیونکہ جو بیس نسخے آپ نے
میزان الحق میں لکھے ہیں یعنے نسخہ کوڈکس واطی کانوس و کوڈکس اسکندریہ
نوس و کوڈکس افرمی سو یہ بیسوں نسخے ہرگز آنحضرت کے زمانے سے آگے کے
لکھے ہوئے نہیں ہیں اسلئے کہ کوڈکس واطی کانوس کو ساتویں صدی کا ہے چنانچہ
دیکھو لکھا ہے اور کوڈکس اسکندریہ نوس کو آٹھویں صدی کا نام ہے جدا سکالمس
لکھا ہے یا دسویں صدی کا حصہ اور دل کہا ہے یا ساتویں صدی کا حصہ اکلمر
کہتا ہے اور نسخہ کوڈکس افرمی کو شب مارش ساتویں صدی کا بتلاتا ہے پس یہ
بیسوں نسخے جن پر آپ فخر کرتے تھے اور مسلمانوں کے مغالطہ دینے کو کہتے تھے کہ آ
حضرت کے زمانے سے پہلے لکھے گئے ہیں اب سب کے علماء کے قول سے ثابت ہوئے کہ
ان کے بعد لکھے گئے ہیں اور آپ جو یہ کہتے ہیں کہ وہ نسخے انکی انجیل کے موافق ہیں
ہیں سو یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ نے انکا حال کتابوں میں نہیں دیکھا یا صرف عوام کو
سے مغالطہ دیا چاہتے ہیں ظاہرا تو یہ پہلی بات معلوم ہوتی ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ

بات تسلیم کرلینگے حاشا وکلا بلکہ آپ یہہ کہیں گے کہ یہہ معنی کسی مفسر نے
نہیں لکھے ہیں لہذا انکو نہیں چاہیے تہا کہ جو مفسر کے معنی لکھے ہیں اونسے تسلیم
کرتے نہ یہہ کہ اپنے مطلب کیلیے جو چاہے معنی گڑھ لیے بازدہم قول ایکا وہ

انجیل جو اوسوقت سب عیسائیون کے درمیان مستعمل تہی آپ یا اور کوئی مجتہد پیش

کرے اور بتاوے کہ وہ اور مضمون اور مطلب پر تہی بسبب اس انجیل کے جواب سے
سو اسکا بہی جواب پہلے خط میں بلکہ کچھہ اس خط میں بہی ہو چکا ہے تاہم یہہ کہا
جاتا ہے کہ یہہ بات ہمپر کرنی واجب نہیں ہے کیونکہ جب ہم الزاما اور تحقیقا دونون طرح
ثابت کر چکے کہ یہہ مجموعہ عہد جدید کا وہ انجیل نہیں ہے جو حضرت عیسے علیہ السلام
پر وحی کی گئی تہی تو اسصورت میں آپ پر لازم ہوا کہ یہہ ثابت کریں کہ یہی مجموعہ حضرت
عیسے نے لکہوایا تہا اور اسمیں تحریف بہی نہیں ہوئی ہے بلکہ سندی اور متواتر ہے
اور یہہ بہی دکہاویں کہ نسخہ حضرت عیسے کے وقت کا انکے نسخون کے مطابق و موافق
ہے کہ ہمپر اسلیے کہ ہم اپنا دعوی ثابت کر چکے ہیں اور نہیں معلوم کہ آپ عیسائیون سے کیا
مراد رکہتے ہیں کیونکہ آپکے زعم میں سوا پروٹسٹنٹ کے اور کوئی عیسائی نہیں
ہے جن میں سو یہ بات تو مسلم نہیں یعنی اور جنہیں آپ عیسائی سمجہے ہیں سو وہ اوس وقت
کہیں کہاں تہے یہ لوتہر اور کالون کے مقلد ہیں سولہوین صدی میں اوتہہ

باوجودیکہ آپ قسیس کا درجہ پاوین اور یہ مشہور کتابیں آپکی نظر سے نگذرین
حالانکہ نسخہ اسکندریہ میں کتاب جوڈت و ٹوبیاس و وزڈم او چار
کتابیں مکابیس کی اور کچھ برم کس اور دو نامہ کلیمنٹ کا اور پلوریس سلیمان
کی بہی موجود ہیں حالانکہ ان سب کتابوں کو آپ جہوٹی سمجہتے ہیں علاوہ اسکے استر کی
کتاب کے دسویں باب کے چوتہے ورس تک اور یوحنا کے چہٹے باب کے چھٹوین ورس سے
آٹہویں باب کے باونویں ورس تک اور دوم نامہ کرنتہیون کے چوتہے باب کے سترہوین
ورس سے بارہوین باب کے ساتوین ورس تک بالکل نہیں ہین اور نسخہ واتی کانو
میں اول کے چھیالیسویں باب کتاب پیدائش کے اور تیسیوں زبور میں اور نامہ عبرانیہ
کے نوین باب کے چودہوین ورس سے آخر باب اور دونو نامہ تمتہی کے اور نامہ تطس
اور نامہ فلیمان اور تمام کتاب مشاہدات کی نہیں ہین اور کوڈکس افریمی میں بہی بہت
سے نقص اور ہین قطع نظر اسکے کوڈکس واٹیکانوس اور کوڈکس اسکندریانوس
میں بولو عہد عتیق کی کتابیں اصل عبرانی بہی نہیں ہین بلکہ صرف یونانی ترجمہ ہے
اور کوڈکس افریمی میں تو انکا سراب د گمان بہی نہیں خواہ اصلی ہوں یا ترجمہ بلکہ
اسمین صرف عہد جدید کی کتابیں ہین اور کوئی عبرانی نسخہ دسویں صدی کے قبل کا
ہمارے [illegible] ڈاکٹر کنی کاٹ لکہتا ہے کہ اوسے جتنے نسخہ ملے وہ سب کے سب

باب اول کی بھی دو عبارتیں منقول ہیں ایک جو متن میں ہے وہ یہ ہے اگر وہ آقا او
جو اوسنے اپنے نامزد ہیں گریکے رکھنا راضی ہو تو اوسکا فدیہ دینگے الخ اور حاشیہ میں
عبرانی نسخہ کیجاور نسخہ سے یوں عبارت نقل ہوئی ہے اگر وہ آقا اوسکا جو اوسنے
اپنے نامزد کرکے رکھنا ناراض ہو تو اوسکا فدیہ دیکے الخ اور یہی عبارت اب مروج
میں لکھی جاتی ہے یا حضرت مسیح کے زانیہ عورت کو بے سزا دئے چھوڑ دینے کا
مسئلہ جو یوحنا کی انجیل کے آٹھویں باب میں مرقوم ہے کیونکہ اوسمیں بھی بہت
اختلافات عبارت کے ہیں یہانتک کہ بہت سے علماء عیسائی نے اون ورسوں کی صداقت
پر گفتگو کی ہے اور اسی طرح سے اور بہت سے مسئلہ مشتبہ ہیں لیکن بخوف طوالت
میں انہوں ہی پر اکتفا کرتا ہوں پس آپ سے مجھے تعجب آتا ہے کہ باوجود ایسے اختلافات
عبارت کے کہ ایسمیں متناقض ہیں پھر آپ کس منہ سے کہتے ہیں کہ باوجود سہو
کاتبان کے اسکی انجیل ادنی مضمون اور مطلب بدلنے جو ہمیشہ تھی یا مردہم ۱۵ سہہ کہ قول
آپکا اور جب تلک آپ ان دونوں باتوں میں سے ایک کو ادا نہیں کرینگے الخ جسکا
ما حاصل یہ ہے کہ میں اوسکے ادا کرنے سے قاصر ہوں میں نے تو اکیلے ہی نہیں بلکہ آپکے
علماء کو بھی ساتھ لیکے اون باتوں کو ادا کیا اب آپکو اختیار ہے کہ اپنے سلف کو جھوٹا بتلائیے
یا تصدیق کیجئے ۱۶ سترہویں یہ کہ قول آپکا اور عرض کیا کہ میں آپکے سب اعتراض

اونمیں سے کسیکو بالجزم کہا جاسکے کہ یہی اصل مصنف کی عبارت ہے بلکہ دونوں میں
صدق اور کذب کا احتمال ہو تو بھلا اس صورت میں اس مسئلہ پر کہ جس سے وہ عبارتیں
متعلق ہیں کیونکر حکم قطعی ہو سکتا ہے لہذا بہت سے مسئلوں میں خصوصاً مثلاً
حلت و حرمت کے مسئلہ میں کہ اب نہیں معلوم ہو سکتا کہ کونسے جانور مثلاً اصل میں
حلال ہے آیا وہ کہ جنکے پچھلی ٹانگیں اگلے پاؤں سے لپٹی ہوئی تھیں یا وہ کہ جنکی
پچھلی ٹانگیں اگلے پاؤں سے لپٹی ہوئی نہیں کیونکہ دیکھو کہ اس باب الکتاب
احبار کی دو عبارتیں موجود ہیں ایک وہ جو [illegible] ہے سو یہ ہے پر تم سب بیگانے
والے پرندوں میں سے جو چار پاؤں سے چلتے ہیں اور اونکی پچھلی ٹانگیں اگلے پاؤں
سے لپٹی ہوئی نہیں ہیں کہ وہ [illegible] جو چار پاؤں پر چلتے ہیں کم اونکو [illegible]
کھا ؤ اور اس جملہ کی عوض اور اونکی پچھلی ٹانگیں اگلے پاؤں سے لپٹی ہوئی نہیں ہیں
الخ عبرانی نسخوں کے حاشیہ پر اور نسخوں میں یہ عبارت لکھی ہے اور اونکی پچھلی
ٹانگیں اگلے پاؤں سے لپٹی ہوئی ہیں اور اسی حاشیہ کی عبارت کو اب عیسائی اوسکا
ترجمہ کرتے ہیں چنانچہ ترجمہ انگریزی ہندی و ترجمہ ہندی و فارسی میں یہی عبارت مترجم
[illegible] ہے یا لونڈی کے مسئلے میں کہ کون شخص اوس سے آزاد کرے آیا وہ شخص جسنے اوسے
اپنے نامزد کیا ہے یا وہ شخص جس سے وہ اپنے نامزد نہیں کیا کیونکہ کتاب خروج کے درمیان

پس آپکے اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ آپ اوس خط کے جواب دینے عاجز ہو
اور اپنے عجز کو صرف اس مغالطے سے چھپایا کہ مبادا آپکی اپنے قوم میں سبکی ہو جو
لکھا ہے یہی با عقل او صحیح العقل یہی سمجھے گا کہ آپ عاجز ہے لہذا اسی حیلہ سازی سے
بہی ایک مطلب نکلا نوزدہم یہ کہ تول آپ متی حواری نے قصداً لکھنے کئی نام
قصداً چھوڑ دیئے ہیں الیکہ عذر بدتر از گناہ ہے کیونکہ اسکے ان نسبتوں کا چھوٹ جانا صرف
متی کے سہو پر حمل کیا جاتا تہا لیکن اب معلوم ہوا کہ متی نے پاس کسی غرض کے قصداً
چھوڑے لہذا لکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ اسطرح اوسنے پاس کسی شخص کے واسطے بالکل
انجیل طیار کی ہوگی پس آپ نے بیجا ہے متی کی صداقت میں بہی فرق ڈالا بستم یہ کہ لیکن
قول ہے اور ایسا ہی یا کیون انت میں بہی سلمون کے بعد کتنے نام چھوڑ دیئے گئے ہیں جنکی
کہ آپنے ذکر نہیں کیا اور آپکے دریافت میں نہیں آیا الخ ایکی سعادت مندی ظاہر ہوتی
ہے کہ جو بیجا ہے متی نے نہیں کیا وہ بہی آپکے سر تھوپے دیتے ہیں اسے صاحب
اگر غلطی ہوئی تہی اور نام چھوڑے ہیں تو کتاب اول اخبار الایام کے مصنف نے کیونکہ
اوس کتاب کے دوسرے باب میں لکہا ہے کہ سلمون کا بیٹا سلما اور سلما کا بیٹا
بوعز اور بوعز کا بیٹا عوبید اور عوبید کا بیٹا یسی اور یسی کا پہلوٹا بیٹا الیاب
دوسرا ابی نادب تیسرا شمعا چوتہا نتنایل پانچواں ردی چھٹا اوزم ساتواں داؤد

سکا جواب نحوکی ودرستی یا تفصیل کا ہوا اسکو نہی کیا آپ اور محمدیوں نے مان

سہو عدم بحث کرکے نہیں کہہ سکتے کہ تمہاری انجیل محرف ہے میں اوسکو نہیں مانتا الخ

یہہ آپکا فرض محض وہم محال اور وہم ہے کہ ہم جواب نحوکی دینگے کیونکہ ہم تو پادریوں

سے جواب ادا ہوتے نہیں دیکھے جیسا کچھ کچھ تو انہیں حیلوں سے جو آپنے بچے لکھے ہیں

ظاہر ہے ۔ مفسد ہفتم قول آپکا یہ ظاہر ہے کہ مضمون پر مباحثہ کرنا جب تک محمدی انجیل

پر قائل نہیں ہوسکتے تحت مقاصد علاوہ راہ مراد حاصل ہے الخ تعجب انگیز ہے کیونکہ

پہلے آپکو یہہ کیوں نہ سوجھی تھی کہ مسلمان لوگ تو اس انجیل کو محرف مانتے کر چکے ہیں

اور میں بھی ساتھ ہیہ البتہ جناب مؤلف کا احوال کرلیا ہے پر محمدی لوگ اس کتاب کے

کیونکر قائل ہونگے پس آپکے مدعی کیوں اوقات ضایع کی حد عمومیت ہے کہ اسی

آپ جیتے ہیں ۔ دہم یہہ کہ قول آپکا اب ہمارا سامنی کا جواب ہو چکا جواب میں میرے خط

کی تو ایک بات کا بھی جواب نہیں ہوا ہاں آپنے اقرار کیا ہے کہ انکا جواب اس وقت

دیا جائیگا کہ جب وہ کتابیں جنکا ذکر جناب مولوی رحمت اللہ صاحب نے کیا ہے چھپ

جائینگی اور وہ کتابیں جو اوںکی طرف سے چھپ چکی ہیں میرے مطالعہ میں آوینگی یہہ

وعدہ آپکا ایسا ہے جیسا عالم کہا کرتے ہیں کہ اگر فلانا کام ہمسے اس جنم میں ہوگا

تو دوسرے جنم میں کرینگے اور جو وہ اوس جنم میں بھی نہو سکے گا تو تیسرے جنم میں کرینگا

ہے کہ آپنے لوگون کیون نہ کہدیا کہ عیسائیون کے عقیدہ کے موافق مسیح مین
دو صفتین ہین الوہیت کی اور انسانیت کی لہذا اونکو دو نسبتین لکھنا چاہئے پس
اس صورت مین تردید کی خود ہو جائیگی نسبت ۲۳ سوم قول آپکا خلاصہ وہ ستائون
اعتراض جنکو آپنے شکر و الزام سے تر اس صاحب کے قول پر بڑے تفاخر سے پیش کئے
ہین سب بیجا اور بے اصل نکلے سو یہہ بات صرف آپ ہی کے زعم مین ہے ہان اگر
آپ جواب ادا کر دیتے تو ایک بات تھی لیکن افسوس ہے آپ قاصر رہے کیونکہ جو جواب
آپنے دئے وہ جواب نہین اوسپر تو لڑکے بھی ہنستے ہین کیونکہ جو اصل اعتراض
تھا وہ نہین اوٹھایا بلکہ آپ اوسکی اور تصدیق کرتے ہین یعنے معترض کہتا ہے کہ
جب کسی مصنف نے ایک زمانہ مقرر کرکے یہہ کہا کہ اوس زمانہ مین اتنی پشتین
ہوئی ہین مین بعد خواہ قصداً یا اس خاطر کے چند نام چھوڑ دیئے تو ایسے شخص
کی تاریخ کا اعتبار نہین یہان تک نامہ سابق کا جواب ہو چکا اب ہم آپ کو نئی توضیح
ہونیکے سبب کچھہ سمجھاتے ہین اور امیدوار ہین کہ آپ اوسے مانین اور وہ
یہہ ہے کہ آیندہ کو آپ کسی مسلمان سے ہرگز نہ اولجھین کیونکہ جب آپ سے
جواب نہین بن پڑتا تو آپکو آئین بائین شائین لکھنا ہوتا ہے اور سب لوگ
ہنستے ہین اور کہتے ہین کہ پادری صاحب خط کا جواب تو نہین لکھتے بلکہ اپنی

داود لیس متی نے یہین سے نقل کرلیا ہوگا کیا آپ کے رحم میں متی نے عہد عتیق ہی ،
پڑہی ہی ہاں اگر اعتراض ہے تو یہہ ہے کہ چار سو برس کے عرصہ مین چار پشتین
ہوئین اور یہہ قیاس سے بعید معلوم ہوتا ہے الستاڈکلی صاحب نے یہہ تو لکھا ہے کہ متی نے
بعد رو بابل کے کئی نام چھوڑ دئے ہین پست دوئم یہہ کہ ابکلے اس قول سے کہ بن بیٹا پوتا اور پڑپوتا
اور آل اور نسل کے معنی اور اسلاح بہائی اور خویش اور اقربا ہی معنی رکہتا ہے حضرت عیسے کا
مسیح ہونا ہی مشکل پڑا کیونکہ عہد عتیق سے تو یہہ ثابت ہو چکا ہے کہ مسیح تو داؤد کے صلبی نسل
سے ہیں اور جب یہان بن کا لفظ اس عام ہوگیا تو کہہ سکتے ہین کہ حضرت مسیح اور داود
مین کہین دور کا رشتہ ہوگا پست دوئم یہہ کہ قول آپکا اور پشتونکا عدد اس طرح
سے ہے کہ داؤد کا نام پہلی تقسیم کے آخر اور پہر دوسری تقسیم کے شروع مین گنا جائے
کچھہ بنا جواب نہین یہہ تو اوروں نے ہی لکھا ہے بلکہ ایسی پانچ توجیہیں اور بہی کی گئی
ہین کہ آپ کو نہین معلوم ہوا یہہ کیا جواب ہے کہ ایک شخص کو دو دفعہ گنکے عدد پورا
کرنا چاہئے ایسے تو بیرہ کے ۲۶ ردائما الشمس ہی ہوسکتے ہیں قطع نظر اسکے تماشا یہہ ہے
کہ اس تکلف پر بہی اعتراض نہین اوٹہتا کیونکہ اس صورت مین دوسری قسمت
مین جو پہلی پر ختم ہوئی ہے پندرہ پشت ہو جاوینگے نہ یہہ کہ قسمت سیوم مین
تیرہ کی چودہ ہوں اسسے بہتر تو مین تمہین ایک توجیہہ گھڑ دیتا ہون وہ یہہ

مگر یہہ بھی کہ میرا ارادہ ہے کہ آپ کے اور اپنے خطوں کو چھپوا دوں تا جو اہل د
...وام کے ملاحظہ میں گذرے مگر چونکہ آپ کا اول خط میرے پاس سے گم ہو گیا ہے
لہذا آپ کو لکھا جاتا ہے کہ آپ اوہ مہربانی کے اوس خط کی نقل بھیج دیجئے +

سوا خط آٹھویں جولائی الراقم ڈاکٹر محمد وزیر خان صاحب —

جناب ڈاکٹر صاحب شفیق مخلصان ڈاکٹر محمد وزیر خان صاحب سلامت

بعد یاد حب کے التماس یہہ ہے کہ آپ کے اصل دو خط اول و سوم یاں عرض اکی
خدمت شریف میں بھیجتا ہوں کہ جیسے اس آخری خط میں انگلستانی ناموں کو
انگریزی حروف میں بھی لکھہ دیا ہے اسیطرح ان دونوں خطوں میں بھی اردو
محاذی یا اوپر انگریزی میں ہر ایک انگلستانی نام کو لکھہ دیجئیے کہ آنکہ پڑھنے جانے میں
کچھہ شبہہ نہ رہے اور بعد انگریزی لکھہ دینے کے یہہ دونوں خط واپس کر دیجئیے زیادہ
[illegible] گی اور جب یہہ دونوں خط آپ کے پاس سے واپس آجاینگے تب میں اب تک
اپنے آخری خط کا جواب لکھونگا + خط مرقوم ۱۲ جولائی ۱۸۵۴ع الراقم [illegible]

جناب پادری صاحب شفیق مخلصان کشش فنڈر صاحب سلامت

بعد یاد حب کے التماس یہہ ہے آپکا خط مورخہ ۱۱ جولائی سنہ حال کا معہ [illegible]
دو خط اول و سوم یاں غرض کہ میں اون انگریزی ناموں کو جو اون خطوں

مین مرقوم و مسطور ہوتے ہین انگریزی اوردو دونون مین بہی لکھکر دونون بہیجا خطکی
حسب خواہش آپکے مین اون نامون کو ایک کاغذ پر لکھکر معہ اون دونون خطونکے
آپکے پاس بہیجتا ہون امید کہ جناب خط سوم کا بہی خط آخری کے ساتھ جواب ادا کریں
الراقم مکرر عرض یہہ ہے کہ شاید مسٹر آخری خط

ڈاکٹر محمد وزیر خان صاحب

مین پادری فنڈر صاحب کی جانب سے مسٹر فرنچ صاحب سے بہت لکہا گیا ہے اگر ایسا ہوا ہو تو آپ از راہ مہربانی
کے اوسے بہاد دیجئے فقط مورخہ ۱۱ جولائی سنہ ۱۸۵۴ عیسوی *

جناب ڈاکٹر صاحب شفیق مخلصان ڈاکٹر محمد وزیر خان صاحب سلامت

بعد ما وجب کے التماس یہہ ہے کہ آپکا خط معہ فہرست اسمای انگریزی اور اردو دونو
اصل خطونکے پہنچا اب عرض یہہ ہے کہ از راہ مہربانی اون مصنفونکی کتابون کے
نام اور اون صفحون کے نشان بہی جنمین آپکے وہ اقوال جنسے لینے استدلال
کیا ہے واقع ہین لکہہ بہیجئے کہ بعض اونمین غیر مشہور ہین فقط
الراقم

بندہ کنیش فنڈر صاحب

مرقومہ ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۵۴ ع

جناب پادری صاحب شفیق مخلصان کنیش فنڈر صاحب سلامت

بعد ما وجب کے التماس یہہ ہے آپکا خط مورخہ ۱۰ جولائی کا اس استدعا سے
آمین اون مصنفونکی کتابون کے نام اور صفحونکے نشان جنکو مین نے سند مین

اسکے جواب مدت سے بخوبی دیئے گئے بس ہماری بات کہاں اور انکا مآل
کہاں جو وہ کتابیں کہ میری دیکھی ہوئی ہوں یا نہ ہوں ان ماننا اسپر نہیں ہے بلکہ
اسپر ہے کہ جناب مدعی اعرض کے موافق ان سب مصنفوں کی کتابیں
خواہ وہ مشہور ہوں خواہ غیر مشہور جنکے مصنفوں کا آپنے اس خط میں ذکر کیا
اور انکا دلیل مانا ہے اون سب کتابوں کا مع نشان کے اور کتاب کی جلد کے صفحے
لکھئے کیونکہ محب کو مباحثہ کے وقت ایسی درخواست کرنا حق ہے اور اگر معترض اسسے
انکار کریگا تو البتہ محب یہ کہیگا کہ معترض نے ان باتوں کو اپنی آنکھ سے نہیں
دیکھا بلکہ صرف سنی سنائی بات لکھی ہے اور چونکہ مدعی درخواست سب کتابونکے
نام کی ہے لہذا ضرور نہیں جانا کہ اون مصنفوں کی کتابوں کا جو مدعی والسنہ میں
غیر مشہور ہیں نشان کروں اور ایک اور التماس ہے کہ آپ اون کتابونکا نام اور جلد
اور صفحہ کے عدد سب انگریزی حرفوں میں لکھیے جو کچھ ہے سہو پڑھنے فقط

الراقم [illegible] مرقوم ۳۰ جولائی سنہ ۱۸۵۴ء

[illegible] فنڈر صاحب

جناب پادری صاحب شفیق مخلصان کمشنر فنڈر صاحب سلامت
بعد ما وجب کے التماس یہ ہے آپ کا خط مورخہ ۴ جولائی سنہ حال پہنچا کمال
حیرت ہے کہ جناب یہ کیا سمجھ کے لکھتے ہیں کہ اسے مباحثہ ... کسواسطے عدم

لوگون کی کتابون سے کتنا یہہ نقل ہوا ہے پس وہ آپکے حالی حملا وسداد گوئی
سے ہیں جنہوں نے ان لوگوں ہیکار و ملوم کلام ہے تعجب ہے کہ آپ ایسی بالاکی
اور مغالطہ دہی سے باز نہیں آتے اور مجھے لکہتے ہیں کہ اسے صاحب آپ کسو جلے
غیر حق اور بیجا بات لکہنے سے باز نہیں آتے مجھے تماشہ ہے اور لیتے ہو رکو تو ال
کو قرا نڈسے قطع نظر اسکے ہے بالو عن اگر یہہ بابا کہو بیجا دیا وسہی ہوا ہے کی
طرف اشارہ ہے گو حقیقت میں ایسا نہیں ہے تو بھی کہا میں پوچھتا ہون اپکو
یہہ کیونکر معلوم ہوا کہ اونکا کسی نے جواب لکہا ہے آیا آپ نے اون کتابوں کو دیکھا
دیکھا ہے یا نہیں صورت اول میں تو ہمارا مطلب بات اور صورت دوسری میں
کیونکہ بے دیکھے آپنے لکہا کہ اونکے جواب ہو گئے ہیں پس شکایت آپکی بیجا و بے موقع
نکلی اور بفرض محال اگر یہہ بہی ہم تسلیم کریں کہ حقیقت میں یہہ بات بیجا ہی تو
بہی آپکو شکایت کرنی نہیں پہنچی کس لئے کہ آپ اس سے زیادہ بیجا و غیر حق با
لکہہ چکے ہیں مثلاً یہہ اور اس مرحلہ سے کہ آپ اکثر کتابوں کو معقول سمجہتے ہیں یہہ سمجہ
بیٹہے ہیں کہ جناب بہی اوسکے رد لکہتے ہیں حالانکہ میں نے ایسا نہیں لکہا تہا جیسا کہ پہلے
خطوں میں ذکر ہوا مثلاً یہہ اور آپنے بے تحقیق وہ باتیں اوسکی سپردگی کرکے اوسکے
قول پر اس لیئے امید کہ آیندہ جناب منکرین اور مدعیوں کے قول ای دلیل نہ بنا وینگے الخ

نمایش کو دیا گیا اور تیسرا خط مولوی محمد مظہر صاحب کو دیا لیکن مولوی صاحب
موصوف ملے اور مجھے ایک رقعہ کے ساتھ واپس کیا لہذا وہ آپکے پاس معہ
اوسی رقعہ کے اس خط کے ہمراہ بھیجا جاتا ہے اور وہ جو مجھے عنایت ہوا تھا
سو اوسے مینے بغور دیکھا آئندہ اوسکا حال مفصل عرض کرونگا مگر ابتدا کہتا ہوں
کہ الشنی کیو کارٹ کو ہماری اصطلاح میں تحریف کہتے ہیں اور کیونکر ہم جب آپکے ہاتھ
سے کتب مقدسہ پڑھیں تو اسکی کیا حقیقت ہے اور شاید یہہ معلوم ہوا ہو
کہ پہر ایک جلسہ منعقد ہوا اور وہی اشخاص جو اوس جلسہ میں آئے تھے ملاقی
ہوئے اور اونکے سامنے یہہ رسالہ پیش کرکے پوچھا جاویگا کہ آیا یہہ رسالہ
ٹہیک ہے یا وہ جو دہلی میں بعض لوگوں نے بعبارت فارسی چھاپا ہے چنانچہ
اسیلئے میں نے آج اوسکی کئی ایک جلدیں طلب کی ہیں اور یہہ حال تو
میں پہلے ہی دیکھ چکا ہوں اور اسکا میں نے چوتھی خط کے آخر میں اشارہ
کیا تھا لیکن اب زیادہ تعجب اسلئے ہوا ہے کہ اوسپر یہہ لکھا ہے اب پادری
ند صاحب کی معرفت کچھ تصحیح و تفصیل پاکر دوبارہ چھپے میں آیا حال آنکہ
اوسمیں بہت سے بہتان صریح ہیں ازانجملہ وہ جو صفحہ ۲ میں دوسری سطر
سے ۸ سطر تک لکھا ہے کیونکہ مولوی صاحب نے تو جسٹن اور اگسٹاین وغیرہ کی

یہہ ہے جناب جس کتاب سے اوسکا حال لکھین اوس کتاب کا نام و صفحہ کا نشان بھی بتلادین

اور اس بات کا بھی لحاظ رکھین کہ جواب مفصل ہو کیونکہ مجمل تو اوس رسالہ مین

بھی مرقوم ہے فقط الراقم حقیر محمد وزیر خان مرقومہ ۲۸ جولائی سنہ ۱۸۵۴ء

جناب پادری صاحب شفیق مخلصان کرسٹن فانڈر صاحب سلامت

بعد ما وجب التماس ہے کہ آج خط لکھنے کے وقت ایک بات یہہ فراموش ہو گئی

حالانکہ اوسکا انکشاف ہونا بھی بہت ہی ضرور ہے یعنی انکلس دنیا ہو کر بہا بائبل

اوسے بھی بتلادیجئے اور وہ یہہ ہے کہ جناب صفحہ ۱۵ مین لکھتے ہین مگر زیادہ تحقیق سے

معلوم ہوتا ہے کہ آیات متشابہ چار پانچ سے زیادہ ہونگی پس جناب اون آیات

متشابہ کو نشان دیدیوین کہ وہ کونسی ہین فقط

الراقم حقیر محمد وزیر خان مرقومہ ۲۶ جولائی سنہ ۱۸۵۴ء بعد دو پہر

جناب ڈاکٹر صاحب شفیق مخلصان ڈاکٹر محمد وزیر خان صاحب سلامت

بعد ما وجب کے التماس یہہ ہے کہ آپکا خط پہنچا صفحات محولہ آپ کی کتاب سے مطابق کرکے دیکھا

تو ہارن کی تیسری جلد کے ۲۹۵ صفحہ مین صرف شیشوا لیس کا نام ہے اور ۳۰۰ صفحہ مین جسکو

آپنے پہلے خط مین نشان کیا صرف سملر اور کہارن اور مارش کا نام ہے مگر لکلرک

اور بشہبر کا نام نہین ہے اور پہر ہارن کی دوسری جلد کے ۳۰۹ صفحہ مین وہ نام نہین ہین

کئی ایک بات کا پہلے استفسار مولنا فرو سے لہذا مستکلف خدمت ہوتا ہوں
امید کہ جناب مہربانی سے اون باتوں کا جلدی جواب عنایت فرماوین
اول یہہ کہ جناب نے ۴ صفحہ مین لکھے ہین ہمارے علما مثل گریسباخ
اور شولز وغیرہ نے انجیل کے سب قدیم نسخونکو نزدیک اور دور سے اکٹھا کر
جمع کرکے بڑی محنت اور دقت سے اونکا مقابلہ کیا اور چونسٹھ ۶۴ نسخون
مین سے قریب تیس ۳۰ ہزار حروف اور الفاظ کی سہو و غلطی پائی گئی ہی
اب مجھے آپ سے کئی باتین پوچھنی ہین اول یہہ کہ جناب یہہ بتلاوین کہ
آیا شولز اور گریسباخ نے الگ الگ نسخونکا مقابلہ کیا ہے یا ملکر اور اون
مین سے کیسے تیس ۳۰ ہزار اختلاف عبارت کے نشان دیئے ہین ثانیاً
یہہ کہ آیا شولز اور گریسباخ نے الگ الگ نسخونکا مقابلہ کیا ہے یعنے ہر ایک نے چونسٹھ ۶۴ نسخہ کا یا کسیے کم اور
کسیے زیادہ ثالثاً یہہ کہ یہہ سب نسخہ پورے پورے تھے یا ادہورے یعنے کسی مین صرف کچھہ حصہ نئے عہد کا اور
کسی مین ایک ہی انجیل اور کسی مین چار انجیلین اور کسی مین خالی پولوس کے خط اور کسی
مین اعمال یعنے رابعاً یہہ کہ لفظ سیسے کیا مراد ہے آیا کوئی نسخہ جو بائیبل کا
کیا ہوا نہین ہے یا اب بھی ایسے نسخہ باقی ہین خامساً یہہ کہ جناب
نے جس کتاب سے یہہ لکھا ہے اوسکا نام اور صفحہ بتلا دیجئے دوم
یہہ کہ ویریوس ریڈنگ کی کیا تعریف ہے اور اوسکا معنی اور اوسکے مین کیا فرق

صاحبان یہ بات کہ جناب متی پر کہی جو حضرت مسیح کا رسول تھا لہذا مناسب یہی ہے
کہ آنکا خط جواب واپس دیا لیکن اوروں کی بابت اور دیانت کر دو واسطے
جواب لکھا ہوں اور اس جہاں سے جسکو آپ نے ہمارے اور اور پادریوں
کے احوال کے عوض میں نقلی قسم مانگی ہے نہ تو مجھکو کچھ نقصان عائد ہوگا نہ اور پادریوں
صاحبوں کو اور صاحبان انصاف قدر دانوں کے نزدیک آپ کی عزت کا باعث
بھی نہ ہوگا سا جناب ایسی ایسی بات اپنے قدر و منزلت کے موافق و مطابق جانیں
یہاں میں آپکا اختیار ہے واما الجواب اول جناب نے سولہ آدمی جو دو
نام کہ جنکا ذکر آپکے پہلے خط میں ہے دوسرے خط میں بیس مصنفوں کے
نام مسطور کیے اور ایسا دلیل بنایا اور ایسا لکھا ہے کہ لوگ گمان کریں کہ آپ نے
ان سب مصنفوں کی کتابیں دیکھی اور پڑھی ہیں مگر آپ کی ایسی مغالطہ دہی صرف
ان لوگوں کے سامنے کچھ چلے گی کہ ان مصنفوں سے بے خبر ہیں مجھے تو آپ کی
سے معلوم تھا کہ آپ الٹ کی کتابوں کو نہ دیکھے ہیں اور صرف [illegible]
انکا ذکر کیا ہے کیونکہ بہتیری عبرانی اور بعض لاطینی زبان میں لکھی ہوئی ہیں
اور ان زبانوں سے آپ واقف نہیں ہیں اور جب ہم نے اس سے ان
مصنفوں کی کتابوں کا نام و نشان پوچھا تو آپ ڈھونڈنے لگے [illegible] نام ہیں

جہاں تک جدید باتیں دریافت کی ہیں مگر جناب نے اونکا کچھہ جواب نہ دیا بات ہے آپ کو یاد
دلانے کے لیئے ۵ اگست کو ایک اور خط لکھا اوسپر بھی جناب خاموش ہو رہے
اور میرے جواب نہ لکھا اس لیئے پھر تکلیف دیتا ہوں کہ آپ عنایت کرکے اون سوالوں کے
جواب ادا کریں بلکہ جو کچھہ اُس رسالہ مخصوصاً اوس حصہ کی بابت جو آپنے بھیجے
الحاق کیا مجھے عرض کرنا ہے۔ فقط گذارش کرون لہذا آپکو لکھا ہوں کہ اگر آپنے
اون سوالوں کے جواب ایک ہفتہ کے اندر نہ دیئے تو میں یہہ سمجھونگا کہ جناب آپ عاجز ہوکر
میرے خط کے جواب دینے سے قاصر ہے اور اسلیئے مباحثہ کو ایک عدہ پر موقوف کیا
ویسا ہی آپ ان سوالوں کے جواب دینے سے بھی عاری ہیں اور جو کچھہ آپنے رسالہ
میں لکھا ہے سب بے سند اور غیر واقع ہے اور یہہ بھی جانئے کہ جب تک آپ اون
سوالوں کے جواب نہ دینگے تب تک ہم بھی اور کچھہ نہ لکھینگے اور یہی خط ہمارا آخیر خط ہوگا لیکن اگر آپ
کو کچھہ لکھنا منظور ہو تو اول انہی کا لکھیئے نہ کسی اور بات کا فقط الراقم

حقیر محمد وزیر خان مرقومہ ۱۱ ماہ اگست سنہ [illegible]

جناب ڈاکٹر صاحب شفیق مخلصان محمد وزیر خان صاحب سلامت

بعد آداب عرض یہہ ہے کہ نامہ سامی مورخہ ۸ جولائی پہنچا اور بعدہ اُسکے
مضمون سے حالی ہوا مگر جلسے افسوس ہے کہ جناب نے اس دفعہ غیر حق اور بیجا
باتوں پر طعن بیجا بھی علاوہ کیا ہے اور یہہ نہ صرف مجھپر اور دیگر بادری

سکیں اور آپ کو اقرار کرنا تھا کہ ہمنے وہ کتاب ملاحظہ نہیں کی بلکہ صرف
نام دیکھا اور سنا ہے اور اسطرح میری بات صادق آتی اور مولانا صاحب ان
پر آپکا یہ قول کہاں رہ جاتا اور منصف خود جانے کہ آپ کی ایسی بات کا کیا
نام رکھا جائے دوم آپنے اس بات میں بھی خلاف کیا کہ آپنے اسہواً یا
قصداً ایسا لکھا کہ گویا ہم لوگ ہر مصنف کو معتقد علیہ جانیں یا اسکو مقتدا جانکے
اسکی ہر ایک بات تسلیم کریں سو ایسا تو نہیں چنانچہ آپکو بھی معلوم ہوا اور ایک
جگہ آپنے بھی لکھا ہے کہ ہم محمدی محدثین کا قول صرف اسوقت قبول کرتے
ہیں کہ دلیل عقلی قطعی یا دلیل نقلی قطعی کے خلاف نہو پس جیسے محمدی مصنفین
کے قول بے دلیل قبول نہیں کرتے ایسے ہی ہم لوگ بھی لہذا معلوم ہوتا ہے کہ آپنے
صرف اپنے مفاد کے واسطے ایسا لکھا کہ گویا ہم اپنے سب مصنفوں کے قول
قبول کر لیں اور مان لیویں اور یہہ کہ منکرین سے مثل اسٹراس
ویلن وولٹیر وغیرہ کے مذہب کچھ کام نہیں اور کہ انکے اعتراضوں کے
جواب ہمارے دیندار علماء سے بخوبی ادا ہو گئے اسکا ذکر ہو چکا اور باقی علما جنکا
ذکر آپنے کیا ہے پس انکا قول صرف اسوقت دلیل ہوگا خواہ لوتھر اور کلوین
بھی ہو جب معلوم ہو کہ کلام اللہ یعنی توریت اور انجیل کے مطابق اور موافق ہے

اب بھی وہی ہے جو اول میں تھی یعنی قدیم نسخے اور قدیم ترجمے اور قدیم مسیحی
معلموں کی کتابیں ان وقت تمام مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انجیل میں کم و
بیش کچھ تغیر و تبدل نہیں ہوئی ہے بلکہ سب نسخوں میں وہی انجیل اربعہ ہے
وہی اعمال اور وہی مکاشفات ہیں اور سب میں وہی تعلیمات اور وہی احکام
ہیں اور دیکھا ہے آپ نے بھی اپنی کتاب کی پہلی جلد کے ۲ باب ۵ فصل میں اور دوسری
جلد کے ۴۱۲ اور ۴۱۸ صفحہ میں اس بات پر گواہی دی ہے اور مباحثہ کے وقت
بھی ہماری یہی بات تھی تاکہ میں دوسری رفعہ تک یعنی کاتبوں کے سہو کا
مقر ہوا چنانچہ رسالہ ہوا مباحثہ میں اسکی تفصیل ہوئی اس میں پر آپ لکھتے ہیں
کہ میں نے انجیل کا تحریف قبول کیا اگر یہ وہی بات ہے کہ میں کہوں اسی حال میں
کہ آپ قرآن میں اعراب و قرأت کے اختلاف کے مقر ہیں پس آپ نے قرآن کا
تحریف قبول کیا ہے اور یہ کہ آپ کہتے ہیں کہ انجیل میں اختلاف عبارت کتنے
بہت ہیں کہ بالجزم نہیں کہہ سکتے کہ یہ اصل مصنف کی عبارت ہے یا تحریف تو
یہ صرف آپ ہی کا قول ہے اور بس اور آپ تو یونانی نہیں جانتے اور اتنا بھی
ایسا علم نہیں رکھتے کہ دو نسخے کیا بلکہ دو آیت بھی اصل زبان میں مقابلہ کر سکیں
پس آپ کی بات کو ہم اپنے مسیحیوں کی مذکورہ گواہی کے سامنے جو زبان دان اور عالم

جوابدہی میں وصف بالکل نشان کرونگا اور ثابت کرونگا کہ آپنے ستہری جگہہ سے اوروں کے
قول خلاف واقع بیان کئے ہیں ۔۱۱ اسیطرح اپنی دلیل ہاورین سوم
چنانچہ جابجا لکھا ہے کہ مسیح انجیل کی تحریف کا اقبال کیا ہے اور کہ ہمارے
علما اور محققین نے کبھی ایسی بات پر گواہی دی مگر یہہ اس کی بابت ،
اور غیر حق باتوں میں سے ایک ہے اور ایسی انہوں نے کب کہا کہ انجیل میں
تحریف اور تبدیل ہوئی اور اسکے مضمون اور مطالب اور مقصد بدل گئے آپ علماء
اور محققین میں کسے ایسی بات کہی کیا ہارن یا گریسباخ یا
میکاایلس وغیرہ نے اگر کہیں انکا ایسا قول ہو تو آپ بتائے اور کتاب
اور صفحہ نشان دیجئے بلکہ برعکس اسکے سبکے سب اس بات پر متفق ہیں کہ باوجود
سہو کاتبان کے مضمون اور مطالب اور تعلیمات انجیل کم و بیش اسکی وہی ہیں
جو ہروقت اور اول ہی سے تھے اور انکی انجیل اصل انجیل ہے چنانچہ مباحثہ کے وقت
گریسباخ اور کلیکات اور ریشگل صاحب کی گواہی ایسی بات کے حق میں
آپکو سنائی گئی اور ہارن کی ۲ جلد کے پہلے حصہ کے ۳ باب ۳ فصل کے پہلی دفعہ کے
آخر میں یوں مرقوم ہے کہ سترہ سو برس کے بعد باوجود مختلف فرقہ کے عیسائیوں کے
بیچ تھے اور باوجود دشمنوں کی عداوت اور زمانہ کی مخالفت کے انجیل بعینہ

کہ انجیل لکھی نہیں گئی اور اگر لکھی بھی گئی ہو تو مفقود ہو گئی ایسی جھوٹی بات ہے جو
میں کیا کہیں اُن علما کا نام اور کتاب جسمیں ایسی بات ہے آپ نے کسو اسطے مسطور
نہیں کیا ہے اور کیا آپ کو لحاظ نہیں آیا ایسی بات کہا اُن سب اسناد اور دلیل
کے رد. وہ جو ہارن صاحب نے اپنی کتاب کی ۴ جلد کے دوسرے حصہ میں انجیل اور
انجیل کے ہر یک صحیفہ کے حق اور اصل ہونیکے بیان میں مفصلاً منقول کی ہیں اور
ضرور آپکے دیکھی ہوئی بھی ہیں یہہ اللہ ہے کہ مسیح نے خود اپنے ہی ہاتھ سے انجیل
نہیں لکھی بلکہ اپنے حواریوں کے ہاتھ سے الہام کی راہ سے لکھوائی اور یہہ بھی درست
ہے کہ حواریوں کے ہاتھ سے لکھے ہوئے نسخے اب موجود نہیں ہیں مگر اِس بات کو
ایسا بیان کرنا اور کہنا کہ انجیل لکھی نہیں گئی یہہ بعینہ ایسی فاحش جھوٹھی بات
ہے کہ گویا میں کہوں کہ قرآن لکھا نہیں گیا اور وہ یہ نہیں کسو اسطے کہ وے اوراق
اور صحیفے جن پر محمد کے اصحاب نے قرآن کو لکھا تھا مفقود ہیں جیسا بیان ہوئے
کہے ہیں کہ چونکہ فرضی انجیلیں بہت سی تھیں تو اِس صورت میں ہرگز یہہ بات
معلوم نہیں ہوتی کہ اصل انجیل کے اقوال کتنے کتنے اناجیل اربعہ میں آ نشینا ہوئے
ہونگے مگر یہہ بھی صرف آپکا خلاف بیان ہے اور بس سچ ہے کہ اگلے دنوں میں
فرضی یا جعلی انجیلیں بہت نہیں جنکو ہم لوگ اپوکرِفِکل انجیلیں کہتے ہیں

بیان اور ثابت کیا ہے کہ حواری بھی مثل انہیں صاحب معجزہ تھے اور الہام اور وحی
انکو پہنچتا تھا اور رسالت اور الہام کا دعویٰ بھی کرتے تھے مگر آپ پہلے اُن بیانوں کو
قصداً اپنی نظر سے ڈال دیتے ہیں ثالثاً پھر آپ لکھتے ہیں کہ انجیل عبرانی میں لکھی گئی اور
کئی ایک علما کے نام اِس بات کی دلیل بتاتے ہیں اب یہ بات اور اُن علما کے نام
آپ نے ہارن صاحب کی ہی عبارت میں دیکھا مگر قصداً خلاف واقع بیان کر کے ایک کو نا
تو بیان ہی نہیں بلکہ صرف متی اور مرقس اور لوقا کا ذکر ہے اور اُن مصنفوں کے
قول کا یہ بیان ہے کہ کہا تھا کہ متی مرقس اور لوقا کے پاس عبرانی میں ایک انجیل صحیح
واحد تھا حضرت مسیح کے گذارشات لکھے ہوئے ہیں اور اُنھوں نے اُس سے نقل کیا ہی
پس متی اور مرقس اور لوقا نے تھوڑی ہی نقل کی مگر ہارن صاحب اُسی جگہہ بتا اور
دلائل ایسا ہی لکھا کہ قول مذکورہ باطل ہو اُن علما کی بات قابل تسلیم نہیں ہے اور کیا آپ
صاحب کی یہ بات آپ نے نہیں دیکھی پس قصداً ایسا خلاف واقع بیان کرنا یہ
کیسا انصاف ہے ثانی متی کی انجیل کی بابت بعض علما کا یہ گمان تھا کہ اول عبرانی
میں لکھی ہوئی تھی اور بعد یونانی میں لیکن اکثر علما اس بات پر متفق ہیں کہ متی
نے یونانی میں لکھا ہے اسکا بیان ہارن کی جلد کے ۲۶۶ صفحہ میں دیکھئے رابعاً
پھر آپ اسی جگہہ آپ لکھتے ہیں کہ موافق قول آپ ہی کے علما کے معلوم ہوتا ہے

اور ایسے بعض نام آپ نے ہماری کتابوں سے نقل کیے ہیں مگر آپ نے کتابوں میں اپنے
شاید یہ بھی دیکھا ہوگا کہ وسے کتاب کبھی الہامی اور ... نہیں گنی گئیں بلکہ اول
ہی سے جمہور علمائے مسیحیہ نے انکو غیر حق اور جعلی جدا کر دیا ہے چنانچہ ہارن صاحب نے
کبھی پہلی جلد کے اخیر میں اسکا تفصیلاً بیان کیا ہے صرف بعض بدعتی لوگ
بعض کو ان میں سے مانتے تھے مگر مسیحی لوگوں نے انکو کبھی حق سمجھا اور نہ کبھی قبول
کیا ایسی کتابوں سے جنکو جمہور عیسائی اول ہی سے غیر حق اور جعلی جانتے تھے
گو انکے مصنفوں نے انکا نام انجیل بھی رکھا ہو اصل انجیل کی صحت پر کیا شبہ یا خلل آ سکتا
لہذا ظاہر ہے کہ آپکا شبہ اور دعوی بیجا اور بے اصل ہے اور اگر ایسی ... ہی کوئی کہے
اس صورت میں کہ بہت حدیثیں غیر حق ہیں پس قرآن کے واسطے صحت کا شبہ ہے
یا کوئی مجوسی کہے کہ غیر معتبر حدیث اور قرآن یکساں ہیں ... شبہات آخر جلد
کے مرحلۂ دوم میں ایسا لکھا ہے کہ گویا میں نے مسلمانوں کو دھوکا دینے کے واسطے
میزان الحق میں کاتبوں کے سہو و غلطیاں ذکر نہیں کیں مگر یہ بھی آپکا قول
اور ایک غیر حق بات ہے کہ آپ کو یاد نہیں رہا کہ میں نے ۲۰ صفحہ کے آخر میں لکھا
کہ کتب مقدسہ میں اٹھارہ سو چودہ سو برس کے عرصہ میں کاتبوں کا سہو اور
قسم تبدیل اعراب حروف و الفاظ بہت سا وقوع میں آیا مگر اسی مقام میں

آسکے یعنی محمد کے وقت سے آگے لکھے گئے ہین مثلاً کدیتی سٹولرج دیطیستین
دو یہ موصوفا سون ہوک وغیرہ ہارن کے مذکورہ مقام کے سوا دیکھئے
سر و فیم ہوک کی کتاب کی پہلی جلد ۲۵۲ صفحہ سے ۲۶۳ تک اب ان نامون
ایسی آنکھہ بند کرنا اور قصداً خلاف لکھنا اور بعض کو کل کہنا یہہ کیا انصاف ہے
اور یہہ کہ ان نسخوں مین بعض اوراق کھو گئے اور بعض بوسیدہ ہین اور
انکا تمونکی غلطی بھی اُن نسخون مین پائی گئی اور کہو کہ کس الک ندر یو مین سکے
جلد مین اور کتاب بھی اُسکے ساتھہ مجلد ہے یہہ سب آپنے ہارن صاحب کی
کتاب مین دیکھا کہ اُسکی دوسری جلد مین یہہ بات تفصیلاً بیان ہوئی ہے
اور پیچھے بھی آگے سے معلوم تھی اور مینے میزان الحق مین صرف خوف تطویل کے واسطے
نہین لکھی مگر اُن باتون سے یہہ کبھی ثابت نہین ہوتا کہ گویا وے نسخے معتبر نہین
جیسا آپ کہتے ہین البتہ ہمارے علما کے قول اُس کی بات سے کہ علم اور زبان یونانی
سے واقف نہین اور اُن نسخونکو نہ دیکھا ۔ پیرانا ہی زیادہ معتبر اور قوی تر
دلیل ہے اُنھون نے تو وے نسخے دقت سے دیکھے اور مقابلہ کئے ہین اور مقابلہ
کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ تعلیمات اور گذارشات اور احکام انجیل جیسے اب سکی
انجیل مین ہین ویسیہی اُن قدیمی نسخون مین بھی ہین اور اس لحاظ سے

کرسکتے کہ انجیل اپنی اصل پر تھی اور ظاہر ہی کہ عثمان کے اس امر کے لئے محمدی تحقیق نہیں کہہ سکتے ہیں کہ تھا یا ایکا قران اصل قرآن تھی اگر عثمان صرف سورتوں کی ترتیب اور کرتا جیسا سُنی کہتے ہیں تو چاہئے تھا کہ اگلے نسخوں کو خراب کرکے تا اسکے مقابلہ سے تحریف و تبدیل کا شبہہ دور ہو جاتا اُس اُنکے سب کے سب جلا دینے سے کچھ اور بات نہیں نکلتی مگر یہہ کہ یا تو عثمان نے قرآن کو فی الواقع کم کردیا ہے یا یہہ کہ اگلے نسخے ایک دوسرے سے ایسے مختلف تھے کہ معلوم نہوا کہ صحیح کون اور اصل کون ہے پس اُس فرق اور اختلاف کے چھپانے کو سبکے جلا دیئے فقط

مفتش ۔ آپ کہتے ہیں کہ وے کوڈکس یعنی انجیل کے وے قدیمی نسخے جنکا ذکر میں نے کتاب میزان الحق میں کیا محمد سے آگے نہیں جیسا میں نے لکھا ہے بلکہ محمد سے پیچھے لکھے ہوئے ہیں مگر آپکی یہہ بات بھی درست نہیں اور آپ نے یہہ قصداً نارٹن صاحب کی کتاب سے خلاف واقع بیان کیا ہے صاحب موصوف نے اپنی کتاب کی دوسری جلد میں اُن قدیم نسخوں کا بیان کرکے ذکر کیا کہ بعض علماء مثلاً وے جنکے نام آپ نے اُسکی کتاب سے نقل کئے یہہ گمان کرتے ہیں کہ شاید وے نسخے ساتویں صدی کے بعد لکھے ہوئے ہوں مگر اکثر سمجھتے ہیں چنانچہ نارٹن صاحب بھی اُسی مقام میں بتاتا ہے اس بات پر متفق ہیں کہ وے نسخے ساتویں صدی سے

یعنی اُسی دفعہ دوازدہم میں آپ کہتے ہیں کہ پادری صاحب خود لکھتے ہیں کہ
جہان میں [illegible] کے دو نسخے ایسے مختلف ہیں جیسے کوڈکس سکندریہ
اور وٹیکانوس مگر یہ غلط ہوا اور تعجب کی بات تو یہی ہے ایک بے
جواب کے صفحہ [illegible] میں [illegible] نقل کئی ہیں پادری صاحب نے دوسری جلد کے
۲۲ صفحہ میں اس بات کو یوں لکھا ہے کہ ان دو نسخوں کے بیچ میں زیادہ
اختلافات ہوا ہے [illegible] نقل کے بیچ انجیل کے کسی دو اور دوسرے نسخوں کی نسبت [illegible]
صاحب کا یہ قول کہاں اور آپ کا لکھا ہوا کہاں اور ایسا ہی آپ نے تو [illegible]
قائلین کے قول کو بھی اول تو خلاف سمجھ لیا اور پھر مبالغہ کر کے خلاف واقع
بیان کیا ہے ہشتم آپ نے صفحہ [illegible] میں کہا کہ الفاظ اہل الکتاب [illegible] سے یہ لازم
نہیں آتا ہے کہ ان کی کتاب محرف ہوئی ہو مگر آپ کے [illegible] مقصد ایسا بیان کیا کہ گویا
آیات صرف انہی الفاظ پر ہے اور حال یہ ہے کہ ان آیات میں تو یہ الفاظ ہیں کہ
فَسْئَلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ ۔ پھر یہ کہ فَسْئَلُوا أَهْلَ
الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۔ پھر یہ کہ قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا
وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ ۔ ہم نہیں جانتے کہ معترض نے ان آیات کو کس طرح بیان کیا اور ان
کی تفسیر سے ہمارا کیا کام ہے کیونکہ مضمون ظاہر و آشکار ہے مگر اتنا جاننا ہو

وے قدیمی نسخے معتبر دلیل ہیں کہ وہی انجیل جو اب ہے محمد کے وقت میں اور
اُسکے آگے بھی یہی انجیل تھی اور کبھی کوئی اور انجیل مسیحوں کے بیچ مستعمل نہ تھی
مگر یہی اور یہی بات انجیل کے قدیمی ترجموں سے بھی ثابت اور مدلل ہے مثلاً
سوریانی اور لاطینی کہ دوسری صدی میں اور قبطی کہ تیسری صدی میں اور
ارمنی کہ پانچویں صدی میں اصل انجیل یونانی سے ترجمہ ہوئے ہیں دیکھئے ہارن
کی دوسری جلد ۵۶ صفحہ سے اور ہوگ کے پہلی جلد صفحہ ۳۲ سے ۳۹۲ تک اور
یہہ ترجمے انہیں ایام سے آج تک سوریانی اور مصری اور ارمنی اور اتیالکیہ
کے عیسائیوں کے پاس موجود ہیں اور ان ترجموں سے یہی موافق ہیں جو اب
سب کے پاس ہیں پس محمد کے وقت نہ ناتیکلوں کی اور ابیونیوں کی انجیل کہ بدعتی
تھیں بلکہ مذکورہ عیسائیوں کی انجیل شام اور عربستان اور مصر اور روم میں
مشہور اور مستعمل تھی اور یہ ترجمے قدیمی نسخوں سے موافق اور اُنکی انجیل سے
مطابق ہیں چنانچہ ہارن اور ہوگ وغیرہ کتابوں سے بھی معلوم ہے آپ اُن کتابوں کو
دیکھ لیجیے اور قدیمی نسخہ بعض اُنکے تمام انجیل ہیں اور بعض میں اناجیل اربعہ
اور بعض میں انجیل کے بعض صحیفے ہیں خلاصہ اِن سب دلیل دلایل سے
بالتمام واضح اور مثبت ہے کہ انجیل ہر وقت یہی تھی جو اب ہے فقط اور اسی مقام

ر تعلیمات انجیل کو قبول نہیں کرتا اور وہ بات اسپر علاوہ دیتا ھی عیسائی وہی
ر جو انجیل کی تمام تعلیمات تسلیم کرتا ہے مثلاً وحدت تثلیث مسیح کی الوہیت
سکی اسباب اور شفاعت اسکی موت اور قیام و عروج گناہ کی بخشش مسیح کے
بارہ او مدد کی بستے اور نور و انصاف و قیامت وغیرہ چنانچہ قانون ایمان
سلسلہ میں اختصاراً مذکور ہوا ہے وہ جو ان سب کو مانتا اور مفرحی سطو بر طا ہی
سائی ہی اور وہ جو انجیل کی سب بات مانتا اور عمل میں بھی لاتا ہے سو
حقیقی عیسائی ہے خواہ گریک یا انسوری یا ارمنی یا رومن کاتولک یا
روٹسٹنٹ اسکا نام ہو اور ہم صرف ان رومن کاتولک اور گریک وغیرہ
وں پرست کہتے ہیں جو فی الحقیقت صورت اور مورت کو مانتے اور انکی پوجا
رتے ہیں دفعہ ۱ آپ کہتے ہیں کہ اگر میں نے ان لوگوں کو یعنی (استراس
و باس اور ولتایر اور اسپینوزہ کو مسیحی لکھا تو کیا غضب کیا جواب
یہ غضب آپ نے کیا کہ ایک امر عجیب اور جھوٹ بات لکھی استراس
باس اور ولتایر تو منکرین میں سے تھے اور اسپینوزہ ایک یہودی تھا
اور اپنی بے ایمانی کے سبب یہودیوں کے مجمع سے بھی نکالا گیا۔ دفعہ ۱۱
جو جناب مرحلہ سوم میں لکھتے ہیں کہ جو بیچارہ شخص نے نہیں کہا وہ بھی آپ

کہ اگر ان الفاظ مین کچھہ مضمون ہے تو البتہ یہہ ہے کہ اسوقت اہل کتاب کے
پاس یعنی عیسائیون کے پاس ایک کتاب انجیل موجود تھی اور اسوقت وہ
انجیل صحیح بھی تھی اور یہہ کہ اسوقت کوئی اور انجیل غلط انکے بیچ مشہور
نہین تھی مگر یہہ جواب بھی اسکا بیان و ثبوت ہوچکا اور آپ بھی ایک جگہہ
کہتے ہیں کہ ہم اُس انجیل پر کہ حضرت مسیح کو وحی کی گئی ایمان لاتے ہیں
پس آپ اُس انجیل کو ظاہر کیجئے اور بیچ میں لاکر بتائیے کہ یہہ اور انجیل سے اصل ہے
کہ مسیحیوں کے بیچ مین ہمیشہ مستعمل تھی اور اب بھی ہے تو آپ سے ہماری
درخواست تھی مگر ایک آپ نے اُسکو ظاہر نہین کیا اور اس صورت مین
کہ محمدی اس بات مین لاچار ہین پس ایسے دعوی بیجا اور بے دلیل سے آپ
ہاتھہ اٹھائیے اور انصاف سے اقرار کیجئے کہ انکی انجیل وہی اصل انجیل ہے فقط
نہم ۹ آپ کئی ایک جگہہ کہتے ہین کہ معلوم نہین کہ عیسائی آپ کسکو کہتے
کریک یا رومن کتھولک یا اسٹور یا پروٹسٹنٹ اب اگرچہ معلوم ہوتا ہے
کہ آپنے محض تکرار کی راہ سے ایسا لکھا ہے تو بھی اوروں کی خاطر کے واسطے
اسکا بھی جواب دونگا پس مسکین انکو کہتے ہین جو نہ کلام و الہام نہ وحی اور
نہ نبی اور نہ رسل کو مانتے ہیں مگر ان سب سے انکار کرتے بدعتی وہی ہے جو بعض

جیسا مین نے بیان کیا تو اسکی اخیر لینت یعنی چودھوین لینت لوسیا سے
اور پہکنیا تیسری قسمت کا پہلا لینت ہے اور اس طرح تین قسمت کی لینت
ستھک آئی ہین بارہ دھم ۱۲ آپ اپنے خط کے آغاز مین لکھے ہین کہ
مین نے اس مباحثہ کو شروع کیا ہے مگر یہ بھی درست نہین ہے کیونکہ مین
لود ہ مین کتاب انگریزی زبان مین صرف آپکے ملاحظہ کے لئے بھیجی تھین نہ
آپ سے ان کتابون کا جواب طلب کیا نہ جواب میرا مقصد اور مطلب تھا
بلکہ آپ نے کتابون کو واپس دینے کے وقت انکے ساتھ اپنا پہلا خط بھیجا
اور جواب طلب کرکے مباحثہ شروع کیا ۔ سپر آپ کی ایک اور غلطی
ذکر کرکے اسیں جواب کو ختم کرونگا اور وہ یہ ہے کہ آپ پہلے خط مین لکھتے
ہین کہ مین نے صاحب استفسار کا جواب ہنوز نہین دیا یہ تعجب کی بات ہے
کیا آپ نے اسکا جواب ہماری کتاب حل الاشکال مین صفحہ ۹۹ سے ۱۴۰
تک نہین دیکھا اور آپکو یاد نہین ہے کہ اب سات برس ہوئی کہ وہ کتاب
طبع مین آئی ہے وفقط خلاصہ آپ کے خطونکا جواب ادا ہوا اور جناب
کی غیر حق اور بیجا باتونکا بیان اور ثبوت کہ جسکا طلب آپ نے کیا ہے یہ نہی عمل
مین آیا اور اگرچہ مین نے آپکے سب غیر حق اور بیجا باتون کا بیان بھی کیا

انتہیٰ سترہ پیے دیئے ہیں الخ تو یہہ بہی آپکی بیجا اور بغیر سبب باتوں میں
سے ایک ہے اور آپ الفاظ کہی ہیں آپنے کہ مسیح کے حق میں جو سرشت مسیح کا
حواری اور رسول تھا بیسیوں اور الفاظ لکہے ہیں [illegible]
مصنف ایساکے لیے الفاظ کی منصوبی [illegible] اور جو آپنے [illegible] نام کی
مرتے جواب میں لکہا سو سب بیجا اور بے علاقہ ہے اور معلوم ہوتا ہی کہ آپنے
محض کچھ کہنے کے واسطے جو قلم میں آیا سو لکہا ہے کیونکہ [illegible] تو یہہ ہیں کہا ہی کہ
متی حواری سے غلطی ہوئی ہی بلکہ آپ ہی کا الزام [illegible] بلکہ متی نے سب ناموں
کی پانچویں آیت پر اشارہ کرکے کہا کہ اسکی آیت میں کئی پشتوں کے نام چہوڑ دئے
ہیں اور یہہ کہ اخبار الایام میں بہی وہی نام چہوڑ دئے گئے ہیں یہہ اسی
جا کی بات کی دلیل ہی کہ توریت میں بہی بعض مقام میں نسب نامے اختصار
لکھے ہوئے ہیں فقط آپ سچ نسب نامہ کے حق میں لکھے ہیں کہ تماشا یہہ ہے
کہ اس تکلف پر بہی اعتراض ہیں اتہتا کیوں کہ اس صورت میں دوسری
قسمت میں جو پکیا پر ختم ہوئی چودہ پشت ہو جاینگی الخ اب یہاں
بہی آپنے قصدًا غلط کہا تا اپنے اعتراض کی بنیاد انکے سامنے کچھ صورت
بنائیں کیا آپکو معلوم نہیں کہ جب دوسری قسمت داؤد کے نام سے شروع

مگر انکہ آپ نے جو مجھ سے پہلے خط کی نقل مانگی تھی سو اسکا مسودہ اگر ہوتا
تو میں خوشی سے بھیجدیتا مگر اسکا مسودہ میں نے نہیں کیا تھا منشی سکھ
رام کو طلب کر کے خط لکھوا دیا تھا اب اسکی نقل کہاں سے ہو لیکن اسمیں معذور ہوں

چونکہ پادری صاحب نے باوجودیکہ اسقدر خط لکھا لیکن اوس عبارت کی جو
اونھوں نے رسالہ مباحثہ کے ۴ صفحہ میں لکھی ہے اور جسکی بابت ادب سے کئی بار استفسار
بھی کیا گیا سند ملائی لوڈ اکٹر صاحب نے ۱۵ تاریخ کو خاص اوسی کی نسبت ایک
خط لکھا وہ یہہ ہے   جناب پادری صاحب مشفق مخلصان کشیش فانڈر صاحب سلامت
بعد ما وجب کے یہہ التماس ہے کہ آپنے آثار مشتبہ کو توضیحا دیا لیکن آپ نے
میرے اون سوالون کے جواب جو میں نے خط مرقومہ ۲ جولائی میں آپ سے
اوس عبارت کی بابت جو آپکے رسالہ مباحثہ کے ۴ صفحہ میں لکھی ہے کئے تھے
نہیں لکھے لہذا امیدوار ہوں کہ جناب اونکا جلدی جواب عنایت فرماویں تاکہ
مجھے آپکے خط مورخہ ۲۸ اگست کے جواب دینے میں دیر نہو لیکن اونکے جواب
میں اس بات کا ضرور لحاظ کیجئے گا کہ وہ پرسن ریتنگ کی تعریف کسی معتبر کتاب
سے نقل ہو یہہ کہ آپ کہدیں کہ اوسکے یہہ ہی معنی ہیں کیونکہ میں یہہ
نہیں پوچھتا ہوں کہ آپ اوسکا کیا ترجمہ کرتے ہیں بلکہ میں اوسکی تعریف

اتنا جو لکھا گیا کافی اور وافی ہے کہ منصف اور دانا پر آپ کا انصاف اور
حق گوئی ظاہر و عیاں ہوئی اور اگرچہ میں نے اس جواب کو کچھ سختی آمیز
لکھا تو یہہ خوشی یا عداوت کی راہ سے نہیں بلکہ ایسی سختی آپ نے مجھ پر لازم
کی ہے فقط فی الجملہ الصاحب اگر آپکے گوشہ دل میں محبت اور دوستی کی
بات کے واسطے کچھ جگہہ ہو اور آپ ایسی بات کو طعن نہ سمجھیں تو محبت کی راہ
سے یہہ بھی مجھے کہنے دیجئے کہ انجیل مقدس کو حق جوئی کی راہ سے غور و فکر
پڑھئے اور اگر حواریوں کا کلام آپ کو فی الحال ناگوار معلوم دیتا ہے
تو اُس پر جو خاص حضرت مسیح کا قول ہے جی و دل و درستی سے متوجہ
ہوجئے اور خدا سے دعا مانگئے کہ آپ کو حق کی طرف ہدایت کرے تو بیشک
بہ فضل الہی رفتہ رفتہ تمام انجیل کی مطلب اور اسکے نجات بخش مضمون
آپ پر بھی روشن ہوگے اور مسیح کی شفاعت اور الوہیت کو قبول کرکے
اور اُس پر ایمان لاکر اسکی نجات کے فیض سے مشرف ہوجینگے یہی اس بندہ
کی دلی دعا و التجا ہے درگاہ الہی سے اس جناب کے حق میں ہ آمین

الراقم

کشیش فانڈر صاحب ۱۴ اگست سنہ ۱۸۵۴ عیسوی

مسٹر اسسٹنٹ سرجن محمد وزیر خان پادری فنڈر صاحب سے عرض
کرتا ہے کہ اوسنے تو کبھی کوئی بات بیجا یا نامناسب اول نہیں لکھی بلکہ صرف اتنا
ہی ایک عبارت کی بابت استفسار کی تھی اور نہ کبھی اوسنے ایسی طرف
سے کچھ حرف ناشائستہ لکھنے میں تقدم کیا ہاں جب پادری فنڈر صاحب نے
بیجا اور غیر مناسب بات کا لکھنا شروع کیا تب اوسنے بھی لاچار ہو کر کچھ سختی
اختیار کی چنانچہ یہہ بات طرفین کے خطوط سے ہر شخص پر خوب روشن ہوگی
اور حق یہہ ہے کہ وہ عبارت مذکور جو پادری فانڈر صاحب نے رسالہ مباحثہ
کے ۴۲ صفحہ میں لکھی ہے سند اوسکی غیر واقع لہذا اونکے پاس اب کوئی
جواب نہیں ہے اسلیئے یہہ حیلہ نکالکر گفتگو کو موقوف کیا ہے پس جواب دینے سے
عاری ہوا اور اوسکے دفع کے لیئے ایک حیلہ نکال کے خط کو واپس کرنا اسسٹنٹ
سرجن محمد وزیر خان بڑا انسلٹ سمجھتا ہے گو یہہ حیلہ سازی بھی پادری
فانڈر صاحب کی کچھہ کارگر ہوگی کیونکہ ہر دانشمند اب بھی سمجھ لیگا کہ وہ صاحب
موصوف جب سب طرف سے تنگ ہوا اور اوسے کوئی جواب نہ سوجھا تو
لاچار ہو کر اس آئین آچھا اور ایسا پیچھا چھوڑایا پس اس صورت میں سبب
اسسٹنٹ سرجن محمد وزیر خان بھی اون صاحب کا خط واپس کرتا ہے

پوچھتا ہوں فقط   الراقم   محررہ ۱۵ اگست
حقیر محمد وزیر خان

اس خط کو پادری صاحب نے اپنے خط میں ملفوف کر کے ۱۹ تاریخ واپس کیا اور
مراسلات موقوف کئے اور مسٹر ڈاکٹر صاحب نے بھی پادری صاحب کے اخیر خط کی نقل
رکھکر اصل خط کو اپنے خط میں ملفوف کر کے واپس کر دیا وہ دونو خط اس کے
نیچے ہیں + پادری فانڈر صاحب ڈاکٹر محمد وزیر خان صاحب سے عرض کرتا ہے
کہ میں نے اپنے اخیر خط میں اسبابات کا اشارہ کیا اور اب صاف لکھتا ہوں کہ آپ
صاحب سے اور کوئی خط قبول کرونگا نہ انکو لکھکر بھیجونگا کیونکہ صاحب موصوف
غیر مناسب اور بیجا باتیں لکھنے سے دست بردار نہیں ہوئے بلکہ طعن و بہتان بھی
علاوہ کیا ہیں اسکے لائق نہ تھے کہ آمدہ اوسے رسم خط کتابت جاری
و برقرار رہے لہذا انکا خط بے کھولا اور بلا پڑھے واپس دیتا ہوں اور چاہئے
ممدوح یہ خط میرے پاس نہ بھیجیں کہ میں قبول نہ کرونگا جواب صاحب
کے خطوط کا ضروری جواب جتنا ہو سکے میرے اخیر خط میں ادا ہوا ہے اور اگر وہ صاحب
چاہیں کہ اور کچھ لکھیں تو لکھ کر چھپوا دیں اور اگر جواب کے لائق ہوگا تو میں
بھی چھاپے کی راہ سے جواب دونگا فقط

پادری صاحب کے انگریزی دستخط   مرقومہ ۱۶ اگست ۱۸۵۴ء

منظور ہو تو انکو لکھہ کر بھجوا دوں لہذا حسب خواہش پادری صاحب کے میں
ایسا ہی کرتا ہوں اور انکی باتوں کا جواب لکھہ کر سامعین اور ناظرین سے
انصاف چاہتا ہوں لیکن جواب لکھنے سے پہلے کئی باتوں کا اظہار مناسب معلوم
ہوا لہذا پہلے انہیں ذکر کرتا ہوں مخفی نرہے کہ پادری صاحب نے اپنے آخر خط میں
مباحثہ کو موقوف کرنے کی وجہ یوں مرقوم کرتے ہیں کہ کیونکہ صاحب موصوف
(یعنی میں) غیر حق اور بیجا باتیں الخ حال آنکہ پادری صاحب کا یہہ لکھنا خود
سراسر غیر حق اور بیجا ہے کیونکہ میں نے اس قسم کی باتیں ابتداءً کبھی نہیں
لکھیں اور نہ کبھی طعن و بہتان کے الفاظ کو روا رکھا ہاں جب پادری صاحب نے
بیجا اور نامعقول باتیں لکھنی شروع کیں اور مغالطہ دہی اور چالاکی کا شیوہ
اختیار کیا تب میں نے بھی لاچار ہو کر اس امر میں کچھہ لکھنا ضرور جانا اور
بضرورت فی الجملہ سختی اختیار کی اور میں اسمیں معذور تھا کیونکہ پادری صاحب نے
ایسی ڈھب کی باتیں کرنی مجھپر واجب و لازم کر دیں اب میں پادری صاحب
کی غیر حق اور نامعقول باتوں میں سے کئی ایک کا ذکر کرتا ہوں اور امیدوار
ہوں کہ ہر ملت اور مذہب کے صاحبان انصاف علی الخصوص وے عیسائی لوگ
جنکے دلمیں کچھہ خوف خدا بھی ہو وے تعصب کو کنارے رکھکر پادری صاحب

اور لکھتا ہے کہ وہ صاحب بھی اب اوسکو کوئی اور خط نہ لکھیں اور نہ وہ اوس
صاحب کو کچھ لکھیگا کیونکہ اوس صاحب نے وقت مناظرہ اور پہلے اصول
کی رسم کے خلاف کیا ہے اسواسطے کہ کوئی بھلا آدمی اوسے کچھ لکھے یا اوس سے
کچھ پاسکے فقط مرقومہ ۱۷ اگست ۱۸۹۳ء ڈاکٹر صاحب کے انگریزی خط کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واضح ہو کہ پادری صاحب نے ایک لوح وجہ کی بابت مباحثہ کو موقوف
کیا اور میرے خطوط مورخہ ۲۲ جولائی اور ۵ و ۱۴ اگست کے جواب میں ضمنًا یہہ
اسقدر رکھا گیا تھا کہ آپ نے خود رسالہ مباحثہ کے ۴۲ صفحہ میں یہہ عبارت لکھی ہے
کہ ہمارے علماء مثل گریسباخ اور شولز وغیرہ نے اصل کے سبب وہم نسخوں کو بلکہ
اور دور ملکوں سے جمع کرکے بڑی محنت و وقت سے انکا مقابلہ کیا اور جنہہ نسخوں میں
نسخوں میں قریب ۳۰ ہزار حروف اور الفاظ کی سہو اور غلطی پائی گئی فقط
اسکی سند بعنوان نام کتاب اور نشان صفحہ بتلا دیجیے کہ آپ نے کہاں سے یہہ عبارت نقل
کی ہے پادری صاحب نے کچھ نہ لکھا بلکہ جس میں نے ۱۵ اگست کو دوبارہ ایک خط بتاکید
طلب جواب خط مرسلہ ۲۲ جولائی بھیجا تو پادری صاحب نے خط کو واپس کرکے یوں
لکھ بھیجا کہ اگر اتھم صاحب کو بھی مجھے انکے خط مرقومہ ۱۴ اگست کے جواب میں کچھ لکھنا

نقل خط ڈاکٹر [illegible] مرقومہ

کی باتوں اور میری باتوں کو میزان انصاف میں تولیں اور دیکھیں کہ
کونسا پلہ بہاری ہے اور درشتی اور سخت کلامی کا بانی ہم دونوں میں
سے کون ہوا ہے اوّل یہہ کہ پادری صاحب نے باوصف عدم اتحاد سابقہ
اور باوجود اسکے کہ میرے اور اُنکے درمیان کبھی رسم مراسلت کی نہ تھی
دفعتاً مجھے بلا کانہ ایک خط کے ذریعہ تین جلد انگریزی کتابیں میرے پاس
بھیجدین جنکے مضمونوں نے اسلام پہ کالا کرسلا اور اپنی عاقبت بگاڑنے اور
اپنی قبر میں انگارے بھرنے کے لئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن
مجید اور حدیث شریف کی نسبت کلمات نامناسب اور اہانت بیجا اور بہتان
ناروا لکھے ہیں پس اب صاحبان انصاف دیکھیں کہ یہہ کیسی بیجا بات ہے
اور درشتی اور سخت کلامی کسنے شروع کی ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ کسی کو سمجھکر
زبان سے بُرا کہنا یا کچھ لکھکر اُسکے پاس بھیجنا برابر ہے سو پادری صاحب
کا اُن کتابوں کو میرے پاس بھیجنا بمنزلہ اسکے تھا کہ گویا اُنہوں نے میرے
سامنے سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات کی خدمت میں گستاخی اور
بے ادبی کی اس جہت سے میرے لئے جائز بلکہ واجب تھا کہ جو چاہوں
سو کہوں اور جو کچھ جی میں آوے لکھوں لیکن میں نے پادری صاحب کی

نقص کسی طرح پادری صاحب کے کتاب کے اندر اور مقصد نہیں ہے کیونکہ مقصود
اصلی تو یہہ ہے کہ جو کچھہ اعتراضات میں نے پندرہ زبان مذکورہ بالا کی کتابوں
سے نقل کئے ہیں صحیح ہیں یا غیر صحیح اگر صحیح ہیں تو فہو المراد اور اگر غیر صحیح ہیں
تو پادری صاحب انکو ثابت کریں صرف زبان سے ثابت نہیں ثابت کرنا الا جاہل
محض ہے اسکے سوا میں حیران ہوں کہ پادری صاحب نے کس دلیل سے یہہ
جانا کہ میں ان زبانوں سے واقف نہیں ہوں شاید روح القدس نے
اونپر اوترا ہو نہیں کہہ سکتا ہو پر افسوس اوسمیں بھی سہو ہوا لیکن معلوم
کسو ہے اور یہہ بیدا ہی زبان سے مخزنہ کلمات کہنے معیوب ہیں اور مجھکو ہرگز پسند
نہیں تا کہ ایسی بات زبان پر لاؤں جس سے میری علمیت اور استعداد کا
اظہار ہو لیکن پادری صاحب کی ٹیڑہ بولان سب کچھہ کرواتی ہیں لہذا میں
پادری صاحب کے مقابلہ میں بلاچاری لکھتا ہوں کہ میں انکی عربی دانی سے
لاطینی اور یونانی اور عبرانی تمدارج سمجھ جاتا ہوں کیونکہ پادری صاحب کی
عربی دانی تو اس مجمع عام میں جسمیں ہزار ہا آدمی فراہم تھے مخبر ادیب
حاضرین جلسہ پہ کھل گئی کہ پادری صاحب قرآن شریف کی دو آیت [illegible] انہوں
نے اس کتاب میں جسے اپنی تصنیف قرار دیتے ہیں داخل کر رکھا ہے

ان چودہ نام کے الخ اقول پادری صاحب کی یہہ مونہہ زوری اسوقت
درست ہوتی اور اُنکا وہ طعن و تشنیع حسب بجا ٹھہرتا کہ حقیقت میں میں نے
ایسا لکھا ہوتا کہ وہ سب کتابیں میں نے پڑھی ہیں بلکہ میں نے تو پہلے ہی
جب پادری صاحب نے اُن کتابوں کے نام اور صفحات پوچھے صاف صاف
لکھہ بھیجا کہ میں نے فلاں فلاں کتاب سے نقل کیا ہے لہذا تارن اوٹرارد
اور کاتھلک ہیرلڈ اور وائسمن وغیرہ کی کتابوں کے صحیح پتا دینے پر اُن کتابوں
کے صفحات جنکا اوپر اُن مصنفوں کی کتابوں میں حوالہ دیا گیا ہے نہ لکھے حالانکہ
کتب محول الیہ کے صفحات اور جلد وغیرہ کا نشان بصراحت تمام اِن کتابوں میں
موجود تھا مگر میں نے اِس جہت سے کہ وہ کتابیں میری نظر سے نہ گذری
تھیں انکے صفحات وغیرہ کا نشان دینا اپنے شیوہ کے خلاف سمجھا اگر مجھکو پادری
صاحبوں کی طرح مغالطہ دہی منظور ہوتی تو کون مانع تھا کہ میں بے اُنکا نہ دیکھے
اُنکے صفحوں کا نشان بتلا دیتا لیکن یہہ طریقہ صاحبان پادری ہی کو سزاوار
ہے پس ہذا پادری صاحب کا یہہ لکھنا کہ میں اُنہوں کے ہی نام نہ بتلا سکا
ایک دروغ بے فروغ اور محض بہتان صریح ہے پس باقی رہا یہہ طعن کہ میں
یونانی اور لاطینی اور جرمنی زبانوں سے آگاہ نہیں ہوں سو اول تو یہہ

انگریزی کا ترجمہ بھی ہو گیا ہے خصوصاً اول مصنفوں کی کتابوں کا جنکا میں نے ذکر
کیا ہے لہذا اب دینی عبادت کا وہ سب طعن وتشنیع محض ایک امر بیہودہ ہوا

قولہ وجہ دوم اب تک اس بات میں بھی خلاف کیا الخ اقول اول تو یاد رکھیں
صاحب کہ یہ قاعدہ کہ پہلے معترض کو سب سے دریافت کرے کہ کونسی مصنف کی
کونسی بات آپکی معتقد علیہ ہے اور کونسی نہیں ایک عجب قاعدہ ہے کہ امر جسکا
بیان اوسکا جاری ہونا محض محالات معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہر دین میں لاکھوں
کتابیں لکھی گئی ہیں سو ہر کتاب کی باتوں کو چھوڑئیے اور انکی ایک ایک بات کی نسبت
اعتقاد اور عدم اعتقاد کا حال دریافت کرنے کے لیئے ایک عمر نوح چاہیئے دوم
اگر بالفرض یہہ قاعدہ تسلیم بھی کیا جاوے تو ہر شخص جس بات کو اپنی خواہش کے
موافق دیکھیگا اسکو مانیگا اور جو اسکی مرضی کے خلاف ہوگی اس سے انکار کریگا
اس صورت میں ہر شخص مجتہد ٹھہریگا اور ممکن نہیں کہ کسی شخص کی کسی شخص پر
حجت تمام ہو سکے سوم اس قاعدہ کے جاری کرنے کے لیئے یہہ بھی لازم ہوگا کہ کوئی
ہر زبان سے واقف ہو کیونکہ ہر دین کی کتابیں مختلف زبانوں میں تصنیف ہوئی
ہیں مثلاً کتب اسلامیہ اردو فارسی عربی ترکی بنگال ولیسو وغیرہ میں اور کتب
مسیحیہ عبرانی یونانی لاطینی ایطالیہ جرمنی فرانسیسی انگریزی وغیرہ میں لکھی گئی ہیں

نہ پڑھ سکے حتی کہ قاضی القضاۃ صاحب نے عین جلسے میں انکو ٹوکا اور فرمایا
کہ آپ عربی عبارت نہ پڑھئے صرف ترجمہ ہی پر اکتفا کیجیے کیونکہ لفظ کے بدلنے
سے معنی بدل جاتے ہیں اور پادری صاحب کو مجبوری اقرار کرنا پڑا کہ مجھے معاف
رکھیے کہ میری زبان کا قصور ہے تاہم اگر پادری صاحب کو یہی عربی دانی کا دعویٰ
ہو اور میرے اس لکھنے پر کچھ اعتراض و شک رکھتے ہوں تو بہتر ہے کہ ایک مجمع عام قرار
دیویں اور اس مجمع میں میرے سامنے کسی عربی کتاب کو پڑھ سناویں اور جو پادری صاحب
جانیں گے تو میں بھی ان زبانوں کی کتابیں پڑھ دونگا رہی یہ بات جو معنی
سوا اس کے جاننے سے کسی طرح میسر نہیں ہے اور مباحثہ کی باتوں میں اس سے
قصور نہیں آتا کیونکہ مباحثہ کچھ اس بات پر موقوف نہیں ہے کہ آدمی ساری دنیا
کی زبانوں سے آگاہ ہووے اور اگر پادری صاحب کے نزدیک ساری زبانوں کا
جاننا ہی شرط ہے تو خود بھی ذرا خدا سے ڈر کر سوچیں اور گریبان میں منہ ڈالیں
کہ آپ کس کس زبان سے آگاہ ہیں ہم نے سنا ہے کہ پادری صاحب ترکی اور
عبرانی اور [illegible] اور سنسکرت وغیرہ زبانوں سے آگاہ نہیں ہیں بلکہ گمان
یہ ہے کہ شاید عبرانی بھی نہیں جانتے ہیں پس منصف لوگ انصاف کریں کہ زبان
دانی اور مباحثہ سے کیا نسبت ہے قطع نظر اس سے اگر جو معنی کہا [illegible] سکا

معتقد علیہ ہے اور کوئی کہتا ہین یہہ موقوف ہوگا جبکہ تم کوشش کو سچا اور نا جانو
ہما سے سند کی حقیقت تک مقرر ہوا اور پادری بھی ایسی ہی کچھہ گفتگو کرینگے الہی
دری صاحبوں کے اس کلیہ سے یہہ بات لازم آتی ہے کہ کسی ملت و مذہب کا
دین دوسری ملت والے پر کسی طرح کا اعتراض نکر سکیگا کیونکہ طرف مقابل
وسی وقت کہیگا کہ کیا تمنے جیسے پوچھہ لیا تہا کہ یہہ بات ہماری معتقد علیہ سے
نہیں لہذا آگے پھر کوئی جواب ہوگا سو اس صورت میں ہمارا تو کچھہ نقصان
نہیں ہوا اور نہ کسی ملت و مذہب والے کا کچھہ بگڑا ہاں مگر صاحبان پادری
ں اللہ جرائی و پادری لاطر آتی ہے کیونکہ اگر صاحبان سوسائٹی کے ذہن میں
یہہ بات جم گئی تو پہر پادری لوگ کوڑی کوڑی کو مارے پہرینگے کیسلیے ارباب
سائٹی ہرگز اس بات کو روا نرکہینگے کہ لاحاصل اور بیفایدہ محض ہزار ہا روپیہ
خرچ کرکے کتابیں چھپواویں اور مشنری لوگوں کو بڑی بڑی تنخواہیں
دیکر نوکر رکہیں پادری صاحب نے غضب کیا اپنے پانوں میں آپ کلہاڑی ماری
اور بے سوچے ایک بات منہہ سے نکال بیٹھے اور یہہ نہ سمجھے کہ ایسا کہنا اپنے
ہی جڑ میں کاٹنے او با ہے ای صاحبو ذرا انصاف سے تو لو کہ اگر کوئی
دوسرا شخص ایسی لغو اور بیہودہ بات زبان پر لاتا تو کیا تم سب صاحب

دیا تو نکا جاننا ہی محالات سے ہے چہارم قطع نظر ان سب باتون سے نقد
پوچھیے نہین کہ پادری صاحب نے خود ان الحق مین بہت سی باتین ہماری کتب
سے نقل کرکے اُس پر اعتراض کیا ہے کیا اونہون نے کہ محمدیون سے پوچھہ لیا
تہا کہ کونسی بات تمہاری معتقد علیہ ہے اور کس بات کو تم نہین مانتے اور کونسے
مصنف کی کونسی بات پر تم اعتقاد رکھتے ہوا ور کونسی بات پر نہین لیکن
پادری صاحب نے ایسا نہین کیا پس اگر سب تحقیق ایک مفید ہوئی
تو یہہ کہ پادری صاحب کو بتلانا اور سمجہانا کہ کونسے مصنف کی کونسی بات ہم
معتقد علیہ ہے اور کونسی نہین یہہ اسوقت ہوگا جبکہ پادری صاحب قرآن
شریف کی حقیت کے مقر ہون اور آنحضرت صلعم کو نبی برحق جانین اور
تعصب خلاف اور تکرار بیجا اور طعن اور بہتان سے ہاتہہ اوٹہا کر طریق حق
جوئی پر آوین اسیطرح ہندو مشنیری لوگون کے مقابلہ مین بہی کہہ سکتے
ہین کہ جو کچہہ تمنے ہماری کتابون سے نقل کرکے اسپر اعتراض کیا ہے کیا تمنے
ہمسے پوچہہ لیا تہا کہ کونسے مصنف کی کونسی بات ہم مانتے ہین اور کونسی
نہین لیکن ہرگاہ تمنے ایسا نہین کیا تو تمہاری سب محنت ایک محنت بیفائدہ
ہوئی بہہ یہہ کہ تمکو بتلانا اور سمجہانا کہ کونسے مصنف کی کون سی بات ہمارے

یہہ نہ کہئے کہ یہہ زبان کیا ہے اسے بات چولیا ہو کیا ہے ہر پادری صاحب کی
نسبت تو ایسا کیونکر کہہ سکتے ہیں کسلئے کہ پادری صاحب تو اپنے بیٹے بڑا
عالم و عاقل سمجھتے ہیں پس معلوم ہوتا ہے کہ جب پادری صاحب کو اور کوئی جواب
نہ آیا اور دیکھا کہ الزام کیا بڑا تو لاچار ہو کر اس جواب دیکر پیچھا چھوڑایا لیکن
افسوس صد افسوس یہہ نہ سمجھے کہ اسمیں تو اور بڑا نقصان ہے **قولہ**

اور محمدی جو اسے قرآن سے ہی برخلاف انجیل کو غیر حق بلا وجود کہتا ہے
الخ **اقول** جس دیکھا کے ان اقوال سے دو باتیں لازم آتی ہین ایک تو یہہ کہ
شاید پادری صاحب نمبر ۳ خط مورخہ ۹ جون اور ۳ خط مورخہ ۸
جولائی کو بالکل نہیں سمجھے اور یا یہہ کہ جان بوجھہ کر محض چالاکی اور مغالطہ دہی
کی راہ سے ایسا کچھہ لکھتے ہین اگر پہلی بات ہے تو بڑا غضب ہے کہ پادری صاحب
باوصف اس استعداد کے کہ عبارت اردو کے سمجھنے مین بھی معذور ہین مباحثہ
کرنے اور کتابین بنوا بنوا کر اپنے نام سے جاری کرنے پر مستعد ہین اور نہ خدا
سے ڈرتے ہین نہ بندگان خدا سے شرماتے ہین اور اگر دوسری بات ہے تو
افسوس ہے کہ پادری صاحب دیانتدار کہلاوین اور ایسے ایسے فاش جھوٹ
بولین خدا انکو شرماوے اور راہ راست دکھلاوے **قولہ** سیوم جناب نے

اسی جلد کے صفحہ ۱۳۳ میں عہد جدید کے الحاقات کے بیان کرنے کے بعد یہ لکھا ہے
کہ ایسے ہی بہت سے الحاقی جو رسولوں کے اعمال میں ہوئے ہیں جو صحیح کرنے کے حال
سے وقوع میں آئے پھر اسی صفحہ میں یوں لکھا ہے کہ قصداً تحریف اُن لوگوں نے
بھی کی ہے جو دین دار کہلاتے تھے اور بعد اسکے وہی تحریف بر صحیح دیانتی اور معمول
ٹھہری تھی اس وجہ سے کہ انکو مسئلہ مقبولہ کو تائید ہو یا جو کچھ اعتراضات اُس
مسئلہ پر عائد ہوتے ہوں انکے رد ہوں اور مرتفع ہوں تا بنا آگریسن باخ نے ورس
۵ باب ۲۷ انجیل متی میں سے یہ عبارت کہ جو نبی نے کہا تھا پورا ہووے کہ اونہوں
نے میرے کپڑے آپس میں بانٹے اور میرے لباس پر قرعہ ڈالا الحاقی مانا ہے اور ورس
۷ باب ۵ نامہ اول کرنتھیوں میں یہ عبارت کہ تین ہیں اور جو کچھ انمیں ہے ایک
کی ہے الحاقی قرار دیکر خارج سمجھی ہے چنانچہ ان دونوں الحاقوں کا حال ہارن
صاحب نے اپنی دوسری جلد کے صفحہ ۳۲۱ اور ۳۳۲ میں لکھا ہے علاوہ اسکے
جسٹن شہید اور اگسٹائن اور کریزاسٹم وغیرہ نے یہودیوں کو عہد عتیق میں
تحریف کرنیکا الزام لگایا ہے چنانچہ اون لوگوں کے اقوال مباحثہ کے پہلے حصہ اور
اعجاز عیسوی میں منقول ہوچکے ہیں اور پادری صاحب کو بھی جلسہ میں سنا
گئے تھے پس اب میں پوچھتا ہوں کہ تحریف کے ثبوت کے لئے اور کتنا چاہیئے

علماء اور محققین میں سے کسی نے ایسی بات کہی الخ اقول پادری صاحب
نے جو ایسا انکار کیا ہے میں حیران ہوں کہ اسکی کیا وجہ ہے مگر ایسکے
اور کوئی بات دل میں نہیں آتی کہ پادری صاحب اپنے علماء کی کتابوں
سے ناواقف محض ہیں اور کبھی انہوں نے اپنے مفسرین اور محققین کی کتابیں
نہیں دیکھیں پر یہ قیاس ہونا بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ پادری لوگ تو اسی کام
کی رونق کے واسطے ہیں اور ہمیشہ جلالی کے لیئے رات دن ایسی ہی کتابیں دیکھا بھالا
کرتے ہیں پر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اپنی دینی کتابوں کے مضمون سے مطلقاً
آگاہ نہوں مگر یہ کہ مغالطہ دینے کے لیئے جھوٹ بولتے ہیں سو یہ انکا جھوٹ
بولنا انکے سامنے چل سکیگا جو انکی جڑ و بنیاد سے واقف نہو لہذا پادری صاحب
کی تشفی خاطر کے لیئے میں دو چار قول انہیں علماء معتبر کے جن کا ذکر پادری صاحب
نے اپنے خط میں لکھا ہے اور جنکا حوال انکے نزدیک بہت ہی مستند اور معتبر ہے نقل کرتا ہوں اولاً
ہارن صاحب جلد اول کے صفحہ ۲۴۶ میں توریت کی بابت یون لکھتا ہے کہ الحاق
کے باب میں یہ قبول کیا جاوے کہ توریت میں ایسے فقرے (یعنی الحاقی)
موجود ہیں پھر دوسری جلد کے صفحہ ۴۴۹ میں یہ لکھتا ہے کہ عبرانی متن میں
عرف مقامات تھوڑے ہیں یعنی صرف وہی ہیں جنھیں ہم پہلے ذکر کر چکے اور

جو سامریوں کو تحریف کا الزام لگاتے ہیں سو وہ الزام یہودیوں کو دینا چاہیے
اور سامریوں کی عبارت اصل ہے چنانچہ اسکا حال ہارن صاحب نے جلد
دوسری کے صفحہ ۴۰ میں لکھا ہے اور کتاب سموئیل کے ۱۷ باب کے ورس ۱۲
سے ۳۱ تک بیس ورسوں کو کینی کاٹ الحاقی اور قابل الاخراج سمجھکر کہتا ہے
کہ جب ہمارے ترجمہ کی سہو کر تصحیح کیجاوے تو ان ورسوں کو نہ داخل کرنا چاہیئے چنانچہ تفسیر
ہارسلی نے جلد اول کے صفحہ ۳۴۳ میں ذکر کیا ہے اور اسی طرح جہاں عبرانی اور سامری
میں فرق ہے وہاں کینی کاٹ نے اکثر سامری کو ترجیح دی ہے اور عبرانی کو محرف
یا غلط کہا ہے چنانچہ اسکا کچھ بیان اعجاز عیسوی میں کیا گیا ہے اور سبب ہارسلی نے
جا بجا عہد عتیق میں تصحیح کی ہے سو کاتب چلپی اسکی کتابوں میں لکھا ہے [illegible] مقامات الحاقی
قرار دئیے ہیں اور کتنی جگہہ تحریف کا مقر ہوا ہے مثلاً ورس ۳ و ۴ باب ۲ [illegible]
کتاب گنتی اور ورس ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ باب ۱۳ کتاب یوشع اور ورس ۴ باب
۱۲ کتاب قضاۃ اور ورس ۲ باب ۱۳ کتاب اول سموئیل اور ورس ۲ باب ۷
کتاب ۲ سموئیل وغیرہ کو محرف کہا ہے اور ورس ۱۲ باب ۳ اور ورس ۱۶
باب ۱۰ اور ورس ۴ باب ۱۵ کتاب یوشع اور ورس ۱ سے ۴ تک باب اول
کتاب قضاۃ کو الحاقی بتایا ہے اب جائے غور ہے کہ جن لوگوں کو پادری صاحب

قولہ بلکہ اسکے برعکس سب کے سب اصحاب یہہ متفق ہیں الی قولہ حاشیہ صاحب
کے وقت گریسباخ اور کنی کاٹ اور جریئل صاحب کی گواہی اسباب سچ
میں آپ کو سنا ہی گئی اقول سبحان اللہ پادری صاحب بڑے سیدھے آدمی ہیں
ہی خوب سمجھے ہیں میں دیکھتا ہوں درحالیکہ نارٹن صاحب وگریسباخ وغیرہ اسیا
کے مقر ہوئے کہ ان کتابوں میں تحریف ہوئی ہے اور اس میں الحاق بھی موجود
ہیں جسکا اونکے قول ابھی اوپر گذرے ہیں اور یہہ یوں لکھیں کہ اس میں کچھ نقصان
نہیں ہوا تو کیونکہ اونکی یہہ گو کی کس شنوائی کے قابل ہوگی خصوصاً ہم لوگوں پر
کہ اونکے قول محض الزاماً نقل کرتے ہیں کب دلیل ہو سکتی ہے علاوہ اسکے میں سچ کہتا
ہے کہ کنی کاٹ نے تو عہد عتیق کے عبرانی نسخوں کا مقابلہ کیا تھا نہ عہد جدید کا
پس عہد جدید کی بابت گواہی لکھنے کا کیا موقع تھا ذرا پادری صاحب اوس
کتاب کا نام اور صفحہ تو بتلا دیں جہاں کنی کاٹ نے عہد جدید کی بابت مذکورہ
گواہی دی ہے اور اس جہت سے کہ پادری صاحب نے کنی کاٹ کو معتمد علیہ سمجھ کر
اپنے خط میں اسکا ذکر کیا ہے ضرور پڑا کہ میں اسکے دو چار قول جو اسنے
عہد عتیق کے بابت لکھے ہیں نقل کروں ذرا پادری صاحب انہیں انصاف
کی نظر سے ملاحظہ کریں اولاً تو کنی کاٹ یہہ کہتا ہے کہ محققین بیل نے

بڑا مستند سمجھتے ہیں اور جنکے کھودنے سے شبہہ کھو لیتے ہیں اور اپنے خط میں
بھی انہیں لوگوں کے اقوال سے دلیل لاتے ہیں انہوں نے کیا لکھا ہے اور
پادری صاحب کی کسی جزو کھودی اسپر بھی اگر پادری صاحب ویسی باتیں
سکتے جاویں اور تحریف کو نہ مانیں تو یہہ پادری صاحب کے انصاف اور دیانت
کی دلیل ہے جدا جدا انہوں نے اپنے ذہن میں تحریف کس چیز کو سمجھ رکھا ہے جو
ایسی بات بار بار کہے جاتے ہیں اور جو پادری صاحب نے بارن کی دوسری جلد
کے پہلے حصہ کے تیسرے باب کی تیسری فصل کی پہلی دفعہ کا حوالہ دیا ہے سو اس
نسخہ مطبوعہ سنہ ۱۸۲۲ع میں جو لندن میں تیسری دفعہ چھپا ہے ایسی فصل کا
پتہ بھی نہیں ہے بلکہ اس باب میں صرف دو ہی فصلیں ہیں جنکو انگریزی
میں سکشن کہتے ہیں نہیں معلوم پادری صاحب سے ایسی باتیں غلطی
کیونکر ہوئی یہہ تو ہمیں نہیں آتا کہ پادری صاحب ایسا صریح جھوٹ لکھیں
جو کسی طرح بھی مخفی نہ رہ سکے اور ایک گھنٹہ نہ چھپ سکے لیکن شاید سہو و غلطی
ایسا لکھہ دیا ہے یا جیسا انکی عادت ہے عوام الناس کو مغالطہ میں ڈالنے کے
لئے چال سمجھا ہے بہرکیف اگر پادری صاحب کے پاس اسکا کوئی ثبوت ہو تو پیش کریں
منصف لوگ خود انصاف کر لینگے قولہ بائبل میں ویریونس ریڈنگ یعنی

اپنے یہاں اور ہمارے یہاں کی کتابوں سے کچھہ خبر نہیں رکھتے یا باوجود خبر
رکھنے کے محض چالاکی سے مغالطہ دیا چاہتے ہیں **قولہ** اور یہہ کہ آپ کہتے ہیں
انجیل میں اختلاف عبارت اتنے بہت ہیں کہ بالجزم نہیں کہہ سکتے کہ کونسی
مصنف کی عبارت ہے اور کونسی تحریف سو یہہ صرف آپ ہی کا قول ہے
اور بس الخ **اقول** صاحب ذرا انصاف کیجئے کہ جب ویدیوسن رینہ تک کے
یہہ معنی مشہور جنکا ہوا اوپر مذکور ہیں معتمد اوہی ویدیوسن رینہ تک عہد جدید کے
نسخوں میں ڈیڑھ لاکھہ نشان دئے گئے ہیں جیسا کہ آگے بیان ہوگا اور
جنمیں سے تیس ہزار تو پادری صاحب نے ہی اقبال کر لئے ہیں تو کیسے میں نے
جو لکھا تھا کہ کتب مقدسہ میں ایسے اختلاف عبارت کے ہیں کہ جنمیں یقیناً نہیں
معلوم ہو سکتا کہ اونمیں سے کونسی اصل مصنف کی عبارت ہے اور باقی تحریف
کیا خلاف کیا کیونکہ میں نے تو وہی بات کہی تھی جو اونکے پادری اور میکالس
صاحب کہتے ہیں پس اپنی کتابوں سے خبر نرکھنا یا باوصف خبر رکھنے کے اسکو
خلاف بیان کرنا اور میری حق باتوں کو جھٹلا کے درستی اور سخت کلامی اختیار
کرنا کیسی لغو حرکت ہے اب منصف لوگ ملاحظہ فرماویں کہ کس کا قول محض بیجا
اور کمال غرور اور عدم فوقی ہے **قولہ** (دفعہ چہارم) آپ نے بار بار لکھا کہ میں نے

ذرا بھی شبہ رہے تب سب کو اختلاف عبارت کہینگے مگر جب صریح غلطی
ہو کہ بیان کاتب نے جہوٹ لکھا ہے خدا وسے غلطا ہوگا تب کہینگے اتہی
در بعد ایسی ہی ڈھیر لا لاہہ عبارتین عہد جدید [illegible] دلیسوں ملین یا
جاوین اور اونمین سے یہ ہزار تو پادری صاحب بہی نے تسلیم کرلین اور علماء
اسکے عہد جدید کی کتابوں کا تواتر لفظی بہی مفقود ہے تو بہلا کیسے پہر کوئی لب
یاد [illegible] صاحب ایسے اختلاف عبارت کو قبول کرکے تحریف سے انکار کرتے ہین ذرا
عدالت دین تحریف اوسکا نام ہے اور انصاف کی کیون گردن مارتے
ہین جو ایسے اختلاف عبارت کو اختلاف قرأت کے ساتھ مناسبت دیتے
ہین ہان اگر اختلاف قرأت ایسے ہوتے کہ صرف ایک ہی عبارت اللہ تعالی کی طرف
سے نازل ہوتی اور آنحضرت صلعم بہی آواز ایک ہی طرح پڑہا ہوتا اور بعد آنحضرت صلعم کے
لوگ اپنی طرف سے عبارتین گڑھ گڑھ کر قرآن مین داخل کرتے اور قرآن کا تواتر لفظی
ہی ہوتا اور پہر یہہ بہی نہ معلوم ہوسکتا کہ اونمیں سے قرآن کی اصل عبارت کونسی
ہے اور لوگوں کی کونسی تو البتہ پادری صاحب کا کہنا درست ہوتا لیکن ہم
ایسی بات نہین ہے بلکہ قرآن کی ساتوں قرأتیں آنحضرت صلعم سے بتواتر منقول
ہین تو پہر کیا جائے اعتراض سے پس معلوم ہوتا ہے کہ پادری صاحب

ورشاہج کا نام سمی لکھا ہے مگر مین نے بخوف تطویل سے یہان چھوڑ دیا جسکو
کچھہ دیکھنا ہو ارن صاحب کی کتاب مین دیکھہ لے یا اعجاز عیسوی مین کہ وہان
کل عبارت ترجمہ کی گئی ہے اور ورس ۱۲ باب ۶ متی مین یہہ عبارت کیونکہ
بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرا ہے اور ورس ۹۰ باب ۹ یوحنا مین
یہہ عبارت کہ انکے بیچ ہوکر اور یون چلا گیا الحاقی مانی گئی ہے چنانچہ اسکا حال
اعجاز عیسوی کے ۲۷۴ صفحہ مین تفصیلاً بیان ہوا ہے پس اب پادری صاحب
کا یہہ فرمانا کہ اُن آیات کے سوا جنکا انہون نے نشان دیا اور آیتین مشتبہ
نہین ہین کب اعوا درپیجا ٹھہرا اور میرے کہنے کو غلط کہنا کیا غلط ہوگیا
کیونکہ انکے سوا کئی آیتین الحاقی ثابت ہوگئین اور یہہ جو پادری صاحب کہتے
ہین کہ وہ آیتین جنکا انھون نے نشان دیا اسلیئے مشتبہ ہین کہ وہ آیات
سب قدیم نسخون مین نہین پائی گئی ہین سو مین کہتا ہون کہ اگر پادری
صاحب کے نزدیک سب قدیم نسخون مین آیات کا نہ پایا جانا وجہ اشتباہ
ہے تو ایسی آیتین تو بہتیری اور بھی ہین جو اگلے نسخون مین نہین پائی
گئین مثلاً ورس ۱۷ باب ۲۳ لوقا کا کوڈکس الکسنڈریانوس اور کیریوس
اور استعفنی اور ترجمہ کا ٹینگ اور سیہی ڈک اور ہرانے اٹالک سے

سوا اور ایسی آیتیں نہیں ہیں حال آنکہ ایسی آیتیں بہتیری اور بھی ہیں
چنانچہ مشتے نمونہ از خروارے کسیقدر آیات کا ذکر کیا جاتا ہے مثلاً

ورس ۳۵ باب ۲۷ متی میں تاکہ جو نبی نے کہا تھا پورا ہووے کہ انہوں نے میرے
کپڑے آپس میں بانٹے اور میرے لباس کے لیئے قرعہ ڈالا الحاقی مانا گیا ہے ہارن
صاحب دوسری جلد کے صفحہ ۳۳۰ و ۳۳۱ میں لکھتا ہے کہ یہہ عبارت ۱۶۱
یونانی نسخوں میں اور ترجمہ سریانی اور کاپٹک اور سیہی ڈک اور اتھیوپک
اور روسی کے تمام خطی نسخوں میں نہیں پائی جاتی اور کریزاسٹم اور تھیوفلس
اور یوتھیمس اور تھیوفلکٹ اور آرجن اور ہلیریوس کے پرانے مترجم
اور آگسٹائن اور جون کوین کے حوالوں میں بھی یہہ عبارت نہیں ہے کریسباخ
نے جو اسکو بلاشبہ ساختہ سمجھکر چھوڑا خوب کیا پھر ورس ۲۸ باب ۱۰ نامہ اول
کرنتیون کی اسقدر عبارت کہ زمین اور اسکی آبادی خداوند کی ہے الحاقی
مانی گئی ہے ذرا سنئے وہی ہارن صاحب جلد ۲ کے صفحہ ۳۳۷ میں لکھتا ہے کہ یہہ
عبارت سکندریانوس اور واٹیکانوس اور اور بارہ نسخوں میں
اور کئی ترجموں اور بہتیرے مشائخوں کے حوالوں میں نہیں پائی جاتی گریسباخ نے
اسکو متن سے خارج کیا ہے مخفی نرہے کہ ہارن صاحب نے ان سب ترجموں

ہوں کہ یادر گھٹتا کی عقل پر کیا پردہ پڑ گیا ہے جو کہتے ہین کہ ان آیات کے مشتبہ
ہونے سے کسی مسئلہ میں قصور نہیں پڑ سکتا یادر صاحب نہیں دیکھتے کہ بات
ہو جا سکے میں اس سے با اا کے غیر صحیح ہونے سے کیا ایک بڑا مسئلہ الٹ
گیا کیونکہ ان ورسوں میں اوس زانیہ عورت کا قصہ مذکور ہے جسکو
یہود نے حضرت عیسیٰ کے سامنے لاکر کہا کہ یہ عین حالت زنا میں پکڑی گئی
ہے اور ہمکو موسیٰ نے توریت میں حکم دیا ہے کہ ایسی کو سنگسار کرین
سو تم کیا کہتے ہو پس اسپر حضرت عیسیٰ نے ایسی ایک وجہ نکالی جس سے
وہ حد اسپر جاری نہوئی پس اس قصہ کے غیر صحیح ہونے سے عیسائیون
کے اوپر جاتا ہے کہ حد زنا جاری ہو ہان اگر اوس حکم موسوی کو منسوخ
مانیں تو البتہ ایک عذر ہوگا لیکن اوسکے واسطے انجیل یا توریت میں ناسخ آیت کا ثابت کرنا
اونکے ذمہ ہوگا علاوہ اسکے یہ ورس توریت کے محرف ہونے کے لئے
نیک معقول دلیل ہیں کیونکہ ان آیتون مین آیہ رجم کا ذکر ہے جو اوسوقت
توریت مین موجود تھی ورنہ یہود حضرت عیسیٰ سے کیونکر کہہ سکتے کہ موسیٰ نے
توریت مین ایسا حکم کیا ہے اور اب وہ حکم بالکل مفقود ہے لہذا معلوم ہوا
کہ اوس مقام میں یہودیون نے حضرت عیسیٰ کے بعد تحریف کی ہے اور

نسخہ اسکندریہ میں نہین ہے اور ورس ۲۶ باب ۹ مرقس کا
کوڈکس واٹیکانوس نمبر ۱۲۰۹ اور کوڈکس ایفریمی اور واٹیکانوس
نمبر ۵ ۳ اور ساٹ اور نسخون میں اور ترجمہ کاپٹک اور ایک نسخہ میں
اٹالک کے نہین ہے اور آیت ستھو ملکن نے چھوڑ دیا ہے اور ورس ۳ باب
متی کا کوڈکس نمبر ی میں نہیں ہے اور ورس ۴۳ باب ۲۲ لوقا کا
کوڈکس اسکندریانوس اور بعض اور نسخون مین چھوڑا گیا ہے کیونکہ
دیندارون نے فرشتہ کا مسیح کو قوت دینا مسیح کی الوہیت کے خلاف سمجھا اور
بعض نسخون مین اور کلیمنس اسکندریانوس اور آرجین اور یوسیبیس
کے حوالون مین ورس ۳۳ باب ۶ متی کے بعد یہہ عبارت زیادہ ہے بڑی چیزین
ڈھونڈھو اور چھوٹی چیزین بھی تمہیں دیجاوینگی آسمانی چیزین
ڈھونڈھو اور زمینی چیزین بھی تمکو عطا ہونگی چنانچہ پادری صاحب کے بڑے
معتبر نارٹن صاحب نے اپنی جلد دوسری کے صفحہ ۳۲ و ۳۸ و ۴۴ و
۴۳ مین اسکا ذکر کیا ہے قول اور فرض کریں کہ فی الحقیقت غیر صحیح ہون
تو بھی انکے مضمون سے ظاہر ہے کہ اسکے غیر صحیح ہونے کے سبب سے انجیل کی
وہی تعلیم نہ کوئی حکم نہ کوئی گذارش بدل گئی ہے اقول میں حیران

مذکور اور مسطور ہے **اقول** واہ واہ پادری صاحب نے یہہ تو خوب ہی کیا جو
ایسا لکھا کہ جسمیں ہم وبرلوس ریتہ نگ کا کچھہ حال لکھیں ہرچند کہ ہم تو ایک
مدت سے اسکو دیکھے اور پڑھے بیٹھے تھے پر اُسکا اعلان و اظہار بحالات
چند در چند مستحسن نہ معلوم ہوتا تھا اسلیئے اوس سے اغماض کیا تھا از انجملہ
ایک خیال تو یہہ تھا کہ شاید ہمارے مجمل ذکر کرنے سے لوگ ہمارے اُس کہنے اور لکھنے
کو تعصب پر محمول کریں گے لیکن اب کہ پادری صاحب نے ہارن صاحب کا حوالہ
کیا تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھہ ہارن صاحب نے اپنی کتاب کی دوسری
جلد میں وبرلوس ریتہ نگ کی بابت لکھا ہے اُسکا ذکر کریں لیکن اوس سے
پہلے ایک بات کا اظہار کرنا بہت مناسب معلوم ہوا اسلیئے اوسے پہلے ذکر کرتے ہیں
اور وہ یہہ ہے کہ پادری صاحب نے وبرلوس ریتہ نگ کے بیان کی جگہہ اوس جلد
کے پانچویں باب میں نشان دہی ہے حالانکہ ہمارے نسخہ مطبوعہ سنہ ۱۸۲۲ع
میں اوس باب میں انکا کچھہ ذکر نہیں ہاں البتہ ہارن صاحب نے اوسی جلد
کے آٹھویں باب میں وبیرلوس ریتہ نگ کی بابت خوب لکھا ہے چنانچہ اوسکا
ملخص نقل کیا جاتا ہے سو صاحبو ہارن صاحب نے وبرلوس ریتہ نگ کے
وقوع کے لیئے چار سبب لکھے ہیں **اول سبب** غفلت اور سہو کاتب اور یہہ کئی

مقام حیرت ہے کہ باوجودیکہ مین نے اپنے پونچے خط مین اسی مسئلہ کے متعلق دو سیپارے اور بھی لکھے ہین مگر پادری صاحب اونکو ہضم کر گئے اور اوسکے جواب مین کان بھی نہ ہلائے اور جو پادری صاحب بار بار یہہ کہتے ہین کہ تمکو ہمارے علمار کی گواہی ماننی واجب و لازم ہے تو ہم کہتے ہین کہ اگر پادری صاحب کے نزدیک بھی یہ بات مسلم ہے کہ شخص معترض جب فریق مقابل کے کسی مصنف یا کسی کتاب سے کوئی بات الزاماً ذکر کرے تو اوسکو یہہ بھی لازم ہے کہ اوسکی سب باتون کو مانے تو اس صورت مین پادری صاحب کے لئے بڑی مشکل ہوگی کیونکہ انھون نے بھی قرآن شریف اور تفسیر و حدیث کی کتابون سے بہت کچھ الزاماً نقل کیا ہے حالانکہ قرآن شریف اور ہمارے مفسرین اور محدثین کا اسپر اتفاق ہے کہ جو شخص جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق نہ جانے وہ کافر ہے اور اوسکا ٹھکانا دوزخ ہے کتب مقدسہ یہود و نصاریٰ کی محرف اور اونکے احکام منسوخ ہین تثلیث باطل اور صلیب کا قصہ جھوٹا ہے **قولہ** جناب نے کسواسطے اسکی تفصیل اور بیان پر خیال نکیا جو پادری صاحب کی ۲ جلد کے پہلے حصہ کے پانچوین باب مین آئی **قولہ** ویدیوس ریڈنگ کے بیان مین مفصلاً

نقصان جو دنسخہ کا جس سے نقل کی گئی اور وہ بھی کئی طور پر ہے اولاً یہہ کہ
حرکات اور سوسہ حروف کے اوڑ گئے اور محو ہو گئے ثانیاً وہی حرکات اور
سوسنے جو صفحہ کے دوسری طرف سے پہوٹ کر اس صفحہ کے حروف کے
ساتہہ ایسے مل گئے کہ انکا جز و سمجھے گئے ثالثاً یہہ کہ کوئی فقرہ کسی نسخہ
میں چھوٹ گیا اور کاتب نے اسکو حاشیہ میں سے نشان لکھہ دیا سو اس سے
دوسرے لکھنے والے کو غلطی ہوئی اور معلوم نہ ہوا کہ اوس عبارت حاشیہ کو
کہاں داخل کرے تیسرا سبب اختلاف کا صیالی تصحیح اور اصلاح سے
اور یہہ بھی کئی صورت پر ہوئی اول یہہ کہ کاتب نے کسی عبارت کو جو حقیقت
میں ناقص نہ تھی ناقص سمجھا یا مطلب کے سمجھنے میں غلطی کی یا خیال کیا کہ
اوس عبارت میں قاعدہ کی غلطی ہے حالانکہ وہ خود غلطی پر تھا یا وہ قاعدہ
کی غلطی جسکو وہ صحیح کرتا ہے حقیقت میں مصنف ہی سے واقع ہوئی
دوم بعض محقق کاتبوں نے صرف قاعدہ کی غلطی درست نہیں کی بلکہ
عبارت غیر فصیح کو فصیح کیا یا فضول لفظوں یا الفاظ مترادف کو جنکا فرق
اونکو نہ معلوم ہوا حذف کر ڈالا اور اوڑا دیا سیوم سبب سے زیادہ حقیقتاً
یہہ ہوئی ہے کہ مقابل فقروں کو یکسان کیا اور اسطرح کا تصرف انجیلوں میں

وجہہ سے ہوسکتا ہے پہلی وجہہ یہہ کہ لکہانے والے نے خود کچہہ کا کچہہ بتلایا یا لکہنے والے
نے بتلانے والے کی بات نہ سمجہکر کچہہ کا کچہہ لکہدیا دوسری وجہہ یہہ کہ
عبرانی اور یونانی حروف باہم مشابہہ ہیں پس ایک کی عوض سہواً دوسرا لکہا
گیا تیسری وجہہ یہہ کہ کاتب نے اعراب کو لکیر سمجہا یا لکیر کو جسے لکہنا تہا اسکو
حرف کا جزو جانا یا اصل مطلب نہ سمجہکر عبارت بنادی اور یون غلطی کی چوتہی
وجہہ یہہ کہ کاتب کہیں سے کہیں لکہہ گیا اور جب مطلع ہوا تو سمجہا کہ پچہلے
پس جہان سے چہوڑ دیا تہا پہر وہین سے لکہنا شروع کیا اور جو عبارت کہ
لکہہ چکا تہا اوسکو بہی رہنے دیا پانچوین وجہہ یہہ کہ کاتب نے کچہہ چہوڑ دیا
اور بعد کچہہ لکہنے کے خیال آیا تو اوس چہوٹی ہوئی عبارت کو لکہہ لیا پس اس صورت
مین ایک جگہہ کی عبارت دوسری جگہہ جا ملی چہٹی وجہہ یہہ کہ کاتب
کی نظر چوک کر ایک سطر سے دوسری سطر پر جا پڑی پس کچہہ عبارت رہگئی
ساتوین وجہہ یہہ کہ کاتب نے الفاظ مخفف اور کوتاہ کو کچہہ کا کچہہ سمجہکر پورا
لفظ لکہدیا اور اسیطرح غلطی ہوئی آٹہوین وجہہ جہالت یا غفلت کاتبون
کی ویریوس ریڈنگ کے وقوع کا منشا و منبع ہوئی ہے کہ اونہون نے
حاشیہ یا تفسیر کو جزو متن سمجہکر داخل کرلیا دوسرا سبب اختلاف کا

ذکر اوپر ہو چکا اور درس ۱۱ باب متی میں یہہ الفاظ مسل آسکے کہ وسے ہم
نسبت ہوں اور درس ۲۲ میں لفظ اوسکا پہلوٹھا بعض نسخوں میں
قصداً چھوڑے گئے ہیں تاکہ حضرت مریم کی ہمیشہ کی دوشیزگی پر شبہہ نہ
پڑے اور درس ۵ باب ۱۵ باب اول کرنتھیوں میں بجائے بارہ گیارہ بنائے
گئے ہیں تاکہ پولس پر جھوٹ کا الزام عاید نہ ہووے یا دکھو کیونکہ یہوداہ اسکریوطی
مرچکا تھا اور درس ۳۲ باب ۱۳ مرقس میں کچھہ لفظ چھوڑ دیئے گئے
اور بعض مرتدوں سے بھی اون الفاظ کو رد کیا ہے کیونکہ انکو یہہ خیال تھا
کہ وہ لفظ ایرین فرقہ کے مؤید ہیں اور درس ۳۵ باب اول لوقا میں
کچھہ لفظ سریانی اور فارسی اور عربی اور ایتھوپک اور اور ترجموں کے
نسخوں میں اور بہت سے مرتدوں کے حوالوں میں فرقہ نوشکینس کے مقابلہ
میں بڑھائے گئے کیونکہ وہ فرقہ حضرت عیسی کے دو صفتوں کے ساتھہ متصف
ہونے کا منکر تھا پس اب ناظرین انصاف کریں اور دیکھیں کہ عبارت مرقوم
بالا کی رو سے کوئی دقیقہ تحریف ہونے میں باقی رہتا ہے ظاہر و آشکار
ہے کہ تحریف کی جتنی صورتیں وہم و قیاس میں گذر سکتی ہیں ہارن صاحب
نے سب کا بیان کر دیا اور ہر طرح کی مثالیں ذکر کر کے ثابت ہوتی ہیں

خصوصاً ہوا اور پولوس کے ناموں میں اسکے سبب اکثر الحاق ہوا تا کہ عہد عتیق
سے جو حوالے اوسنے دیئے ہیں سپٹواجنٹ کے موافق ہوں چہارم
بعض محققوں نے عہد جدید کو ولگیٹ (یعنے لاطینی) ترجمہ کے موافق بنا دیا
چوتھا سبب اختلاف عبارت کا قصداً تحریف ہے جو کسی نے اپنے مطلب
کے لیئے کی ہو وسے عام اس سے کہ تحریف کرنے والا دیندار ہو یا بدعتی اور ولیم
بدعتیوں میں مارسیون سے زیادہ کسی پر تحریف کا الزام نہیں دیا گیا ہے اور
نہ کوئی ایسی حرکت ناشایستہ کے سبب اوس سے زیادہ ملامت کا مستحق تھا
سوا اسکے یہہ بھی تحقیق ہوا ہے کہ بعض تحریفات قصدی اون لوگوں
نے کی ہیں جو دیندار کہلاتے تھے اور بعد اونکے وہی تحریفات ترجیح دیجاتی تہیں
تاکہ مسئلہ مقبولہ کی تائید ہو یا جو کچھہ اعتراض اوسپر وارد ہوتا ہو اوٹھہ جاتا
انتہی ملخصاً مخفی نہ رہے کہ ہارن صاحب نے وہر لوس ریڈنگ کے واقع ہونے
کے سببوں کے ساتھہ بہت سی مثالیں بطور نمونے کے لکھی ہیں مگر اون
سب کا بیان موجب تطویل سمجھہ کر یہاں چھوڑ دیا گیا ہے یہ کئی نمونے جو
ہارن صاحب نے فاف صاحب کی کتاب سے دینداروں کی تحریف کرنے کی
بابت ذکر کئے ہیں نقل کئے جاتے ہیں مثلاً ورس ۴۳ و ۴۴ باب ۲۲ لوقا جبکہ

پادری صاحب اُن سات میں باتوں کو جنکا ذکر ہوا سہو کا سبب کہینگے تو بھی ہمارا کچھ نقصان نہیں ہے
کیونکہ اس صورت میں ہمارے اور پادری صاحب کے درمیان صرف نزاع لفظی باقی رہیگی یعنی
جسے ہم تحریف کہتے ہیں اوسکا نام پادری صاحب سہو کا سبب رکھتے ہیں کیونکہ مقصود دونوں کا ایک
ہی ہے قولہ اور کیا اثبات ہے کہ آپنے اُن مصححین کے بیان اور گواہی پر کچھ بھی توجہ نہیں کی
الخ اقول ہمنے تو پادری صاحب کے علمائے مسیحیین کے بیان اور گواہی پر خوب توجہ کی ہے
اور ایک مدت سے انکی بات مانتے ہیں بالہم مجملاً تحریف کا ذکر کرتے تھے اور ان علما نے اپنی
بہت سی شاخیں نکالی ہیں اور ایسی وجوہ کافی ہیں بات کیا ہے کہ کسی بھی تحریف کے وقوع میں
شک و شبہ باقی نہیں رہا جیسا کہ ابھی مذکور ہوا قولہ (دفعہ ہفتم) اولاً محمدیوں سے صاف
استثنا پر الخ اقول محمدی تو آسمانی انجیل کی حقیقت کے قائل ہیں جو
حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی نہ اس مجموعہ عہد جدید کی جسکے بعض
اجزا کو نسلی حکم ہے کئی سو برس کے بعد الہامی ٹھہرے چنانچہ اسکا حال
مطارح فوائد وجوہوں میں مفصلاً اور مشرح جابجا بیان ہوچکا ہے پس اسقدر ضمن
محمدیوں کے ساتھ اس مجموعہ کے الہامی ہونے کی بابت مباحثہ کیونکر ہوسکتا نہیں
اس سے معلوم یہہ ہوتا ہے کہ پادری صاحب اسکے جواب دینے میں عاجز ہیں
اسلیئے اس بحث سے گریز کرتے ہیں قولہ ثانیاً دوسرے علما جنکو آپ نے

بہیجا ئی کہ کس مقدس مین سب صورتون سے تحریف واقع ہوئی لیکن
اس صورت مین کہ پادری صاحب نے ایسا لکہا ہے کہ جس سے یہہ بات اظہر
من الشمس ثابت ہوگئی کہ دینداروں اور بدعتیون نے قصداً تحریف
کی اور کاتبون کے وہم سے سہواً بہی وقوع مین آئی یعنی کبہی تو حاشیہ کی
عبارت متن مین داخل ہوگئی اور کبہی متن کی عبارت خارج کردی گئی
کبہی محققین نے عبارت کو قاعدہ کے خلاف سمجہکر کچہہ کا کچہہ بنا دیا اور کبہی عبارت
غیر فصیح کو فصیح کیا کبہی دینداروں نے اپنے مطلب کے موافق تحریف کی اور
کبہی بدعتیون نے حسب دلخواہ اپنے کتاب کو بگاڑا تو بہلا اب کونسی صورت
تحریف کی باقی رہی اگر پادری صاحب وقوع تحریف کی اور کوئی صورت جانتے
ہون تو ذکر کرین نہین تو ایسی لغو باتین کہہ کہکر کیون لوگون کو اپنے اوپر
ہنسواتے ہین ذرا تو دلمین سوچین اور خدا کا خوف کرکے خیال کرین کہ وہ
کونسی وجہہ اور کس دلیل سے دینداروں اور بدعتیون کی قصداً تحریف
اور محققین کی قیاسی اصلاح اور کاتبون کے وہمی تصرف کو سہو کاتب مین
داخل کرکے کہتے ہین کہ سہو کاتب سے تحریف ثابت نہوگی بہلا یہہ کیا انصاف
کی بات ہے معلوم ہوا کہ پادری صاحب سا ہی نا منصف کوئی نہوگا اور جواب ہی

دیا ہے اور پاسکو بیرا اور لنا فان بہی بڑے بڑے مشہور علماء میں سے
ہیں اور انکی کتاب بہی بڑی معتبر سمجھی جاتی ہے جیسا کہ ہارن اور واٹسن نے
لکھا ہے اور آکٹر منٹس کی کتاب کا بہی یہی حال ہے چنانچہ ریس کی
سائکلوپیڈیا کی ۱۹ جلد میں ڈاکٹر منٹس کے حال میں یوں لکہا ہے کہ جس علم
جو کچھ الہام کے باب میں بیان کیا ہے وہ بادی النظر میں آسان اور قرین
قیاس معلوم ہوتا ہے اور جائیے یہ بہی نہایت بے خطرا اور لا ثانی سمجھا جاتا ہے
اور ہستا ہکلوپیڈیا برٹینیکا کی جلد ۱۱ کے صفحہ ۲۰۴ میں الہام کے بیان میں
لکہا ہے کہ اسبات پر گفتگو ہے کہ آیا کتب مقدسہ کی ہر بات اور ہر معاملہ الہامی
ہے یا نہیں جیروم اور گروشیس اور اراسمس اور ایپسکوپیس اور بہت سے
اور لوگ کہتے ہیں کہ کتب مقدسہ کی سب باتیں الہامی نہیں ہیں پھر اسی
کتاب کی ۱۹ جلد کے صفحہ ۲۰ میں لکہا ہے کہ جو لوگ اسبات کے قائل ہو گئے ہیں
کہ کتب مقدسہ کا ہر معاملہ اور تمام عبارات الہامی ہیں وے اپنے دعوی
کو ثابت نہیں کر سکتے پھر لکہا ہے کہ اگر زیادہ تحقیق سے استفسار کیا
جاوے کہ تم عہد جدید کو کسے اعتبار کر الہامی مانتے ہو تو ہم جواب دینگے کہ
مسائل اور احکام اور پیشین گوئیان اسی جو دین عیسوی کی اصل اصول

انجیل سے الخ اقول الحمد للہ کہ پادری صاحب نے یہان ایک بات تو ایسی
کہی ہے جو بہت کام آئیگی یعنی یہہ کہ جمہور کے قول کے آگے بعض کا قول
سند نہین ہو سکتا پر خدا پادری صاحب کو توفیق دیوے کہ کہین اپنے
عادت کی موافق اِس قول سے پھر نجاوین اور اسکو یاد رکہین چنانچہ
پادری صاحب کا یہہ دعوے کہ جو کچہہ مین نے کہا ہے وہ جمہور علما کا مذہب
نہین بلکہ بعض کا قول ہے سراسر خلاف واقع اور محض دعوی بلا دلیل
ہے کیونکہ مین نے جن لوگون کے اقوال سند کے طور پر بیان کئے ہین
وہ دو چار نہین ہین بلکہ ایک جم غفیر کا وہی مذہب ہے اب انکی تفصیل سنئے
تفسیر ہنری اور اسکاٹ وہ کتاب ہے جو ایک سو کئی علمار کی کتابون سے
جمع کی گئی ہے اور وہ سب عیسائیون کے نزدیک بڑی معتبر اور مستند سمجہی
جاتی ہے چنانچہ لندن کی ترکٹ سوسیٹی نے بہی اسکو الہامی سمجہکر چہپوایا ہے
اور جو قول کہ مین نے اپنے خط مین نقل کیا تہا وہ اُس کتاب مین الکزینڈر
کیتہن یعنی الکزینڈر کے اصول ایمانیہ سے نقل کیا گیا ہے جو بہت بڑی سند کی
اور اعتبار کی کتاب ہے چنانچہ پادری وارن صاحب نے بہی کاکرن صاحب
کے مقابلہ مین انجیل کی صحت و عدم صحت کی بابت اسی کتاب کا حوالہ

ہاں پہلے کرنتھیون کے ۸ باب کا ۱۲ و ۲۵ و ۴۰ ورس اور ۲
کرنتھیون کے ۱۱ باب ۱۷ ورس ۲۳ و ۴۰ نہیں پاتے ہیں کہ حواری
لوگ ایسے طور پر کلام کو شروع کرتے ہیں جیسے بعض نبی لوگ شروع کرتے ہیں
کہ گویا وے خدا کی طرف سے بولتے ہیں یا یہ لکھا ہے کہ میکائیل نے اپنی
ہوشیاری اور خیال سے جو ایسے بڑے دنیا کے واسطے ضرور تہا
طرفین کے دلائل کو سوال اور اس اعتراض کا اون فیصلہ کرنا مناسب جانا
ناموں کے لئے تو الہام اللہ مفید ہے لیکن تاریخی کتابوں کے واسطے
مثلاً انجیلوں اور اعمال کا الہام سے بالکل قطع نظر کیجاوے تو کچھ نقصان
نہیں بلکہ کچھ فائدہ ہی ہوگا اگر تاریخی واقعات میں حواریوں کی گواہی
صرف آدمیوں کی سی گواہی مانی جاوے جیسا حضرت عیسیٰ نے
یہی ورس ۲۷ باب ۱۵ یوحنا میں خود کہا ہے تم بہی میرے گواہ ہو گے اسلیے
کہ تم میرے ساتھ شروع سے ہو تو بھی کچھ نقصان نہیں اور کوئی شخص منکر
کے مقابلہ میں دین عیسوی کی صداقت کی بابت کسی مسئلہ کو اولاً فرض تسلیم
کرکے گفتگو نہیں کریگا بلکہ مسیح کی موت اور جی اوٹھنے اور معجزات کی صداقت
کی دلیلوں کی بناء انجیل نویسوں کے اعتبار پر کہیگا یہ سمجھکر کہ گویا وے

ہونے سے الہام کا خیال علحدہ نہیں ہو سکتا گر ارشادات کے لیئے حواریوں کی
کافی ہتی اور رسبی کی سائیکلو پیڈیا کی ۱۹ جلد میں لکھا ہے کہ لوگوں نے کس
مقدس کے بطاہر الہامی ہونے کی نسبت گفتگو کی ہے اور وے کہتے ہیں کہ اُن لوگوں
یعنی مولفین کے افعال اور ملفوظات میں غلطیان اور اختلاف ہے
متی کے ۱ باب کے ۱۹ و ۲۰ ورس اور مرقس کے ۱۳ باب کے ۱۱ ورس اور
اعمال کے ۲۳ باب کے پہلے سے تا ۶ ورس کو باہم مقابلہ کر کے دیکھو یہہ
بہی کہا گیا ہے کہ حواری لوگ ایک دوسرے کو صاحب وحی نہیں سمجھتے تھے
جیسا کہ یروشلم کی کونسل کی آپس کی بحث اور پطرس کے پیٹر کو الزام دینے
سے ظاہر ہے اور یہہ بہی کہا گیا ہے کہ قدمائے مسیحین اُن لوگوں کو خطا
خالی نہیں سمجھتے تھے کیونکہ بعض اوقات اُنکے افعال پر روک ٹوک کی گئی
ہے (اعمال کے ۱۱ باب کے ۲ و ۳ ورس اور اعمال کے ۲۱ باب کے ۲۰ سے
۲۴ ورس تک) اور یہہ بہی کہا گیا ہے کہ پولوس مقدس جو آور حواریوں
سے اپنے تئیں کمتر نہیں سمجھتا (دوسرے کرنتھیوں کے ۱۱ باب کا ۵ ورس
اور ۱۲ باب کا ۱۱ ورس) خود اپنے حال میں ایسا بیان کرتا ہے جس سے
صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے تئیں ہمیشہ اور ہر وقت الہامی نہیں سمجھتا

پادری صاحب بنظر انصاف دیکھیں کہ یہہ لوگ بعض ہیں یا ایک ہم عقیدہ
کا یہی مذہب ہے قطع نظر اسکے اگر پادری صاحب بائبل صاحبوں کے
قول کو چھوڑ کا مذہب سمجھتے ہیں تو ہم اسپر بھی راضی ہیں انہیں کے
قول پر چند جملے یہی پادری صاحب نہ مانی کرکے نکو ستن دل سنیں
ہارن صاحب جلد اول کے صفحہ ۱۳۱ میں لکھا ہے کہ اگر ہم تسلیم کریں کہ
بعض کتابیں پیغمبروں کی جاتی رہیں تو کہتے ہیں کہ وے کتابیں الہامی
نہیں تھی کہی نہیں اور اس بات کو آگستائن بڑی قوی دلیل سے ثابت
کرتا ہے اور کہتا ہے کہ سلاطین یہودا اور اسرائیل کی تاریخوں میں بہت
ایسی چیزوں کا ذکر ہے جنکا بیان وہاں نہیں اور حوالہ اونکے بیان کا
پیغمبروں کی کتابوں کیطرف ہے اور بعض جا نام اون پیغمبروں کا بھی مذکور
ہوا ہے اور وے کتابیں اس قانون میں جسکو کلیسیا خدا واجب
التسلیم مانتا ہے موجود نہیں اور سبب اسکا سوا اسکے نہیں ملا سکا کہ
پیغمبروں کی جنکو روح القدس بڑی بڑی چیزوں سے مدد کی مذہب کی الہام
کرتا تھا دو طرح تھی ایک مثل مورخوں دیانتدار کے (یعنی بغیر الہام کے) دوسرا
الہام سے اور انکے دونوں قسم کے تکلیوں میں ایسا فرق بتایا کہ اول

موجود ہیں اور وہ لوگ جو اپنے ایمان کی بنا کو چاہتیں انکو لازم ہے
کہ اصل نویسوں کی گواہی انسانوں کی سی سمجھیں کیونکہ انجیل کی کل ارشاد
کو الہامی قرار دیکر مسیحا ٹھہرانے میں دور لازم آتا ہے اسلئے کہ انجیلوں
بلحاظ مضامین الہامی ٹھہرائی گئی ہیں پس حالات مذکورہ بالا میں
سوا اسکے اور کچھ چارہ نہیں کہ اصل نویسوں کی گواہی اور آدمیوں کی سی
گواہی سمجھی جاوے اور تمام اسکے معاملوں میں جو ان لوگوں کو الہام سمجھنے سے
درپیش ہیں کچھ نقص واقع نہ ہوگی اور ہم کہیں صراحتہ لکھا نہیں
پاتے کہ تمام ہوا یا سہو جو ان لوگوں نے اپنے تجربہ سے اور لوقا نے اپنی تحقیقات
سے دریافت کیا الہامی ہووں بلکہ اگر ہمکو اس خیال کرنے کی اجازت
حاصل ہووے کہ مقدس انجیل نویسوں نے کچھ کچھ غلطی کی اور ہمیں سے پوچھا
اسکو درست کیا تو اصل کی تصدیق کے لئے بڑا فائدہ حاصل ہوگا مسٹر
مکڈول صاحب کی رائے اپنے رسالہ الہام کے دوسرے حصہ میں مقدس
کی رائے کے ساتھ متفق ہے جو تھوڑے عرصے کی ان کتابوں کے الہامی ہونے
کی نسبت جنکو حواریوں کے شاگردوں نے لکھا یعنی انجیل مرقس
اور لوقا اور اعمال حواریوں جیسا کہ اوس پر عمل کرتا ہے اپنی ملخصا بس آپ

اور بعض ستر برس کا اور بعض کلام سلیمان کا ہے اور اس سبب سے اسلیے
کلام خدا نہیں کہہ سکتے انتہی ملخصاً اور پہر اسی جلد کے ضمیمہ اول مین یون لکہا
کہ جب یہہ کہا جاوے کہ کتب مقدسہ خدا کی طرف سے وحی کی گئی ہین تو ہم یہہ
نسمجہیں کہ خدا نے ہر لفظ یا ساری عبارت املائی ہے بلکہ اختلاف محاورہ
اور مختلف طرز بیان سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ان مصنفوں کو اجازت تہی کہ
اپنے اپنے مزاج اور سمجہ اور عادت کے موافق لکہین اور علم الہام اسی طور
اور قاعدہ پر جیسا سبہی علوم کام میں آیا کرتے ہیں کام میں آتا اور یہہ
خیال کیا جاوے کہ ہر ایک معاملہ مین جو وہ بیان کرتے تہے یا ہر ایک حکم مین جو وہ
دیتے تہے انکو الہام ہوتا تہا انتہی ملخصاً پہر لکہتا ہے کہ عہد عتیق کی تاریخی کتابون
کے مصنفوں کو کبہی کبہی تو الہام ہوتا تہا پہر یون لکہتا ہے کہ انہین نے
بعض کتابیں سچے اور پاک ملفوظات سے جنکے مصنف پیغمبر یا سیر لوگ تہے
اور ان دفتر کے کاغذات یا اور سچے ملفوظوں سے جمع کی گئین جو عام الہامی
لوگوں کی تصنیف تہی انتہی اب منصف مزاج لوگ ذرا انصاف کرین اور دیکہین
کہ ہارن صاحب جنکے اوپر پادری صاحب کو بڑا بہروسا تہا اور جنکے اوپر
پادری صاحب بہت پہولتے تہے کیا کہتا ہے رسالہ الہام کے مصنف نے کیا

اُنکی طرف اور دوم خدا کی طرف منسوب تھی ہو رہے تھے اور اول سے ہمارے علم
کی زیادت اور دوسرے سے ہمارے دین اور قانون کی سند مقصود تھی
پھر اُسی جلد کے صفحہ ۳۰۴ میں جنگنامہ کے گم ہو جانے کے بیان میں جسکا ذکر
درس ۱۴ باب ۲۱ گنتی میں ہے یوں لکھا ہے کہ یہ کتاب جسکا گم ہونا
مظنون ہے موافق رائے بڑے محقق ڈاکٹر لائٹ فٹ کے وہی جسکو موسے
نے بعد شکست دینے عمالیق کے خدا کے حکم سے بطور تذکرہ اور یادداشت یوشع
کے لکھا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس کتاب میں فقط حال اوس فتح کا
اور تدبیرین انتظام لڑائی آئیندہ کی بطور تعلیم یوشع کے مرقوم ہیں اور
اس طرح سے وہ الہامی نہ تھی اور نہ جز کتاب قانونی کا پھر اُسی جلد کے صفحہ
۲۴۴ میں حاشیہ پر یوں لکھا ہے کہ جب ہم کہیں کہ کتب مقدسہ خدا کا کلام
ہیں ہماری یہ مراد نہیں ہے کہ وہ سب کلام خدا نے بولا یا لکھوایا ہے یا ہر جز جو
اُسمیں ہے کلام خدا ہے بلکہ انصاف اور رحم اور زندگی کی پاکی کے احکام
کے بیان اور اُن تاریخی حصوں میں جن میں ایسی زندگی کا حوال اصول
و احکام کے برخلاف ہے نتیجہ دکھایا گیا ہے تفریق کرنا چاہئے پہلا تو پاک اور
کلام خدا ہے اور دوسرا یعنی تاریخی حصہ اُسمیں بعض کلام نیک آدمیونکا

باست جانتے ہین احوالکاتیک اور کوپیا اور پیتلیس کیسینگ اور تمرا اور اکورن اور
ماریس کہتے ہین کہ اصل ایک عبری نسخہ تہا اور اوسکے کئی ترجمہ بہی تہے سو یہ
سب بہی ایسکے کا فر علماء نزدیک یقینی بات ہے کہ مفقود ہین پس ابتداء
ول آپ ہی کے علماء سے معلوم ہوتا ہے کہ انجیل لکہی نہین گئی اور اگر لکہی بہی
گئی ہو تو مفقود ہے ہم یہہ کہا ہین کہ جسکا آپنے انجیل نام رکہا ہے اور جو
حضرت عیسے کی لوایت کے طور پر بہت دنون کے بعد لکہی گئی ہیں الخ پس
دیکہئے کہان مدعی گفتگو کہان پادری صاحب کا جواب یہین زمین تو یہ
آسمان کا فرق ہے **قولہ** رابعاً پہر اسی جگہ آپ لکہتے ہین کہ موافق آپ ہی
کے علماء کے الخ **اقول** اب حضرات ناظرین ذرا چشم انصاف سے ملاحظہ فرمائیں
کہ عبارت مرقومہ بالا سے سمجہا ایسکے اور کونسی صورت نکلتی ہے کہ یا تو انجیل
لکہی ہی نہین گئی اگر کچہہ لکہی بہی گئی ہو تو مفقود ہے کیونکہ نہ تو حضرت عیسے کا
کچہہ لکہنا لکہوانا ثابت ہے اور نہ ان ملفوظوں کا جسکا ذکر یوسبی کرتا ہے اور نہ
اوس عبری نسخہ کا جسکا ذکر لسن وغیرہ نے ذکر کیا ہے وجود ثابت ہے
پس سچ لکہین پادری صاحب کی ایسی سخن فہمی کو ہم کیا کہین رہا قول آپکا اور نیز
انجیل کی بابت بعض علماء کا یہہ گمان ہے الخ سو اس مقام پر بہی آپ دیدہ

بجا لکھا ہے حسبر پادری صاحب اتنا کہدیتے ہیں آپ دیکھیں کہ پادری صاحب
اور مصنف رسالہ کے کلام میں کیا فرق ہے کیا پادری صاحب کے اقوال سے
یہہ بات بخوبی تمام ثابت نہیں ہوتی ہے کہ یہہ مجموعہ عہد جدید کا خدا کا کلام
نہیں ہے بلکہ اسمیں کلام غیر الہامی بھی شامل ہے پس اب اگر پادری صاحب
اسکے برخلاف دو چار آدمیوں کی سند بھی ڈہونڈہ ڈہانڈہ کے نکال لاویں تو
اس ہمعصر کے مقابلہ میں ہرگز قابل اعتبار نہیں **قولہ** یہہ آپ کہتے ہیں
کہ انجیل عبرانی میں لکھی گئی الخ **اقول** سبحان اللہ پادری صاحب مطلب بھی
خوب سمجھتے ہیں افسوس کہ عبارت سادہ بھی اُنکے فہم میں نہیں آتی اسے
صاحبو میں نے تو یہہ لکھا تھا کہ اگر آپ تعصب یا کسی دروجہ سے کہیں کہ
ہمنے یہہ تو مانا کہ یہہ سب مجموعہ غیر الہامی ہے لیکن یہہ وہ انجیل جسکا ذکر کلام اللہ
میں آیا ہے کیا ہو گئی اگر ہو تو پیش کرو سو اسکا جواب یہہ ہے کہ آپ ہی کے
موجودہ اور قدما کی کتابوں سے بلکہ ان اناجیل اربعہ موضوعہ سے بھی یہہ بات
ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام نے کوئی کتاب آپ نہیں لکھوا گئے
اور وہ جو مسیحی لکھتا ہے کہ لوگوں کی یہہ عادت تھی کہ حضرت عیسے کے وعظ یا اور
مشہور باتیں کچھہ لکھہ لیا کرتے تھے لہذا حواریوں کے وقت میں بہت سے ملفوظ

بوقت اوسکے نکال ڈالے تھے اور یوسی بیس اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ
کرائی سس کہتا ہے کہ متی نے اپنی انجیل عبرانی میں لکھی ہے اور کلمات لارڈنر کی
دوسری جلد کے ۹۰ صفحہ میں یون لکہا ہے کہ ایپی فینس لکہا ہے کہ متی نے انجیل
عبری میں لکھی اور پہر کسی نے اپنی لیاقت کے موافق اوسکا ترجمہ کیا اور صفحہ ۹۱
میں یون مرقوم ہے کہ ارینیوس لکہتا ہے کہ متی نے یہودیون کے لئے اونکی
زبان میں انجیل لکھی جن دنون پولوس اور پطرس روم میں وعظ کرتے
تھے پہر صفحہ ۲۱۲ میں یون مسطور ہے کہ یوسی بیس کہتا ہے کہ پین ٹی نس
جب انڈیا (یعنی حبش) میں آیا اوسنے وہان ایک نسخہ عبری انجیل متی
کا پایا جو وہان کے لوگون کو برتولما حواری سے پہنچا تہا اور اوس وقت سے اونکے
پاس محفوظ تہا اور جیروم کہتا ہے کہ پین ٹی نس اوس نسخہ کو وہان سے اسکندریہ
میں لایا اور لارڈنر بعد نقل کے قول یوسی بیس کی تصدیق کرتا ہے اور صفحہ ۲۸۵
میں لکہتا ہے کہ ارجن کے تین فقرے ہین ایک وہ کہ یوسی بیس نے نقل کیا ہے
متی نے انجیل یہودی ایماندارونکو عبری میں دی دوسرا یہہ کہ روایت ہے کہ
متی نے پہلے لکہا اور انجیل دی عبریون کو تیسرا یہہ کہ متی نے لکہا عبریون کے لئے جو
منتظر اوسکے بیٹے جو ہونے والا تہا ابراہیم اور داود کی نسل سے پہر جلد ۴ کے

یا تو مراد معاذ اللہ وہی ایسا لکھتے ہیں اور یا حفاظت حق کرتے ہیں یا سچ یہ ہے کہ انکو
معلوم نہیں ہے کیونکہ متی کی انجیل کا عبرانی زبان میں لکھا جانا جمہور متقدمین
کے نزدیک ثابت ہے اور بہتیرے متاخرین کا بھی یہی مذہب ہے کہ بعض علما
کا یہ گمان نہیں ہے جیسا پادری صاحب لکھتے ہیں اب ذرا گوش دل پادری
صاحب متوجہ ہو کر سنیں ہیڈو صاحب اپنی تاریخ انجیل میں لکھتا ہے کہ یہ بات
غلط ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ متی نے انجیل یونانی میں لکھی تھی اسلئے کہ یوسیبیس
اپنی تاریخ میں اور اسیطرح بہت مرشدون عیسائی نے لکھا ہے کہ متی نے انجیل عبرانی
میں لکھی ہے نہ یونانی میں جیروم کہتا ہے کہ پینٹینس نے اس انجیل کی ایک
عبری جلد انڈیا میں پائی تھی اور اوسنے اوسکو اسکندریہ میں لاکر مدرسہ کے
کتب خانہ میں رکھی تھی کہ وہانسے وہ جاتی رہی مگر ترجمہ یونانی اوسکا باقی رہا
اور نام مترجم کا ٹھیک نہیں معلوم یہاں تک قول ہیڈو کا ہے اور تفسیر ہنری اور
اسکاٹ میں ہے کہ سبب مفقود ہو جانے نسخہ عبری کا یہہ ہوا کہ فرقہ ابیونیہ نے جو منکر
الوہیت جناب مسیح کا تھا اوس نسخہ میں تحریف کی تھی اور بعد تباہی یروشلم کے
نسخہ انجیل عبری کا جاتا رہا اور بعضے کہتے ہیں کہ ناصریون یا یہودیون سے جو
نئے عیسائی ہوئے تھے انجیل عبری کو محرف کیا تھا اور فرقہ ابیونیہ نے بہت سے

جو نیز یا صلیع سرما میں رہتے تھے اور وہیں نسخۂ عبرانی کا استعمال کرتے تھے ایک نقل
لی اور صفحہ ۱۵ میں لکھتا ہے کہ آگسٹائن لکھتا ہے کہ ان چاروں میں سے متی نے
صرف کہا گیا ہے کہ اوسنے عبرانی میں لکھی اور باقیوں نے یونانی میں اور صفحہ ۳۰۵
میں لکھتا ہے کہ کریزاسٹم لکھتا ہے کہ کہا گیا ہے کہ متی نے درخواست سے یہودیوں
ایمانداروں کے اپنی انجیل عبرانی میں لکھی یہ جلد پانچویں کے صفحہ ۱۳۱ میں لکھتا ہے
کہ اسی دروق لکھتا ہے کہ ان چاروں سے متی نے صرف عبرانی میں لکھی اور باقیوں
نے یونانی میں اور تفسیر ڈوائلی اور رچرڈ مینٹ میں ہے پچھلے زمانہ میں بڑا
اتفاق تھا کہ کس زبان میں یہ انجیل لکھی گئی اور بہت قدما صراحۃً کہتے ہیں
کہ متی نے انجیل اپنی عبری زبان میں جو اوسکے زمانہ میں ملک فلسطین میں بولی
جاتی تھی لکھی ہے اور اس مقام میں قول متفق علیہ قدما کا (یعنی یہ کہ یہ انجیل
عبری زبان میں تھی) قول فیصل کیا جاوے اور ہارن صاحب جلد چوتھی اپنی تفسیر میں
نام اون شخصوں کے جو عبری الاصل ہونے اس انجیل کے قائل ہیں یوں لکھتے ہیں

ملرمن سردنس کسابن بشپ والٹن بشپ ٹاملائن ڈاکٹر کیو ہنٹ
بل مارش اوون کمن بل ای کلارک سایمن ٹلی مسٹ میکائیلس
ڈوپن کامٹ میکالیس اریمس ارجن سرل ایپی فانیس کریزاسٹم

صفحہ ۵۹ مین لکہتا ہے کہ یوسی بیس لکہتا ہے کہ متی نے عبرانیون بلین وعظ کرکے
عقب ارادہ جانیکا اور قومونکی طرف کیا تو اونکو اونکی زبان مین انجیل لکہہ کر
دے گیا اور صفحہ ۱۲۵ مین قول اتہانی سیس یون نقل کرتا ہے کہ متی نے
اپنی انجیل عبرانی مین یروشلم مین لکہی تہی اور یعقوب خداوند کے بہائی نے اوسکا
ترجمہ کیا (یعنے یونانی مین) اور صفحہ ۱۴۶ مین لکہتا ہے کہ سرل کہتا ہے کہ متی نے
انجیل عبرانی مین لکہی اور صفحہ ۱۵۰ مین لکہتا ہے کہ اپی فانیس لکہتا ہے کہ متی نے
وعظ کیا اور لکہی انجیل عبرانی مین پہر لکہتا ہے کہ متی نے انجیل کو عبرانی مین لکہا اور وہی
صرف لکہنے والا عہد جدید کا ہے جسنے اوس زبان کا استعمال کیا اور صفحہ ۳۴۹
مین لکہتا ہے کہ جیروم نے لکہتا ہے کہ متی نے یہودیہ مین ایماندار یہودیونکے لئے انجیل عبرانی مین
لکہی اور سابہ اینکا ساتہ ہیچ انجیلکے نہین ملایا اور صفحہ ۳۴۱ مین لکہتا ہے
یعنے یوزیب کا
کہ جیروم اپنی فہرست مورخین مین لکہتا ہے کہ متی نے اپنی انجیل یہودیہ مین یہودی
ایمانداروںکے لئے عبری زبان مین اور عبری حرفون مین لکہی اور یہہ بات کہ
اوسکا ترجمہ یونانی مین ہے اور یہہ بات کہ کسنے اوسکا ترجمہ یونانی مین کیا ہے
تحقیق نہین علاوہ اسکے کتب خانہ سیسریا مین جسکو پمفلس شہید نے بڑی
جانفشانی سے جمع کیا تہا وہ نسخہ عبری موجود ہے اور مینے باجازت ناصریون کے

جزو دوم اور اور علمار متقدمین اور متاخرین کے نزدیک مختار قول پی تیس کا ہے کہ یہہ
انجیل عبری مین لکھی گئی تہی انتہیٰ اور سایکلوپیڈیا برٹینیکاکی ۱۹ جلد مین لکھا ہے
کہ عہد جدید کی سب کتابین یونانی مین لکھی گئین الا انجیل متی اور نامہ عبرانیان
جنکا عبرانی زبان مین لکھا جانا بدلایل منصف ہے پس ان علمار کثیر کے مقابلہ مین
اگر چند علمار پروٹسٹنٹ کے قول سے استدلال کیا بہی جاوے تو ہرگز اہل دانش
کے نزدیک قابل اعتبار نہین **قولہ** اور کیا آپکو معلوم نہین آیا الخ **اقول**
جب تارک الصلوٰۃ نے صرف یہی لکھا ہے کہ متی کی انجیل متی ہی نے لکھی اور علی ہذا القیاس
ہر صحیفہ کے حال مین ایسا ہی کچھہ بیان کیا ہے یعنی جس شخص کی طرف اسکی نسبت
کیجاتی ہے اسی کی تصنیف ہے سو اس بیان کو ہمارے اعتراض سے کیا علاقہ ہم تو
یہہ کہتے ہین کہ مجموعہ عہد جدید کا بعینہ وہ انجیل نہین ہے جو حضرت عیسیٰ کو وحی
کی گئی تہی اور جسکا ذکر کلام اللہ مین آیا ہے ہان اگر تارک یہہ بات ثابت کرتا کہ
یہی مجموعہ عہد جدید کا حضرت عیسیٰ کو وحی کیا گیا تہا اور حضرت عیسیٰ نے اسکو
لکھوا یا ہے تو البتہ ہمارے اعتراض سے کچھہ علاقہ ہوتا حالانکہ ایسا نہین ہے
اور خود پادری لوگ بہی اسبات کے مقر ہین کہ مسیح نے خود اپنے ہاتہہ سے انجیل نہین
لکھی اور انکا یہہ دعویٰ کہ اپنے حواریون کے ہاتہہ سے الہام کی راہ سے لکھوائی

قول جنکی خود اسی فرقہ کے علما رشید اور محققین تکذیب کرتے ہیں آنا حد
اگر پادری صاحب نے خود … بیچارہ … کے ہیں لیکن … انکار اُن لوگوں کا قول
ہمارا معصوم علیہ السلام … میں تالیف … اعتراض … جواب لکھا جا سکتا
استفسار اور مصنف ازالۃ الاوہام نے بخوبی تمام دئیے ہیں مگر پادری صاحب
جوانمردی سے اسی اعتراض کو پیش کرتا ہے حالانکہ آج تک اسکا جواب الجواب
نہیں دے سکے پر افہام عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے بار بار وہی باتیں
کہی جاتی ہیں اب منظور وجوہ مذکورہ بالا اگرچہ جواب دینے کی کچھ حاجت
نہ تھی لیکن ناواقف مسلمانوں کے فائدہ کے واسطے یہاں یہ دونوں طعن
کے جواب یعنی الرابع اور … لکھے جاتے ہیں جواب الرابع موشیم اپنی تاریخ
کی جلد اول کے صفحہ … میں لکھتا ہے کہ فرقہ ابیونیہ جو اول صدی میں تھا یہ
عقیدہ رکھتا تھا کہ حضرت عیسیٰ صرف ایک آدمی ہے اور حضرت مریم اور یوسف
نجار سے … پیدا ہوئے اور اتباع شریعت موسوی کی صرف
یہودیوں ہی پر نہیں بلکہ اور لوگوں پر بھی واجب ہے اور اسکے احکام پر
عمل کرنا نجات کے لئے ضروری ہے اور … اُس پر عمل کرنے کو ضروری
نہیں سمجھتا تھا اور … سے انکا مقابلہ کرتا تھا سو اُسکو … کہتے تھے

کیا تھا اور یہاں تبدیل اعراب اور حروف و الفاظ کا اقرار کیا لیکن شاید یہ
بات کہنے سے کہ وہیں کے وہیں پلٹ گئے اور وہیں کے وہیں خارج ہو گئے
اور وہیں کے وہیں داخل ہو گئے پادری صاحب کو شرم آئی قولہ
میں نے تو اس مقام میں کسی بات سے آپ اختلاف قرات کی طرف جو
قرآن کے اعراب اور قرات میں واقع ہیں اشارہ بھی نہیں کیا بلکہ ۱۳ صفحہ
سے ۲۹ صفحہ تک فقط شیعہ لوگوں کی وہ بات ذکر کی ہے جو کہتے ہیں کہ
عثمان نے الخ اقول سبحان اللہ پادری صاحب کیسے سچے ہیں میں پوچھتا ہوں
کہ ۲۰ صفحہ میں جو پہلی حدیث لکھی ہے اور اسمیں بجز اختلاف قرات کے اور
کچھ بھی مذکور نہیں ہے اسکے ذکر سے کیا مقصود ہے بس پادری صاحب کا بالکل انکار
کرنا کہ میں نے اختلاف قرات کو ذکر نہیں کیا صریح جھوٹ بولنا ہے اور جو کچھ کہ
پادری صاحب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت اعتراض کرتے ہیں سو وہ
چند وجہ سے قابل التفات نہیں اولاً یہ کہ پادری صاحب اسی صفحہ میں لکھتے
ہیں کہ بعض کا قول جمہور کے مقابلہ میں سند نہیں تو اس صورت میں اگر
کوئی شخص اہل سنت میں سے بھی ایسی بات کا قایل ہوتا تو اسکا قول
بھی جمہور کے مقابلہ میں معتبر نہوتا چہ جائیکہ دوسرے فرقہ کے بعض لوگوں کا

نمانیہ جاد جو ... اور اونہون نے اپنی زندگی مین خدا خالق شر کی اطاعت
کی ہی اور ... اور نوح اور ابراہیم اور دیندار شخصون کی روحون کو دوزخ مین
رہنے دیا یونکہ اونہون نے گروہ اول کا خلاف کیا تہا اور یہہ فرقہ عقیدہ رکہتا
کہ دالوق جو ... ہی خدا نہین جسنے حضرت عیسی کو بہیجا ہے اسی لئے عہد عتیق کی کتابونکو
الہامی نہ مانتا تہا اور عہد جدید مین سے انجیل لوقا کو مانتا تہا اور اوسمین سے بہی دو
باب اول کو نہین مانتا تہا اور پولوس کے نامجات سے دس باب مانتا تہا لیکن
اونہین بہی جو اوسکے خیال کے مخالف تہا اوسکو رد کر دیتا تہا اور لارڈنر اپنی تصنیف کی
جلد کے صفحہ ۴۸۴ مین لکہتا ہے کہ مارسیون نے عہد عتیق کی کتابون کو بالکل الگ کر دیا
تہا اور کہتا تہا کہ یہہ کتابین اوسکی بہیجی ہوئی ہین جو ساری کتابون اور ... کا
خالق ہے اور اوسکے پیرو کہتے تہے کہ توریت اور انجیل ایک شخص کی بہیجی ہوئی نہین
اسلئے کہ بہت سی چیزین اول مین دوسرے کی مخالف ہین اور کہتے ہین کہ اول مین
بیان ہے کہ جہان کا خالق جاہل ہے کیونکہ آدم کو پکارا کہ تو کہان ہے اور اسطرح
مثلا ... حکم دیتا ہے اور جہانکے پیدا کرنے اور ... بادشاہ کرنے
سے پچہتایا ... صفحہ ۴۸۶ مین اوسی جلد کے فرقہ مارسیونی کے حال مین لکہتا ہے
کہ یہہ فرقہ عہد عتیق سے اسقدر نفرت رکہتا تہا کہ عہد جدید کی اون کتابون سے

اور اسکی تحریرون کی نسبت بڑی بے ادبی سے پیش آتے تھے اسلیے ابتہی لارڈنر
اپنی کتاب الاسناد کے ۲ جلد کے صفحہ ۳۲۳ مین ذکر اور ... کا اونہون نے نقل کیا
فرقہ ابیونیہ کے دونون گروہ کے لوگ پولوس حواری کی ... اور پولوس
کو دانا اور نیک آدمی نہین جانتے تھے اور قول تیوڈرٹ کا جو ... مین بیان
نقل کرتا ہے کہ یہہ فرقہ پولوس کے نامجات کو رد کرتا اور اسکو مرتد سمجھتا تھا اور
بل صاحب اپنی کتاب مین اس فرقہ کے بیان مین لکھتا ہے کہ یہہ فرقہ عہد عتیق
کی ساری مقدس کتابون مین سے صرف توریت ہی کو مانتا اور داود
سلیمان اور یرمیا اور حزقیل علیہم السلام کے نام سے نفرت رکھتا تھا اور عہد جدید
سے انکے پاس صرف انجیل متی کی تھی اور اسمین بھی بہت جاگہون سے تحریف
کی تھی اور دونون باب اول کے خارج کردیے تھے اور یہہ بل صاحب مارسیونی فرقہ کے
بیان مین لکھتا ہے کہ یہہ فرقہ عقیدہ رکھتا تھا کہ دو خدا ہین ایک خالق خیر کا
اور دوسرا خالق شر کا اور کہتا تھا کہ توریت اور سب کتابین عہد عتیق
کی دوسرے خدا کی عطا کی ہوئی ہین اور یہہ سب مخالف عہد جدید کے ہین اور یہہ بھی
لکھتا ہے کہ وہ فرقہ عقیدہ رکھتا تھا کہ عیسی علیہ السلام جہنم مین اوترے اور وہان
سے قابیل اور سدوم کے لوگون کی ارواح کو نجات دی کیونکہ وے بھی انکے

جسکو وہ مانتا تہا اون سب رسولون کو جنہین ذکر توریت اور پیغمبرونکا تہا
یا اونہین اون کتابون سے حوالا لیا گیا تہا یا اونہین حضرت عیسی کے آنیکی
پیشین گوئی تہی یا اونہین آپ کو دنیا کا خالق کہا تہا نکال دیا بہت سے فقرے
اپنی طرف سے لگا دیئے ہین اور کہتے ہین کہ یہودیونکا خدا اور ہے اور عیسی کا
باپ اور اور عیسی انہین کے مٹانیکو آیا تہا کیونکہ وہ انجیل کے بہی اقتباس پہر اونکی
جلد مین بڑی تعداد سے حال اونکا مرقوم ہے اور کچہہ تہوڑا اوس سے بطور خلاصہ کے
لکہا جاتا ہے کہ یہ رسولون عہد جدید سے کل گیارہ کتابین مانتا تہا اور ان گیارہ کو بہی
تو بہی ناقص اور تبدیل کی ہوئی اور اونکو دو قسم کرتا تہا انجیل اور نامے
اور انجیل سے فقط انجیل لوقا کی مانتا تہا اور نامون سے پولوس کے نامجات کو
اور ان دونون قسمون سے بہی بہت کچہہ نکال ڈالا تہا اور بہت سا الحاق کیا تہا
پہر لارڈنر تیسری جلد مین فرقہ مانی کیز کے بیان حال مین قول اگستائن کا
یون نقل کرتا ہے کہ یہ فرقہ کہتا ہے کہ وہ خدا جسنے موسی کو توریت دی اور
عبرانی پیغمبرون کے ساتہہ بولا سچا خدا نہین بلکہ ایک شیطان ہے شیاطین مین
کا اور عہد جدید کی مقدس کتابونکو مانتا ہے لیکن الحاق کا انکا قائل ہے
اور جو اوسکے پسند آتا ہے وہ لے لیتا ہے اور باقی کو ترک کرتا ہے اور بعض جہوٹی کتابو

اور اب بھی پروٹسٹنٹ کے سارے فرقون سے جہہ حصہ زیادہ ہی ایسی کتب
بیبل ہاین اور ہمین کتابین اوڈ البانی شہر لیکے داخل کرا ہو اور عیسائی ربانی
ہین حضرت مریم کی حضوریکا قائل ہے اور اُسکو سجدہ کرنا فرض جانتا ہے
لیس پادری صاحب جو بعض فرقہ کے قول کو دلیل گردانتے ہین اور ہمارے
مقابلہ میں پیش کرتے ہین ذرا چشم انصاف اپنے فرقون کے حالات پر نظر
کرین کہ کیسا عقیدہ رکھتے ہین اور لارڈنر کی کتاب الاسناد کی جلد پانچوین
کے صفحہ ۱۲۴ مین مرقوم ہے کہ جب قسطنطنیہ مین مسالہ حاکم تھا پاک انجیلین
مصنفون کی جہالت کے سبب سے بحکم بادشاہ اناسطیوس بُری ٹھہرائی
گئین اور انکی پہر تصحیح ہوئی اور ریس کے سائیکلو پیڈیا کی جلد ۴ مین بیبل کے
بیان مین لکہا ہے کہ ڈاکٹر کینی کاٹ لکہتا ہے کہ قریب تمام نسخے موجودہ عہد عتیق کے
یا ہین سنہ ایکہزار اور چودہ سو سات اون کے لکہے گئے ہین اور اسی سے استدلال
کرکے یہہ بات کہتا ہے کہ تمام نسخے جو ساتوین صدی یا آٹھوین صدی کے لکہے ہوئے
یہودیون کی کونسل کے حکم سے برباد کئے گئے کہ وہ نسخے ان نسخون سے جنکو وہ
معتبر سمجہتے تھے بہت مخالفت رکھتے تھے نیست و نابود کئے گئے اور بشپ والٹن
بھی اسی وجہہ کہتا ہے (جیہہ سو برس کے نسخے کمیاب ہین اور سات سو

سکے علمار معتبر اور محققین اور مجتہد بڑے اور بڑے بڑے فاضل ہمیشہ
صاف انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو شخص قرآن شریف کی تحریف سکے
قائل ہونے کی بات ہم لوگوں کو متہم کرتا ہے بالکل جھوٹا ہے اور ہم ہرگز اسبات
سکے قائل نہیں ہیں چنانچہ شیخ صدوق ابوجعفر محمد ابن علی بابویہ قمی جو اس
فرقہ کا بڑا عالم ہے رسالہ اعتقادات میں یوں لکھا ہے اعتقادنا فی القرآن
ان القرآن الذی انزل اللہ تعالیٰ علی نبیہ محمد ما بین الدفتین وھو ما فی ایدی
الناس لیس باکثر من ذالک ومبلغ سورہ عند الناس مائۃ واربعۃ عشر سورۃ
وعندنا والضحی والم نشرح سورۃ واحدۃ ولایلاف والم ترکیف سورۃ واحدۃ
ومن نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک فھو کاذب اور یہی قرآن کے بارے
میں ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ قرآن جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر نازل کیا ہے وہی
ہے جو بین الدفتین موجود ہے اور وہی ہے جو لوگوں کے ہاتھوں میں پایا جاتا
اس سے زیادہ نہیں اور اسکی سورتیں لوگوں کے نزدیک ایک سو چودہ ہیں
اور ہمارے نزدیک الضحیٰ اور الم نشرح ایک سورۃ ہے اور سورۃ الفیل اور لایلاف
ایک سورۃ ہے اور جو شخص ہماری طرف اسبات کی نسبت کرے کہ ہم کہتے
ہیں کہ قرآن اس سے زیادہ ہے پس وہ جھوٹا ہے فقط اور سید مرتضی جو

اٹھتہ سو برس کا لکھا تو بہت سا ہی پایا جاتا ہے پادری صاحب جلد دوسری کے صفحہ
۲۰ میں لکھتا ہے کہ اکثر ان علماء جرمنی میں سے ہیں جو حضرت موسیٰ کی
الہام کے قائل نہیں اور صفحہ ۱۰ میں لکھتا ہے کہ شلز اور ڈی ویٹ اور روزن ملر
اور ڈاکٹر جڈیس اس بات کے قائل ہیں کہ موسیٰ کو الہام نہ تھا بلکہ اُسنے
اپنی پانچوں کتابیں اُس وقت کی مشہور روایتوں سے جمع کی ہیں اور یہی اکثر
علماء جرمنی میں پھیلی ہوئی ہے اور مسٹر کاکرن اپنے رسالہ ۳ میں لکھا ہے
کہ اسٹابلن جرمنی کہتا ہے کہ اشعیا کے ۴۰ باب سے ۶۶ باب تک اشعیا کی تصنیف
نہیں ہو سکتے اب پادری صاحب بتاویں کہ ان میں کون سا قول ہے کہ دیکھیں
کہ انکے فرقے کتب مقدسہ یہود و مقدسہ کی نسبت کیا کچھ اعتقاد رکھتے
ہیں اور اپنے مذہب میں سے ڈاکٹر کینی کاٹ کو جسکی گواہی پر پادری صاحب
بہت بھروسہ رکھتے ہیں ملاحظہ کریں کہ وہ کتب مقدسہ کی نسبت آلودگی کے باب میں
کیا لکھتا ہے اور لارڈنر کیا اور ہارن وغیرہ اپنے اپنے انجیل کی نسبت نقل کرتے ہیں تو بہت
کریں جواب تحقیقی یہی ہے کہ جو پادری صاحب نے بدلیل اقوال بعض علماء مسیحی قرآن
شریف کی تحریف و تبدیل کا دعوی کیا ہے سراسر بے بنیاد اور محض لغو ہے کیونکہ
پادری صاحب جس فرقے کے بعض آدمیوں کے قول سے دلیل لاتے ہیں اسی فرقے

ہو آیا ہے عمل ہذا الفاس ابو علی طبرسی صاحب تفسیر مجمع البیان جو اعظم مفسرین
شیعہ میں سے ہیں اور اسکی مذہبیت و علما شیعہ کے نزدیک مسلم الثبوت ہے اسی
سید مرتضی سے یون نقل کرتا ہے کہ ان القرآن علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان مرتباً الی ما ہو علیہ الآن وانہ کان یعرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و
یتلی علیہ وان جماعۃ من الصحابۃ ختموا علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عدۃ ختمات
ومن خالف فی ذلک من الامامیۃ فلا یعتد بخلافہم فان الخلاف منسوب الی
قوم نقلوا اخبارا ضعیفۃ لا یرجع بمثلہا عن العلم المقطوع علی صحتہ یعنی قرآن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اسی ترتیب پر تہا جس ترتیب پر اب موجود ہے
اور بلاشک یہی قرآن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پڑھا جاتا اور آنکے حضور
تلاوت کیا جاتا تہا اور صحابیوں نے بارہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اسکو
ختم کیا اور امامیہ میں سے جو شخص اسکے خلاف سمجھے اسکی مخالفت اعتبار کے قابل
نہیں ہے اسلئے کہ یہ مخالفت اُن لوگوں کی طرف نسبت کیجاتی ہے جنہوں نے ایسی
ضعیف ضعیف خبریں نقل کی ہیں کہ اونکی وجہ سے علم قطعی سے پہر نہیں سکتے اسی
طرح قاضی نور اللہ شوستری کہ وہ بہی اعظم علماء امامیہ سے ہیں اپنی کتاب مصائب
النواصب میں لکھتا ہے ما نسب الی الشیعۃ الامامیۃ بوقوع التغییر فی القرآن

بڑا مجتہد فرقہ شیعہ کا سے کہتا ہے ان العلم بصحۃ القران کالعلم بالبلدان و
الحوادث الکبار والوقائع العظام المشہورۃ واشعار العرب المسطورۃ فان
العنایۃ اشتدت والدواعی توفرت علے نقلہ وبلغت الی حد لم تبلغ الیہ فیما
ذکرناہ لان القرآن معجزۃ النبوۃ ومأخذ العلوم الشرعیہ والاحکام الدینیۃ و
علماء المسلمین قد بلغوا فی حفظہ وحمایتہ الغایۃ حتی عرفوا کل شیٔ فیہ من
اعرابہ وقرأتہ وحروفہ وآیاتہ فکیف یجوز ان یکون مغیرا او منقوصا مع العنایۃ
الصادقۃ والضبط الشدید یعنی قران کی صحت کا علم ایسا ہے جیسا شہروں
اور بڑے بڑے حادثوں اور واقعوں اور عرب کے لکھے ہوئے شعروں کا علم
کیونکہ قرآن کی نقل کرنے میں بڑی کوشش کی گئی اور بہت سے سبب جمع ہوئے
تھے اور وے اسباب قران کے مقدمہ میں اس حد تک پہنچے تھے جس حد تک
اشیاء مذکورہ میں نہیں پہنچے اسلئے کہ قرآن نبوت کا معجزہ اور شرعی
اور مذہبی حکموں کی اصل ہے اور اسلام کے عالم اسکی محافظت اور نگہداشت
میں انتہا کے درجہ کو پہنچے ہیں یہانتک کہ جو کچھ قران میں اعراب قسم حرکات
اور حروف اور آیات کے ہے انہوں نے اسکو معلوم کر لیا ہے پس باوجود ایسی
سچی محافظت اور بڑی نگہداشت کے کیونکر ہو سکتا ہے کہ اسمیں تغیر یا نقصان

تحریف اور تبدیل سے ہے اور سورہ حٰم سجدہ میں ارشاد کیا ہے لا یأتیہ الباطل
من بین یدیہ ولا من خلفہ اسپر باطل کا دخل نہیں آگے سے پیچھے سے یعنی
اس کتاب پر تحریف و تناقض کا دخل کسی وجہ سے نہیں اور علماء شیعہ
بھی ان آیتوں کی اسطرح تفسیر کرتے ہیں چنانچہ تفسیر صراط المستقیم میں
جو علماء امامیہ کے نزدیک معتبر تفسیر ہے پہلی آیت کے بیان میں یہ لکھا ہے

ای انا لحافظون من التغییر والتحریف والزیادۃ والنقصان اور ملا شیخ اللہ
شیرازی اپنی تفسیر میں دوسری آیۃ کے ذیل میں صاحب صراط المستقیم کے
موافق لکھا ہے پس آپ سمجھتے ہیں کہ قرآن شریف میں جو اللہ تعالیٰ نے
ایسا وعدہ دیا اور امامیہ شیعہ کے بڑے بڑے مفسرین اور مجتہدین نے یہی
کچھ لکھا سجد یا شیخ صدوق نے دعوے کیا کہ جو کوئی ہمارے اوپر اسبات کا
اتہام کرے کہ ہم قرآن کی کمی کے قائل ہیں وہ جھوٹا ہے تو ہر صاحب
فہم اور عاقبت اندیش بخوبی معلوم کریگا کہ اگر بعض غیر معتبر آدمی اسبات کے
قائل بھی ہو گئے ہوں تو انکا قول جمہور کے مقابلہ میں قابل اعتبار نہیں جیسا کہ
خود پادری صاحب بھی لکھتے ہیں اسپر بھی اگر پادری صاحب آدمی دینگا دینگی
سے اپنی ہی کہے جاوے اور انصاف کی آنکھیں بند کر لیوے تو لاچار کیا نقصان

لیس کما قال بہ جمہور الامامیۃ انما قال بہ شرذمۃ قلیلۃ منہم لا اعتداد بہم
فیما بینہم یعنی قرآن میں تغیر واقع ہونے کا اعتقاد جو گروہ امامیہ کی طرف
نسبت کیا گیا ہے ایسی قسم سے نہیں ہے جسکے جمہور امامیہ قائل ہوں بلکہ صرف
تھوڑے سے لوگ ہیں جنکے قول کا کچھ اعتبار نہیں ایسا ہی محمد بن الحسن حر عاملی
نے جو فرقہ شیعہ میں بڑا محدث گذرا ہے ایک رسالہ میں جو اپنے بعض ہمعصروں
معاصرین کی رد میں لکھا ہے یوں کہا ہے کہ ہر کسیکہ تتبع اخبار و تفحص تواریخ
و آثار نمودہ بعلم یقینی میداند کہ قرآن در غایت شہرت و اعلی درجہ تواتر بودہ
و آلاف صحابہ حفظ و نقل میکردند آنرا و در عہد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجموع
مولف بودہ انتہی ملخصاً یعنی جسنے حدیثوں اور تاریخوں کو خوب دیکھا ہے
وہ اسبات کو بالیقین جانتا ہے کہ قرآن نہایت شہرت اور تواتر کے اعلی
درجہ پر رہا ہے اور ہزاروں صحابی اسکو حفظ اور نقل کرتے تھے اور عہد رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع اور مولف ہو چکا تھا اور اسی طرح اور علماء شیعہ کی تصریح
سے علاوہ اسکے خود قرآن شریف میں اللہ جل شانہ نے سورہ حجر میں فرمایا ہے
انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون یعنی تحقیق ہمنے آپ اتارا اس قرآن
کو اور ہم البتہ اسکے نگہبان ہیں (یعنی ہر وقت میں زیادہ اور نقصان اور

ہے ٭ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ٭ ہمیں یاد رہا
پادری صاحب کی وہ بدگمانی جو حضرت عثمان پر قرآن کے جمع کرنے کی نسبت کر
رہے ہیں سو یہہ ایک بڑا تعجب انگیز معاملہ ہے تا ہم پادری صاحب قرآن شریف
کو بھی مثل اور کتب مقدسہ کے سمجھے ہیں جو ایسا لغو دعوی کر بیٹھے ہیں کیا
قرآن متی کی انجیل تھا جسکی سنہ تالیف کا بھی آج تک پتہ نہیں کیا مرقس
کی انجیل ہے جسکی زبان ہنوز مشخص نہیں ہوئی کہ وہ کس زبان میں لکھی
گئی کیا قرآن کو مثل ہدایت یوحنا سمجھا یا ہے جسکے مولف کا حال بھی چوتھی صدی
تک متحقق نہیں ہوا تھا کیا قرآن کا حال مثل نامۂ عبرانیان تصور کیا ہے جسکی نسبت
یہہ گفتگو ہے کہ آیا وہ پولوس کی تصنیف ہے یا نہیں اور وہ یونانی میں لکھا گیا تھا
یا عبرانی میں کیا قرآن اسطرح جمع ہوا ہے کہ اٹھارہ سو برس کے بعد جسکہ کاتب اور
بدعتی اور دیندار لوگ اپنی اپنی خواہش کے مطابق خوب خاک دھڑ اچکے اور دل
کھول کھول اصلاح و ترمیم کر چکے تب ایک شخص جسکو تصحیح کرنے اور نسخوں کا مقابلہ کر
کر اسکے درست کرنے لگا جانتا و کلا درا یا ہو پادری صاحب اب گمان بد حضرت قرآن شریف
کی نسبت کر کے اپنی عاقبت نہ سوارہں اور ایک یاوہ گفتہ کے لئے اپنی سخت دلی اور
تعصب بیجا سے ہاتھہ اٹھا کر ان باتوں کو سنیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے

پیشتر کا یقیناً کہا جا سکتا ہے مینگالڈہین سمجہتا ہے کہ یہہ نسخہ اُس زمانہ
مین لکہا گیا جبکہ عربی زبان مصریون کی بولی ہوگئی تہی یعنی مسلمانون کے
اُسکے ۔ ۔ پر تسلط کرنے کے ایک یا دو صدی بعد کیونکہ اُسکا کاتب مہمل اور
بدلکر ایک کو دوسرے کے مقام پر بہتیری جگہہ لکہہ گیا ہے جیسا عربی زبان
اکثر ہو جاتا ہے اور وہ اِس دلیل سے یہہ نتیجہ نکالتا ہے کہ وہ نسخہ
آٹہوین صدی سے پیشتر کا نہین ہے وائیڈ یہہ سمجہتا ہے کہ یہہ نسخہ
چوتہی صدی کے اواسط یا اواخر کا لکہا ہوا ہے اور ہم اس سے زیادہ اُسکو
پرانا نہین مان سکتے کیونکہ اُسمین ابواب اور فصول موجود ہین اور
اُسمین یوسیبیس کے قانون کا حوالہ بہی ہے وائیڈ کی دلیلون پر سپاہلر
نے اعتراض کیا ہے اُس نسخہ کے چوتہی یا پانچوین صدی کے ہونے کے باب مین
جو دلیلین لائی گئین وہ یہہ ہین پولوس کے ناموں مین ابواب کی تقسیم
نہین ہے حالانکہ ۳۹۶ء مین یہہ تقسیم ہوگئی تہی اُسمین کلیمنت کے نامے
ہین جنکا پڑہنا کونسل لوڈیسیہ اور کارتہیج مین منع ہوگیا تہا یہان سے
شلز نے یہہ بات سمجہی ہے کہ وہ نسخہ ۳۶۴ء سے پہلے لکہا گیا اور وہ ایک
نئی دلیل لاتا ہے کہ چودہوین دہرم گیت مین ایک جملہ نہین ہے جو ۳۲۴ء

کرلیا کہ جن علما کا میں نے ذکر اوپر خط میں لکھا ہے انہوں نے ان نسخوں
کو ساتوین صدی کے بعد کا سمجھا ہے تو یہہ نقل کرنے میں خلاف واقع کیونکہ
ہو ایسا نہ پایا ہم لیصاحب کا یہہ عذر کہ اکثر مصححین اسبابات پر متفق ہیں
کہ وے نسخے ساتوین صدی سے پیشتر لکھے گئے ہیں سو یہہ انکی چالاکی
سے ہے اسمین مصنفون کے ملاحظہ کے لیئے مارن صاحب کی اس مقام
کی عبارت کا ترجمہ لکھتا ہوں مارنصاحب نسخہ اسکندریہ کے باب
میں دوسری جلد کے صفحہ ۲۳۷ میں لکھتا ہے کہ اس نسخہ کے پرانا ہونے میں
گفتگو ہے گریسبک اور شلز گمان کرتے ہیں کہ شاید یہہ نسخہ چوتھی صدی
کے آخر کا ہو میکالیس کہتا ہے کہ اس نسخہ کے قدیم ہونے کی یہی حد ہے
یعنی اس سے زیادہ پرانا نہیں مان سکتے کیونکہ اسمین اتھاناسیس کا
نامہ موجود ہے اوڈن اسکو دسوین صدی کا سمجھتا ہے و تستین
پانچوین صدی کا جانتا ہے اور اسکا یہہ گمان ہے کہ شاید یہہ نسخہ ان
نسخوں مین سے ہو جو ۶۱۵ع مین سریانی ترجمہ کے لئے اسکندریہ مین
جمع کیئے گئے تھے و ڈاکٹر سیملر اسنے ساتوین صدی کا سمجھا ہے مونٹ فاکن
کی یہہ رای ہے کہ نہ نسخہ اسکندریانوس اور نہ کوئی اور نسخہ چھٹی صدی کے

جعل نہین ہوسکتا تھا اور دسوین صدی مین جعل سازی کا بڑا زور شور تھا

انتہی پہر پارکر لکہتا ہے کہ ان دونون نسخون یعنی کوڈکس اسکندریانوس

اور واٹیکانوس مین انجیل کے نشان نہین ہین اس سے ڈاکٹر

ملی کاٹ نے استدلال کیا ہے کہ نہ تو یہہ انجیل کے نسخہ اور نہ اسکی نقلون

سے نقل کئے گئے ہین پس آپ صاحبان انصاف ملاحظہ کرین کہ ایا یہ

کا وہ قول کہ نسخہ کوڈکس اسکندریانوس دوسو برس پیشتر انحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے زمانہ سے لکہا گیا درست تہے یا مریہ وہ بات کہ یا تو وہ نسخہ اٹہوین

صدی کا جیسا میکائیلس کہتا ہے یا ساتوین صدی کا جیسا سیملر کہتا ہے

یا دسوین صدی کا جیسا اوڈن کہتا ہے ٹہیک اور درست ہے کیونکہ جن

دلیلون کو بعض علما نے اسکی قدامت کی بابت پیش کیا ہے ان سبکو میکائیلس

رد کرتا ہے کہ اگرچہ وہ بانفس درست مانی بہی جاوین تاہم اس نسخہ پر صادق

آوینگی جس جس اسے نسخے وہ نقل کیا گیا ہے اس نسخہ پر اور جو یا در لانا چاہئے

ترجمہ سریانی اور لاطینی اور کاپٹی اور ارمنی کا ذکر اسکے پارکر صاحب نے

دوسری جلد کی طرف حوالہ دیا ہے سو عجب تعجب انگیز معاملہ ہے اسلئے کہ ترجمہ

سریانی مین تو نامہ دوم پطرس اور نامہ یہودا اور دوم و سیوم نامہ

اور شکنتلا میں جو مستعمل تھا اسی سے وہ نسخہ اس سے پیشتر لکھا گیا ہوگا
ولسن یہہ گمان کرتا ہے کہ نسخہ مذکورہ چودہ سو سنہ کے زمانہ سے پیشتر لکھا گیا ہو
اسلیئے کہ پراکرت کو پرانی اٹالک ترکیب سے بدلا ہے وہ کہتا ہے کہ کاتب
نہیں جانتا کہ جڑواں لکھتا تھا تب لکھنے سے اسلیئے کہ اسنے اکثر اوسکے بدلے
میں ماترا لکھا ہے اور دونوں نے کہا ہے کہ یہہ صرف غلطی سے اسلیئے کہ
اکثر دونوں پچھلے درس میں آئیگا ہے ویبر اس کہتا ہے کہ ان دلیلوں سے
کچھہ ثابت نہیں ہوتا اسلیئے کہ یہہ نسخہ کسی قدیم پرانے نسخہ سے ضرور نقل
ہوا ہوگا اور جو غلطیاں کاتب سے نقل ہوا ہے تو یہہ ہماری دلیلیں اُس
نسخہ سے علاوہ دیکھینگی نہ نسخہ کو دکھا سکتی ہیں۔ افسوس ہے صرف خط اور
حرفوں کی شکل اور اوراق کے نہ ہونے کے سبب البتہ کچھہ فیصلہ ہو سکتا ہے
جو دلیلیں اسباب کے ثبوت کے لیئے کہ وہ نسخہ چوتھی صدی کا نہیں ہے
پیش کی گئی ہیں وہ یہہ ہیں ڈاکٹر [illegible] خیال کرتا ہے کہ دیودون
کی بہتری کی بابت اتہاناتس کا نام اسکی زندگی میں تو لگایا جانا محال
معلوم ہوتا ہے اس باعث سے اونھوں نے دلیل نکالی ہے کہ یہہ نسخہ [illegible]
صدی کا ہے یہہ نام جھوٹا ہے اور اتہاناتس کے حسن صفات

مین دوسری کتاب کے فقرے داخل کیے اور عبارت حاشیہ کو متن مین درج
کرلیا اور لارڈنر جلد چوتھی کے صفحہ ۳۴۵ مین لکھتا ہے کہ نامہ فلیمان کو
بعض اشخاص واجب التسلیم نہ جانتے تھے پس جب ترجمہ ... سریانی ترجمہ مین
سریانی ترجمہ مین تو پطرس کا دوسرا نامہ اور یہودا کا نامہ اور یوحنا کا دوسرا
اور تیسرا نامہ اور یوحنا کے مشاہدات غائب ہون اور بعض کے ورشن
اکسمین پائے نہ جاوین اور لاطینی ترجمہ مین طرح طرح کی حرامیان اور
الحاقی کئے گئے ہون بلکہ اس ترجمہ مین سب تراجم سے زیادہ حرامی تیر
ہو تو بھلا پادری صاحب کا یہہ فرمانا کہ وہ ترجمے انکے ترجمون سے بالکل
مطابق ہین کب لغو ہو گیا افسوس ہے کہ پادری صاحب امر حق مخفی رکھتے
ہین اور لوگون کو مغالطہ دینے کے لئے اور اپنے مفاد کے واسطے کیسی بیجا
باتین لکھتے ہین خدا انکو راہ راست دکھلا دے اور تعصب بیجا سے بچاوے
خلاصہ ان وجوہ و دلائل سے بخوبی ثابت ہے کہ عہد جدید کا یہہ مجموعہ جو اب
مستعمل ہے عرب مین ہرگز الہامی نہ تھا اور جو پادری صاحب نے لوڈکس والی کا نوسل اور کوڈکس سکندریا نوس کے
اختلاف کی بابت لکھا ہے کہ مین نے پادری صاحب کی عبارت کو غیر حق نقل کیا سو یہہ بڑی حیرانگی کا موجب
پادری صاحب کی ... اور غیر حق باتون مین سے ایک بات ہے مین کہتا ہون

یوحنا اور مشاہدات یوحنا نہین ہین اور ورس ۷ باب ۵ نامہ اول یوحنا
اور ورس ۸ سے تا ۱۱ باب ۸ انجیل یوحنا اسمین نہین ہے جیسا کہ ہارن
صاحب نے جلد دوسری کے صفحہ ۲۰۶ اور ۲۰۷ مین لکھا ہے اور لارڈنر
اپنی کتاب کی جلد چوتھی کے صفحہ ۳۴۴ مین لکھتا ہے کہ مشاہدات یوحنا
پرانے سریانی ترجمہ مین نہین ہے اور نہ بار ہیبریوس اور نہ یعقوب نے
تفسیر شرح لکھی ہے اور ایسے ہی ابیجو نے بھی اپنی فہرست مین نامہ دوم پطرس
اور نامہ دوم و سوم یوحنا اور نامہ یہودا اور مشاہدات یوحنا کو چھوڑ دیا ہے
اور یہی رائے اور سب سریانیون کی ہے اور ڈاکٹر بلسن کہتا ہے کہ سریا کے
کلیسا نامہ دوم پطرس اور نامہ دوم اور سیوم یوحنا اور نامہ یہودا اور
مشاہدات یوحنا کو نہین تسلیم کرتے تھے اور عرب کے کلیساؤن کا بھی یہی
حال تھا پھر ہارن صاحب چوتھی جلد کے صفحہ ۴۶۳ مین ترجمہ لاطینی کی بابت
مین لکھا ہے کہ پانچوین صدی سے پندرہوین صدی تک بہت سی خرابیان
و الحاق اسمین ہوئے اور صفحہ ۴۶۷ مین لکھتا ہے کہ یہہ بات ضرور یاد
رکھنی چاہئے کہ کوئی ترجمہ مثل ترجمہ لاطینی کے خراب نہین کیا گیا اسکے نقل
کرنیوالون نے بہت ہی ناجائز [illegible] سے عہد جدید کی ایک کتاب

لیکن کتابوں کو واجب التسلیم نہ جانتے تھے اور نہ یہہ کتابیں انکے لفظوں میں رہتی ہیں
تو پھر پادری صاحب کلام اللہ کی آیتوں سے اِس سارے مجموعہ کی بابت کیونکر
استدلال کرتے ہیں تسید لطف یہہ ہے کہ بڑی بیوامردی اور جرات سے یہہ
لکھتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ مفسرین نے اِن آیات کی کیا تفسیر کی ہے اور
نہ انکی تفسیر سے ہمارا کچھہ کام ہے اپنے محاورہ میں ایسی بات کو لوگ کہتے ہیں
کہ چھوٹا منہہ بڑی بات البتہ اُن مفسرین کی تفسیر جنہوں نے ساری عمر علم
عربی کی تحصیل میں صرف کی پادری صاحب کے قول سے جو زبان عربی میں [illegible]
احد جوان کا درجہ بھی نہیں رکھتے دانشمندوں کے نزدیک بدرجہا
افضل و اعلی اور واجب التسلیم ہے قطع نظر اس سے اگر یہی بات تسلیم کی
جاوے کہ کسی بات میں علماء مفسرین کے اقوال کو ماننا کچھہ ضرور نہو اگر ایسے تو پھر
پادری صاحب کو دین عیسوی بالکل ہاتھہ دھونا پڑیگا اور انکی ایک بات
بھی پیش نہ جاویگی اور جن جن آیات کو داخل کرکے پادری صاحب نے
اپنا عقیدہ ٹھہرا لیا ہے قطعاً زائل و مستاصل ہو جائیگی مثلاً انجیل مرقس
کے باب ۱۳ کے درس ۳۲ میں حضرت عیسی کا قول اسطرح منقول ہوا ہے
کہ اُس دن اور اُس گھڑی کی بات سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان میں

کہ حقیقت میں پادری صاحب نے اس بات کو تسلیم کیا کہ ان نسخوں میں زیادہ
اختلاف قرات اور نقل کی ہیں کسی نسخوں سے تو پھر میرے قول اور
پادری صاحب کے قول میں کیا فرق رہا ہی تخصیص انجیل کی سو یہہ پادری صاحب
کا دعوی بلا دلیل ہے کیونکہ لفظ بائبل [illegible] نسخہ [illegible] نام ہے کچھہ انجیل
کی تخصیص نہیں ہے اور اگر بالفرض تخصیص بھی کیجاوے تو صرف عہد جدید
کی تخصیص نہیں ہو سکتی بلکہ عہد عتیق و جدید دونوں اسمیں شامل ہیں اور
پھر یہہ جو پادری صاحب لکھتے ہیں کہ نہیں [illegible] اقوال کو خلاف
سمجھا [illegible] مبالغہ کیا سو صرف پادری صاحب کا خیال ہے کہ یہہ دنیا
[illegible] نہیں ہے اگر پادری صاحب کے نزدیک میں نے مبالغہ کیا تھا تو انکو چاہیئے
تھا کہ دلائل ثابت کرتے **قولہ** ہشتم اسمیں [illegible] کہا الخ
اقول عجب تماشے کی بات ہے کہ [illegible] ہم [illegible] اور چوتھی خط میں
ثابت کر چکے کہ کلام اللہ سے یہہ بات کہیں نہیں ثابت ہوتی کہ یہی مجموعہ عہد
جدید کا حضرت عیسی کو وحی کیا گیا تھا اور نہ کسی اہل اسلام کا یہہ عقیدہ ہے
اور پانچویں خط میں بھی باقوال علما [illegible] یہہ بات بخوبی تمام پایہ ثبوت
کو پہنچی کہ [illegible] کلیسا اور [illegible] کلیسا [illegible] مجموعہ کی

لکہا ہے کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک ہوئی اسی ورس سے عیسائیون نے یہہ سمجہا ہے کہ حضرت یحیی اس مقام پر حضرت عیسی کی خوشخبری سناتے ہین جو انکے بعد آنے والے اور ورس ۱۷ باب مذکور مین حضرت عیسی کا قول یون منقول ہے کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک ہوئی پس ہم نہین جانتے کہ اسکے مفسرون نے کیا معنی لکہے ہین اور نہ انکی تفسیر سے ہمین کچہہ غرض ہے اگر معنی ہین تو یہی ہین کہ جیسا حضرت یحیی نے ان الفاظ سے حضرت عیسی کی خبر دی ویسا ہی حضرت عیسی نے بہی انہین الفاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی اور انجیل یوحنا مین فریسیونکا سوال حضرت یحیی سے یون مذکور ہے کہ انہون نے پوچہا کہ تو کون ہے کیا مسیح ہے انہون نے جواب دیا نہین پہر پوچہا کیا تو وہ نبی ہے انہون نے کہا وہ نبی بہی نہین ہون اس مقام پر معلوم نہین کہ مفسرین اسکی کیا تاویل کرتے ہین اور انکی تفسیر و تاویل سے ہمین کچہہ کام بہی نہین ہے اگر معنی ہین تو یہی ہین کہ نبی سے آنحضرت صلعم مراد ہین **قولہ** عیسائی وہی ہے جو انجیل کی تمام تعلیمات تسلیم کرتا ہے الخ **اقول** اولاً تو ہماری بات کا یہہ جواب نہین کیونکہ ہمنے تو یہہ لکہا تہا کہ یادریصاحب کے فرقہ کے نزدیک

ہین اور نہ بیٹا کوئی نہین جانتا کہ وقت کب ہے اور وہی انجیل کے باب ۱۳
کے ورس ۴۹ مین یون فرماتے ہین الرب الہنا رب واحد پہر یوحنا کی
انجیل کے باب ۱۴ کے ورس ۲۸ مین حضرت عیسی یون کہتے ہین کہ میرا باپ
مجہسے بڑا ہے پہر متی کی انجیل کے باب ۱۹ ورس ۱۷ مین یون فرماتے ہین
کہ تو مجہے اچہا مت کہہ کیونکہ اچہا کوئی نہین مگر ایک یعنی خدا پہر یوحنا کی انجیل
کے باب ۲۰ کے ورس ۱۷ مین کہا ہے کہ مین اپنے باپ اور تمہارے باپ
اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس جاؤنگا اور پہر اُسی انجیل کے باب ۵
مین یون فرمایا ہے کہ مین آپ سے کچہہ نہین کرسکتا ہون پس اب ہم نہین
جانتے کہ مفسرین نے ان آیات کو کس طرح بیان کیا اور نہ انکی تفسیر سے
ہمارا کچہہ کام ہے کیونکہ مضمون ظاہر و آشکار ہے مگر اتنا جانتا ہون کہ اگر ان الفاظ
مین کچہہ مضمون ہے تو البتہ یہہ ہے کہ حضرت عیسی بشر تہے اور علم غیب نہ رکہتے تہے
اور قیامت کا علم حضرت عیسی کو نہ تہا اور خدا انسے بڑا ہے جو انکا اور سبکا
رب ہے اور لفظ باپ سے کچہہ حضرت عیسی کی تخصیص نہین ہوسکتی ہے بلکہ حضرت
عیسی خدا کو جسطرح اپنا باپ کہتے ہین اسیطرح سارے بزرگان خدا کا باپ
بتلاتے ہین اسی طرح متی کے باب ۲۳ کے ورس ۹ مین حضرت عیسی کا قول یون

تو غضب نہیں کیا بلکہ غضب تو پادری صاحب نے کیا کہ بیر فضد آ ایک غیر حق
اور جو یہہ بات لکہی کہ اسپینوزہ کہ یہودی لکہا اور اسکی عیسائیت سے
انکار کیا اور پادری صاحب تلیبی کی سائیکلوپیڈیا میں دیکہیں کہ اسمیں لکہا ہے
کہ اسپینوزہ عیسائی ہوا اور اسکا نام بارد ق رکہا گیا لیکن یہودی عیسائی ہو
سکے وہ اپنے تئیں لاثنی دکرت کہتا تہا اور انسائیکلوپیڈیا برٹینکا میں لکہا ہے
کہ اسپینوزہ عیسائی ہوا اور لوتہرین اور کیتہولک کلیساؤں میں جایا
کرتا تہا **قولہ** اور جو آپ نے نسب نامہ کی بابت میرے جواب میں لکہا الخ
اقول ہمنے تو کچہہ بیجا نہیں لکہا بلکہ پادری صاحب کے جواب خود بیجا ہیں
اور انہوں نے ناحق قلم کو تکلیف دی اور کاغذ ضائع کیا چنانچہ یہہ بات ہر شخص پر جو
خدا کو دیکہیگا واضح و آشکار ہوگی اور جو پادری صاحب لکہتے ہیں کہ جب دوسری
قسم داود کے نام سے شروع ہے جیسا ہمنے بیان کیا تو اسکی اخیر
یعنی چودہوین پشت یوشیا ہے اور یکنیا تیسری قسم کا پہلی پشت ہے
سو صریح خلاف واقع ہے کیونکہ دیس ۱۱ آیات متی میں لکہا ہے کہ یوشیا کا بیٹا
یکنیا اور اسکے بہائی پیدا ہوئے جب کہ بابل کو جلا وطن گئے اگر یکنیا تیسری قسم
کا اول شخص ہوگا تو یہہ لازم آویگا کہ قید میں جانے کے وقت یوشیا زندہ تہا

رومن کاتہلک وغیرہ عیسائی نہیں ہین ورا پادری صاحب لتہر چرچ وغیرہ
کی کتابون کو دیکہیں اور پروٹسٹنٹ رسول خدا صلعم کے زمانہ مین تہے ہی
نہیں تو پہر اسوقت عیسائی کون تہے دوم اس جواب سے پادری صاحب
کا کچہہ مطلب ہی نہیں نکلتا ہے کیونکہ ہم دیکہتے ہین اور یہہ بات اظہر من الشمس ہے
کہ فرقہ پروٹسٹنٹ اور رومن کاتہلک اور گریک وغیرہ کی تعلیمات و
مسائل مین بڑے بڑے فرق ہین مثلاً رومن کاتہلک عشاء ربانی مین
حضرت عیسی کی حضوری کے قائل ہین اور اسے سجدہ کرنا فرض جانتے ہین
اور جو اس سے انکار کرے اسے مبتدع کہتے ہین اور پروٹسٹنٹ ایسی باتون
کو بت پرستی بتلاتے ہین اور علی ہذا القیاس ہر فرقہ مسیحی یہی دعوی کرتا ہے
کہ ہم ہی لوگ انجیل کی ساری تعلیمات پر چلتے ہین اور باقی سب فرقے
گمراہ ہوگئے ہین چنانچہ فرقہ ایرین اور نسطوریہ اور یعقوبیہ وغیرہ بہی
دعوی کرتے تہے حالانکہ یہہ سب مبتدع کہلاتے ہین پس جب کلیسیاء
روم کے حکم سے یہہ فرقے مبتدع ٹہر لئے گئے تو پہر کیا وجہہ کہ پروٹسٹنٹ
لوگ اسی کلیسیا کے حکم سے بدعتی نہ ٹہرین **قولہ** اور اسپینوزا ایک یہودی
تہا اور اپنی بے ایمانی کے سبب یہود کی ہیئت سے نکالا گیا الخ **اقول** جیسے